کارستانِ فصاحت

المعروف بہ

دیوانِ منتہی

یہہ دیوان تصنیفات سے جناب مرزا میتا بیگ صاحب رحمہ اللہ المتخلص
منتہی لکھنوی شاگرد رشید جناب خواجہ حیدر علی صاحب مرحوم مغفور المتخلص
بآتش کا ہے جناب میر رستم علی صاحب تاجر نامور کتب حیدرآباد
نے بکمال جد و جہد حاصل کرکے بعد از اخذ حق تالیف ۹۵ ؁ھ میں چھپوائی

مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین
طبع شد

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ دریں زمان میمنت اقتران کلام فصاحت نظام دیوان بلاغت بنیان جناب زامیتا بیگم صاحبہ متخلص

کارستان فصاحت

۱۳۱۱ھ

حسب فرمائش سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب

در مطبع یوسفی دہلی طبع نمودہ شد

بعد حمد خدا و نعت رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ خاکسار
ذرّۂ بیمقدار نباح سیّد رستم علے ابن سیّد ہاشم علی صاحب مرحوم تاجر کتب ساکن
ہندوستان حال وارد شہرہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن۔ بخدمت سراپا برکت
شاعرانِ نازک خیال و واقفانِ رموزِ بیمثال ہر شہر و دیار مین گذارش کرتا ہے
کہ ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے ہر ایک شخص مشتاق اور متلاشی اس امر کا
کہ شاعر نازک خیال جناب مرزا مسیتا بیگ صاحب مرحوم لکھنوی المتخلص بہ منتہی شاگرد
رشید جناب خواجہ حیدر علی صاحب مرحوم المتخلص بہ آتش صاحب کی تصنیف کہین نہ
کہین سے ہمارے ہاتھ آجائے لیکن باوجود اس اشتیاق کثیر کے سب محروم تھے
کیونکہ جناب منتہی صاحب نے غدر سے پہلے لکھنؤ مین جسقدر تصنیف فرمایا تھا وہ کل
تصنیف جب غدر مین تلف ہوگئی تو بعد تاراجی لکھنؤ صاحب موصوف شہر باندہ تشریف
لے گئے والی باندہ نے بہت قدر و منزلت فرمائے اور زمرۂ مصاحبین خاص مین جگہہ دی

قدری اطمینان ہوا پھر تصنیف پر دل راغب ہوا تیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ یک بیک شہر ندکور پر بھی آفت آسمانی نازل ہوئے مجمع درہم و برہم ہوگیا وہ تصنیف
بھی تلف ہوگئی پھر تو صاحب موصوف کشان کشان رونق افروز حیدرآباد دکن
ہوئے اور سرکار جناب مستطاب معلی القاب فیض بخش فیض رسان عالم و عالمیان
قدر افزائے شعرائے نکتہ سنجان جناب شہریار الملک بہادر مغفور مین ملازم ہوئے
اور بعد اسکے جناب نواب فیضمآب کوکب عالم تاب سپہر فضل وکمال شہاب پرانوار
سمائے جاہ و جلال یکہ تاز عرصہ جرأت و شجاعت قدر انداز معرکہ رفعت و
مناعت معدن جود و سخا مخزن لطف و عطا اعنے نواب میر خیرات علیخان در
المتخلص بہ سخی فرزند آغوشی روشن الدولہ بہادر مغفور برادر رئیس حیدرآباد
دکن بڑی دھوم دھام کے ساتھہ صاحب موصوف کے شاگرد ہوئے اور ماہوار
بھی قرار واقعی معین فرمائے اور اکل و شرب بھی صاحب موصوف کا
نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ قرار پایا انکی مرتبہ تو صاحب موصوف کو دلجمعی
کامل طور کی حاصل ہوئے طبیعت تصنیف کی طرف مائل ہوئی صاحب موصوف ایسے
تیز طبع تھے اگر چاہتے تو ایسے اطمینان پر چند عرصہ مین مضامین نو کے انبار لگا دیتے
لیکن بسبب پیرانہ سالی کے عرصہ دس سال مین بتیس جز تصنیف فرمانے تھے
کہ موت سدراہ ہو گئی یک بیک اس دنیائے فانی سے جانب ملک جاودانی رحلت
فرمائے ہرچند کہ نواب صاحب ممدوح بھی بباعث انکی تلمذی اور صحبت کے
فن شاعری مین کامل واکمل ہوگئے تھے لیکن ایسے استاد شفیق نازک خیال پر
گوکہ انتقال کرنے سے بیدل ہوگئے اور انکی تصنیف کی طرف اعتنا نہ فرمانی
تمام تصنیف انکی کرم خوردہ ہو گئی جب شائقین نے بہت اصرار کیا اور اسپر
کمترین نے بھی تقاضائے شدید کیا تو بدرجہ مجبوری نواب صاحب ممدوح نے سب کا

معروضہ قبول فرمایا اور جسقدر مسودے صاحب مرحوم کی تصنیف کے اُنکے کتبخانہ مین سے دستیاب ہوئے نواب صاحب ممدوح نے بہزار سعی و جانفشانی سلسلہ وار دُرست کرکے واسطے طبع کرانے کے مرحمت فرمایا۔ لہذا اس کمترین نے بصرف زر کثیر صاحب موصوف کا دیوان طبع کرایا ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ فرمائین تا امید نفع نقصان نہ اُٹھائین جس کو جسقدر جلدین درکار ہوں اس کمترین سے طلب فرمائین فقط

رجسٹری

جملہ حقوق طبع اس دیوان کے محفوظ ہین اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی کوئی صاحب صاحبان مطابع وغیرہ سے طبع نفرمائین فقط

المشتہر

سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب

شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد آباد

اطلاع

ہنگام طبع دیوان جناب منشی صاحب جناب میر رستم علی صاحب نے تمام و کمال کا بیان راقم کو دکہائین ہین اگر کوئی غلطی رہگئی ہو تو سہو کاتب ہے یا قصور نظر راقم ہے کیونکہ بعض اشعار نظری مصنف بہی سہو کاتب سے لکہ گئے ہین فقط

الراقم

میر خیرات علی ... منشی مصحح دیوان ہذا

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نورِ حق دل مین اگر جلوہ کنان ہوجائیگا | شمع بزمِ راستی ہر استخوان ہوجائیگا

التجائے اہل دنیا شرکتِ ابلیس ہے | گر خدا ہے مہربان کل مہربان ہوجائیگا

پاک کرتا ہے کدورت آبِ باران برملا | اشک باری سے غبارِ دل نہان ہوجائیگا

تاب کیا خورشیدِ محشر کی ملاوے مجھسے آنکھ | ابرِ رحمت اُسکا مجھکو سائبان ہوجائیگا

اُس چمن کی سیر کرنے سے مجھے بھی زاہدا | جس چمن مین پیر صدسالہ جوان ہوجائیگا

گوش و چشم و دست و پاؤن سب یہ مٹ جائینگے | راہیئے ملکِ عدم یہ کاروان ہوجائیگا

باغِ جنت اُسکے مرقد ہی ہوگا نظر کے سامنے | میری جانب کو جو تجھ سا باغبان ہوجائیگا

لطف اُٹھے گا مئے معشوق کا ای منتہی
گر شفیقِ حال وہ پیرِ مغان ہوجائیگا

کششِ عشق پہ تھا در جو مرا دل ہوتا | فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہوتا

مہرباں تجھپہ نہ وہ حور شمائل ہوتا | اے دلِ زار اگر تو کسی قابل ہوتا

دعوا یکتائیکا کیونکر ترا باطل ہوتا | آئینہ گر نہ ترے رخ کے مقابل ہوتا

صورتِ دیدۂ بینا نظر آتا مجھکو | چشمۂ ناف مین گر یار کے اک تل ہوتا

دل نہ دیتا مین حسینون کو اگر او ناصح | تجھسے بڑھکر نہ جہان مین کوئی عاقل ہوتا

نہ گریبان نظر آتا نہ کسی کا دامن | ناصحا ملکِ جنونکا جو مین عامل ہوتا

دیکھتا یار جو دزدیدہ نگہ سے سرِ بزم
نیم بسمل کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا

ملک الموت پھٹکتا نہ مرے کوچے مین
مہربان مجھپہ اگر وہ مرا قاتل ہوتا

تربیت پاتا جو پہلو مین مرے طفلِ حسین
تھا ہلال آج وہ بڑھ کر مہ کامل ہوتا

ہے مجھے محروم ازل جو کوئی دریا دل ہر
خشک کیونکر نہ جہان مین لبِ ساحل ہوتا

بات مین معرکۂ عشق صنم سر کرتا
منتھے فضل خدا اگر مرے شامل ہوتا

حال جس دن سے سنا ہے قیس کا فرہاد کا
جانتا ہون عشق بازی کام ہے آزاد کا

مری آمد سن کے مجنون دشت سے چلتا ہوا
خوف ہوتا ہے بڑا شاگرد کو استاد کا

ذبح لیجا کر کیا صحنِ چمن مین باغبان
مری گردن پر بڑا احسان ہے صیاد کا

نادر گیتی ستاتی ہے مجھے کسواسطے
پاس ہوتا ہے نہایت ساس کو داماد کا

جوہر تیغ زبان جسدم کرون مین آشکار
بند ہو دم ایک دم مین خنجر فولاد کا

اُس لب شیرین کا جسدم شہر مین شہرہ اُڑا
سنتا ہون نکلا ہے دیوالا ہر اک فرہاد کا

آہ آتشناک دل سے کھینچتا ہون اسگھڑی
جل نہ جائے جلدی آ الہی جھونپڑا صیاد کا

سخت جانی پر مری جسدم پڑی اسکی نظر
پانی پانی ہو رہے زہرہ خنجر فولاد کا

شعر گرما گرم سنکر اسکے جلتے ہین عدو
نام جو آتش ہے دنیا مین مرے استاد کا

بڑھ چلے ہین گیسوئے شبگون رخ محبوب سے
حال ہو ویگا پریشان طرۂ شمشاد کا

گھیرتی ہے جسگھڑی فوجِ غمِ فرقت مجھے
اے اجل مشتاق رہتا ہون تری امداد کا

عشق بازی کو دیا ہے جسنے دنیا مین فروغ
یا خدا جلدی بُرا ہو اُس ستم ایجاد کا

دیکھ لے وہ منتھے نیرنگِ حسن یار کو
جسنے دیکھا ہو نہ نقشہ عالمِ ایجاد کا

برابری ترے گیسو کی کالا کیا کرتا
مقابلہ شفق کا رزالہ کیا کرتا

فقیر ہون مین ازل سے درِ توکل کا
گدائے شہر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

قبائے گل کے ٹکڑے وہ کس لئے لیتا
پھٹی ہوئی تری پگڑی مین لالہ کیا کرتا

پسند طبع نہ تھا میرے یار ہرجائے — میں خوانِ عشق کا جھوٹا نوالہ کیا کرتا

زبان تلخ پہ میں کس طرح عمل کرتا — میں ایسے زہر کا کھا کر نوالہ کیا کرتا

حضور داغِ جگر اپنے شمع کیا جلتے — چراغ مہر کے آگے اجالا کیا کرتا

جو دیکھتا رخِ رنگین پہ خال کو تیرے — جگر بہ داغ نہ کھاتا تو لالہ کیا کرتا

عزیز خطِ رخِ یار کیون نہ دل کرتا — مین اس چمن کا نہ لیتا قبالہ کیا کرتا

ازل کے دن سے جو تھا جادۂ سیہ بختی — چراغ زیست کا اُسمین اجالہ کیا کرتا

سنے نہ اُس گلِ خوبی نے ایکدن میرے — برنگ بلبل شیدا مین نالہ کیا کرتا

نہ وہ صنم تھا نہ عہدِ شباب تھا ساقی — مین لیکے آج شرابِ دوسالہ کیا کرتا

دکھاتا کوئی محبت کی راہ کیا دل کو — دہانِ گور کا اسکو نوالہ کیا کرتا

جو دیکھتا خطِ مشکین کو گرد رخکے ترے — فلک پہ ماہ کے ہمراہ ہالہ کیا کرتا

صفاتِ عالمِ پیری نہ کس طرح لکھتا — مین صبح شیر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

گلیم فقر اگر منتھے کے ہاتھ آتے
تمہین کھو کے وہ لیکر دوشالہ کیا کرتا

مزا نقد وصلت کا لوٹا تمھارا — صنم غیر نے مال مارا تمھارا

کہا انا عنقا نہیں سکے اُسنے — کہا جبکہ مرتا ہے شیدا تمھارا

کہا جامِ مے دے کے اُس ماہوش نے — بڑے اوج پر ہے ستارا تمھارا

دیا نقد دل اپنا بھی چاہا جس کو — نہین اسمین ناصح اجارا تمھارا

نگہ کا اگر تیر پیکِ اجل ہے — قیامت ہے پیارے اشارا تمھارا

نہین لالہ و گل چمن مین کھلے ہین — نہان راز ہے آشکارا تمھارا

غضب ہے غضب آپکا دیکھ لینا — ستم ہے ستم ہے نظارا تمھارا

قدم بجز الفت مین رکھتا ہون بڑھکر — ہے صبر و تحمل سہارا تمھارا

ہوا طالبِ وصل اُس سے تو بولا — یہ قدرت تمھاری یہ یارا تمھارا

نہ فرمائیے ضبطِ آہ و فغان کو — نہ اُٹھیگا یہ [illegible]

دلا عہد پیری میں جوش محبت — ہوا حوصلہ پھر دو بارا تمھارا
وفادار ہم ہیں جفاکار تم ہو — یہ خصلت ہماری وہ شیوا تمھارا
کیا بعد مدت کے آباد ہم نے — میان قیس سونا تھا صحرا تمھارا
بھٹکنا ہمارا خوشی آپ کی ہو — سڑی بن ہمارا تماشا تمھارا
چھٹا سے منقطے دامن وصل جب سے
ہوا قطع دست تمنا تمھارا

جو بن بت سفاک کا ڈھل جائے تو اچھا — کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو اچھا
طفل دل بدخو جو بغل میں ہو ہمارے — کوچے میں جنینوں کے مچل جائے تو اچھا
آجائے کسی بت پہ دل صاف ہمارا — یہ آئینہ پتھر سے کچل جائے تو اچھا
وہ تیغ کہیں تا کھنچ کے رہ جائے الٰہی — آئی سر عشاق سے ٹل جائے تو اچھا
اوڑ جائے مرے دل سے قد یار کا سودا — سایا کہیں [illegible] سرو کا ڈھل جائے تو اچھا
ہو موم تپ عشق سے دل یار کا یارب — وہ شمع عاشق ہے پگھل جائے تو اچھا
نقد دل و دیں دیکے کہیں وصل ممکن — فقرا مرا اس یار پہ چل جائے تو اچھا
وہ جنبش ابرو دل شیدا کا کری کام
یہ وار بھی عشاق پہ چل جائے تو اچھا

میں دیوانہ کردوں گر شور دل سے آہ و افغاں کا — بزنگ کاغذ بادی ہو عالم سقف زنداں کا
بہار گل گئی آئی گلستان سے کئی باری — وہی عالم ہے داماں کا وہی عالم گریباں کا
نگاہ یار میں سرمہ کا ڈورا آج کھنچتا ہے — خدا حافظ ہو ناصح آبروئے تیغ براں کا
بگڑنا اسکو لازم ہو شکست اسکو ضرورت ہو — ہگر ظرف گلی سے کم نہیں ہو جسم انساں کا
نہ وہ منصور نے دیکھا نہ وہ وامق کو ممکن تھا — نمونہ ہے دل ویران ہمارا اس بیاباں کا
نہایت دھیان ہے نیرنگ حسن یار کا دل میں — تماشا دیکھتا ہوں ایک شیشہ میں پرستاں کا
نہ سنبل کا ہو وہ عالم نہ کاکل کا وہ نقشہ ہو — اگر لکھوں تو دفتر ہو مری حال پریشاں کا
لے آیا جذبہ دل کھینچکر اس شوخ پرفن کو — نگہباں دیکھکر منہ رہ گیا اسوقت درباں کا

جسے مین پوجتا ہون جو پرستش گاہ اپنی — نہ وہان ہندو کا رتبہ ہی نہ رتبہ سیلیا لکا
عدو سے حرف زن روباہ خصلت بھاگ جاتا ہے — سر پر خامہ کیا ہی ہمہمہ شیر نیستا لکا

بزنگ بلبل گلزار اس گلزار عالم مین
رہیگا نام باقی منتھے سے بھی غزلخوا لکا

تا کمر گیسوئے جانان دیکھا — نصف طول شب ہجران دیکھا
چشم عشاق کو گریان دیکھا — حضرت نوح کا طوفان دیکھا
دن کو چرچا رہا بالون کا ترے — رات بھر خواب پریشان دیکھا
کچھ نہ بھڑا ترے رنگ کے آگے — بارہا سوئے گلستان دیکھا
حسن نیرنگ کا تھا دل مین خیال — خواب مین ایک گلستان دیکھا
یار پروانے کے جل جانے پہ — رات بھر شمع کو گریان دیکھا
گر گئے آنکھو سے گلہائے چمن — جسگھڑی وہ لب خندان دیکھا
یار و اغیار کو با صنم ہمنے — صفت گبر و مسلمان دیکھا
نہ ڈبو یا خط تقدیر افسوس — تجکو اے دیدہ گریان دیکھا
حرف اُلفت نہ پڑھا یا اُسکو — بس تجھے پیر دبستان دیکھا
روح کو جابئہ تن کے اندر — زاہدا صورت مہمان دیکھا

منتھے سا بھی زمانے کہین
گبر دیکھا نہ مسلمان دیکھا

گھٹہ ماتھے پہ شیخ جی کا — ڈہو کا ہے کلنگ کا ہے ٹیکا
پکڑے دامن جو اُس پری کا — اتنا نہین حوصلہ کسی کا
جبتک کہ رہا شباب اپنا — کیا کیا رہا لطف زندگی کا
ہٹ مٹ کے وہ مجھسے لپٹتا ہے — کر کر کے بہانہ گد گدی کا
گیسوئے صنم سے دل لڑا ہی — ہے سامنا آج کس بلی کا
اپنی اپنی پڑی ہے سب کو — کوئی نہین ہی بھیان کسی کا

ہر رند ہے میکدے کا مائل — عاشق ہر شیر ہے تری کا
عاشق مالک ہے چشم نم کا — الیاس کو کام ہے تری کا
شیدا ہوں دختِ رز کا ساقی — دیوانہ ہوں شیشے کی پری کا
ہے چشم امید بھائیوں سے — طالب کھوٹو لٹنے ہوں کھری کا

جذبہ الفت نے روکا ورنہ
دل لے ہی چلا تھا منتھے کا

جہاں کی بحر میں مثلِ حباب گھر رکھنا — سفر عدم کا لگا ہے بندھی کمر رکھنا
جفا کرے نہ کرے وہ جھکائے سر رکھنا — خفا وہ کہ بھو مجھکو اسکا ڈر رکھنا
لگانا یار کو یا آپ اس سے لگ چلنا — کسیکی ہو نا دلا یا کسی کو کر رکھنا
نہ دینا داغ محبت کو ہاتھ سے اے دل — گرہ باندھ کے مضبوط یہ گہر رکھنا
اسیر کر کے ہمیں حکم دے گیا صیاد — قفس میں ہو تنگ تو انکے نہ بال و پر رکھنا
دکھا دے سیر چمن ایکبار کر رکھوں نالہ — قفس میں پھر مجھے صیاد عمر بھر رکھنا
صبا ہر ایک مرے ہمصفیر سے کہنا — بہار آئی ہے قابو میں دلکو کر رکھنا
قفس میں چھوڑ کے تنہا چلا تو ہے صیاد — ضرور موسم گل میں مرے خبر رکھنا
گدا سے دہر کے خاطر ہی داغ نقش سجود — ہر عیب منھ پہ جوان مرد کو سپر رکھنا
فلک وہ شام سے ہی بے حجاب ہو پھر بھی — چھپائے دامن شب میں رخ سحر رکھنا
بیان کر کے ہر اک کا کہا سنا قاصد — قدم پہ یار کے میری طرف سے سر رکھنا

بتایا کس نے تجھے منتھے بتا پیدا
قدم کو کوئے محبت میں پیشتر رکھنا

لبریز بزم یار میں جام شراب تھا — پھولا ہوا چمن میں گل آفتاب تھا
ساقی کا مجھپہ وصل میں ہمدم عتاب تھا — جام بلور صورت چشم پر آب تھا
غیروں کے ہاتھ میں ترا بندِ نقاب تھا — معلوم یہ ہوا کہ ہمیں سے حجاب تھا
بیٹکا رہے جو یار میں جام شراب تھا — ٹوٹا پڑا ہوا قدح آفتاب تھا

سامان عیش ہجر کی شب مین عذاب تھا
کالی بلا سا اپنی نظر مین سحاب تھا

آنکھین دکھا رہی تھی ادِہر وحشتِ دلی
پھولا ہوا اُدہر کو چمن مین گلاب تھا

دل مین بھری ہوئی تھی ہوس عز و جاہ کی
دفتر مین اپنے لاکھ طرح کا حساب تھا

بے یار شیشہ سنگ ملامت تھا بزم مین
بے بادہ جام صورتِ چشمِ حباب تھا

چکھا نہ اِسکو درد کشون نے ہزار حیف
شیشے مین اس فقیر کے اچھا گلاب تھا

پہلو مین رُعبِ حسنِ صنم سے شبِ وصال
یہ دل زبانِ گنگ کا گویا جواب تھا

یہ سر وہ ہے کہ جسمین بھری تھی ہوائے دوست
یہ دل وہ ہے کبھی جو فلک کا جواب تھا

زخم جگر تھے اسمین کہ تھی نقد داغ دل
سرکار عشق سے جو ملا بیحساب تھا

پوچھے جو صحبت می و معشوق حشر مین
کہہ دونگا آپ ہی کا دیا یہ شباب تھا

یہ دل وہی ہے جو کہ رہا غرق بحرِ عشق
یہ وہ حباب ہے جو کبھی زیرِ آب تھا

برسون ہی دل مین مصحفِ رخسار ہی کا دھیان
دابی ہوئے بغل مین خدا کی کتاب تھا

لٹکے تھے پاؤن گور کے اندر شب وصال
اپنا سمندِ عمر کا بادر رکاب تھا

ساقی تھا اور کثرت گلہائے باغ تھی
بندہ اور یہ دلِ خانہ خراب تھا

دیکھا ہے ہمنے جو کہ تماشا جہان کا
دہوکا واہمہ تھا توہم تھا خواب تھا

پست و بلند بحر جہان یار ناصحا
اپنے نظر مین صورتِ موج حباب تھا

بُھنتا تھا شیخ بادہ کشون سے ہمارے نیز
آتش سے مے کی مُرغِ مصلا کباب تھا

کیا چپ ہوئے ہین کر کے نکیرین گفتگو
یہ شیخ بھی ایک ہی حاضر جواب تھا

تاثیر عشق گبر و مسلمان پہ کر گیا
ساقی شرابِ ناب سے دو جام بھر گیا

ہنستا جو سامنے سے وہ گل رو گذر گیا
دامن مری نگاہ کا پھولون سے بھر گیا

اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اُتر گیا

کیونکر نہ ہو محبت دنیا یہ اعتقاد
قارون کے ساتھ مال زمین مین اُتر گیا

طفلی گئی شباب مٹا پیری آ گئی
ہونا تھا جو ہوا وہ گذر گذر گیا

اظہارِ عشق سے اُنہین آیا جو ہین غرور — مین نے بھی کیا ہی کام کیا جھٹ مکر گیا

مصروف ہے زبان دُرِ دندان کے وصف مین — مُونہ موتیون سے کوئی مرا آج بھر گیا

نافہمون مین پڑا مرا دیوان ہزار حیف — کُتّون کے سامنے مرا لختِ جگر گیا

کس درجہ رفتہ رفتہ کیا کام عشق نے — آخر غمِ فراق مرے دل چر گیا

اس جوششِ شباب کا عالم نہ پوچھیے
اک موج بحر تھا ادہر آیا ادہر گیا

شمع مانند بزمِ یار گھر اپنا ہوا — کٹ گئی سب عمر قصّہ مختصر اپنا ہوا

یہان لے آیا کون ایسا راہ بر اپنا ہوا — اس خراب آباد مین کیونکر گذر اپنا ہوا

بعد مدت جا ہوے اُسکی دلِ شفاف مین — شکر ہے خالق کا کیسے گھر مین گھر اپنا ہوا

بل نہ نکلا اُسکے گیسو کا نہ وہ سیدھا ہوا — آہ بی تاثیر نالہ بے اثر اپنا ہوا

خطِ شوقیہ بھی ایا ہے پیام وصل بھی — نالۂ جانکاہ کوئی کارگر اپنا ہوا

بڑھ چلا چاک گریبان اور چلی بادِ بہار — بل لگا کرنے جنون رنگِ دگر اپنا ہوا

ہو چکے مانندِ پیچ و تاب مین کی ہر بسر — شاعرو بحرِ غزل مین جب گذر اپنا ہوا

بعد مدت کے چڑھے نظر و نیہ اُس عیار کے — دیکھنے کی بات ہے آنکھون مین گھر اپنا ہوا

آنکھ کے کھلتے ہی سر مین بھر گئی بادِ فنا — بحرِ ہستی مین حباب آسا گذر اپنا ہوا

ایکدم کو جائے اُسکے دلِ شفاف مین — عکس کے صورت سہو آئینے مین گھر اپنا ہوا

ساتھ کیا لائے تھے کیا ہمراہ اپنے لیچلے — بارِ ہستی کے تلے ناحق کو سر اپنا ہوا

لیکے جاتا منزلِ پیرِ مغان تک جو ہمین — آجتک کوئی نہ ایسا راہبر اپنا ہوا

پھر بہار آئی چمن مین پھر ہوا جوشِ جنون — دشت کی جانب کو پھر عزمِ سفر اپنا ہوا

منتشر ضایع نہ ہو وینگے دُرِ معنی ترے — دیکھ لیگا جب کوئی اہلِ نظر اپنا ہوا

غیر اوڑ جائیگا اکدن آشنا رہجائیگا — مدعی جاتا رہیگا مدعا رہجائیگا

دشتِ اُلفت مین قدم جسکا ذرا رہجائیگا — مثلِ گردِ قافلہ پیچھے پڑا رہجائیگا

ذکر رونیکا مرے بعدِ فنا رہجائیگا — خشک ہو جائیگا چشمہ ماجرا رہجائیگا

فصل گلچین دیکھکر دستِ جنون کے فیض کو — شیخ جی کا ساقیا دستِ دعا رہجائیگا

اپنے آہون کے چلین گے جبکہ جھونکے باغ مین — دیکھ لینا پھٹ کے دامانِ صبا رہجائیگا

بزم مین اُس چشمِ مخموری کے آگے ساقیا — طاقِ نسیان پر ترا شیشہ دھرا رہجائیگا

کچھ گدا و شاہ کے ہمراہ جائیگا نہین — بوریا رہجائیگا تاج و لوا رہجائیگا

پاس ہے جاہ و حشم اپنے نہ ہر کچھ ملک و مال — کیا بگڑ جائیگا اپنا اور کیا رہ جائیگا

ایکدن ہونی ہے وہ درپیش منزل جسکے — آشنا رہجائیگا نا آشنا رہجائیگا

ایکدم خالی نہین رہنے کا کوچہ عشق کا — اور میرے بعد کوئی دوسرا رہجائیگا

آج مین بیٹھا ہون کل بیٹھے گا کوئی اور یا — یون نہین بچھا بوریا اس فقر کا رہجائیگا

عاشق جانباز تجکو دیکھ کر مرجائینگے — ہاتھ قبضے پر ترا ظالم دھرا رہجائیگا

آرزو رہجائیگی ہمکو وصال یار کی — لوح دل پر نقشِ حرفِ مدعا رہجائیگا

وہ یکایک قتل عاشق کو کرے گا منتفی
یہ خبر وہ ہے کہ جسکا مبتدا رہجائیگا

کیونکر نہ زور شور ہو میری زبان کا — آخر مین عندلیب ہون کس گلستان کا

رہنے کی جا نہین نہ ٹھکانا مکان کا — مانند بو زمین کا نہ ہون آسمان کا

بادِ خزان اوڑی چمن روزگار سے — تنکا نہین بچا ہے مرے آشیان کا

روحِ رواں جسم کے اے دل مقام ہے — مین جانتا ہون فرق زمین آسمان کا

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے — باندھا ہوا ہر اک ہے اسی ریسمان کا

منصور ہے نہ قیس نہ فرہاد و کوہکن — کس سے پتا لگاؤن مین مغ کی دکان کا

کعبہ و دیر خلد و ارم جنت النعیم — ہر ایک نام یار کی ہے آستان کا

شیرینیٔ کلام نہ جائیگی عمر بھر — چسکا نہین چھٹے گا ہماری زبان کا

مرغ چمن ہوا ہمین کہ ہو بلبل قفس — نقال ہے ہر ایک مری داستان کا

منصور یون ہے دار سے عالم مین نامور — لشکر مین جس طرح سے ہو بالا نشان کا

تائیدِ آسمان ہے ہر اک اہلِ دل کے ساتھ ‌ ‌ اللہ ہے طائران بلند آشیان کا
بے قدردان لباس میں آبرو میں ‌ ‌ اپنا کمال حال ہے مفلس جوان کا
چھایا ہوا ہما ہے سگِ یار گرد ہے ‌ ‌ بھوکا ہے کون کون مرے استخوان کا

دفتر تھے دو کھلے ہوئے راز و نیاز کے
قاصد سے اپنے فرق تھا دو زبان کا

در پہ اُس شوخ کے جب جا بیٹھا ‌ ‌ یار سب کہتے ہین اچھا بیٹھا
خوبیٔ قسمتِ قاصد دیکھو ‌ ‌ پاس اُس شوخ کے کیا جا بیٹھا
ہے حبابِ لبِ دریا انسان ‌ ‌ جب ذرا سر کو اوٹھایا بیٹھا
ضعف پیری سے بنا نقشِ قدم ‌ ‌ مین وہین کا ہوا جیسا بیٹھا
صورتِ باد رہا سرگردان ‌ ‌ خاک کی طرح مین اُٹھا بیٹھا
پاؤن پھیلے جو ترے کوچے مین ‌ ‌ کاٹ کے دستِ تمنا بیٹھا
بحرِ ہستی مین حبابون کی طرح ‌ ‌ سیکڑون بار مین اُٹھا بیٹھا
کب سے تیرا فلکِ شعبدہ باز ‌ ‌ دیکھتا ہون مین تماشا بیٹھا
سامنے کس کے جھکایا سر کو ‌ ‌ کس لیئے تیغ تو اُٹھا بیٹھا
نہ تو نالہ ہے نہ افغان اے دل ‌ ‌ کس لئے چپ ہے اکیلا بیٹھا
خوابِ سیرِ چمنِ عالم ہے ‌ ‌ کیا دلِ زار ہے بھولا بیٹھا
دامنِ دل پہ لگا داغِ جنون ‌ ‌ ملک پر عشق کا سکا بیٹھا
نقدِ دل تھا جو بضاعت میری ‌ ‌ عشق مین اُسکو بھی کھو کھا بیٹھا
جو گیا ملکِ عدم کو وہ گیا ‌ ‌ اُسکے کوچے مین جو بیٹھا بیٹھا
دلکو ہے جذبۂ اُلفت شاید ‌ ‌ بک رہا ہے جو اکیلا بیٹھا

چل بسی منتظمی سب یار ترے
تو بھیان کرتا ہے اب کیا بیٹھا

دل مین اک نور کا جلوا دیکھا ‌ ‌ نبد اس قطرے مین دریا دیکھا

دل مین نیرنگ تماشا دیکھا ۔ جسمین کل کا تماشا دیکھا
دل مین پوشیدہ تھا اُسکا جلوا ۔ سرکو جو وقت جھکایا دیکھا
ہم نے اس خاک کے تپلے مین نہان ۔ قدرتِ حق کا تماشا دیکھا
نہ ہوا مقصدِ دل زیبِ کنار ۔ ہمنے ہاتون کو بھی پھیلا دیکھا
حرم و دیر مین ڈھونڈھا سنئے یمن ؛ ۔ ہمنے تجھکو نہین کس جا دیکھا
ساکن دیر و حرم سے پوچھو ۔ کہین وہ بھی نظر آیا دیکھا
لطفِ گلزار و خرابیِ چمن ۔ جو ان آنکھون نے دکھایا دیکھا
قاصدا تجھکو بلاکر تنہا ؛ ۔ اسنے پردا نہ اُٹھایا دیکھا
آئینہ تھا قدمِ آدم کو یا ؛ ۔ صاف اُس بت کا سراپا دیکھا
ترے بازار جہان مین گردون ۔ اک نیا روز تماشا دیکھا ؛
دل دیا جان بھی دیدی اُسکو ۔ یہی اُلفت کا تقاضا دیکھا ؛
ہوشیار اُسکو جہان مین پایا ۔ جسکے سر مین ترا سودا دیکھا
نہ کیا مردہ دلون کو اچھا ۔ بس تجھے رشکِ مسیحا دیکھا
دیکھکر لوٹ گیا تیغ اُسکو ۔ ذبح کل مرغِ مصلّا دیکھا ؛

منتہی اوڑگیا دل یارکے پاس
پھر گیا گود کا پالا دیکھا ؛

جب سے احوال سنا کوہکن اک ہم فن کا ۔ کہین تیشہ نظر آیا مرا ما تھا ٹھن کا
کاش بھی لے سر آمادہ سودا اسقدر تک ۔ دور بھی ہوئے کہین بوجھ مری گردن کا
فاتحہ خوانی کے حیلے سے حسین آتے ہین ۔ نقش جب بنگیا تعویذ مرے مدفن کا
نالہ و آہ کے ذرات اٹھائین جو ہمین ۔ دل نہ پتھر کا ہے اپنا نہ جگر آہن کا
جامۂ تن بھی بنایا ہے عجب صانع نے ۔ نہ یہ محتاج گریبان کا نہ کچھ دامن کا
پہلوئے ماہ مین مجکو نظر آتا ہے سہیل ۔ اُسکی پیشانی پہ ٹیکا تو نہین چندن کا
کبھی کھل جاتا ہے سینہ کبھی پہلو کبھی سر ۔ بے خبر حسن سے ہین وقت ہے الّڑھپن کا

ہر نمونہ تری طفلی کا ہلالِ گردون | بدر چھایا ہے جوانی کے ترے جوبن کا
ابر ہے باغ ہے سبزہ ہے حسین ہین مے ہے | یار بھی چل کے مزا لوٹتے ہین ساون کا
یار و اغیار کے گھر مین وہ چلے جاتے ہین | دہیان اپنا نہین عالم ہے ابھی بچپن کا

منتہی معرکۂ عشق مین رکھے جو قدم
اسقدر حوصلہ رستم کا نہ ہے بہمن کا

اشک کو تاثیر دے اچھا کیا | قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
شربتِ وصلت پلا یا یار نے | ہجر کے بیمار کو اچھا کیا
قامتِ رعنا دکھا کر یار نے | سرو کو گلزار مین رسوا کیا
پھر ان در در پھرایا حیف ہے | مجھکو صانع نے سگِ دنیا کیا
دل دیا تجھسے بتِ سفاک کو | بیٹھے بٹھلائے یہ مینے کیا کیا
وعدۂ دیدار رکھا حشر پر | کارِ امروزہ کو کیون فردا کیا
انتظارِ یار مین بستر پہ شب | نیم بسمل کی طرح لوٹا کیا
دستخطے دکھلاؤن گا فردِ جبین | حشر مین پوچھا جو مجھسے کیا کیا
نقدِ دل دیکر غمِ الفت لیا | ہمنے اس بستی مین یہ سودا کیا
حشر مین یہ تو کھون گا برملا | ان پریزادون نے دیوانا کیا
آئینہ سے ہمنے مقابل کر دیا | اُسنے یکتائی کا جب دعوا کیا

منتہی تحریرِ قسمت منتہی
زندگی جب تک رہی سمجھا کیا

رسن گھٹا یار کا تب وصل ہمارا ٹھہرا | جنس جب چھٹ گئی اُسوقت یہ سودا ٹھہرا
محتسب ٹھہرا نہ زاہد کبھی اسجا ٹھہرا | بزمِ رندان مین جو ٹھہرا تو یہ مینا ٹھہرا
نہ اُٹھا کوئے توکل سے نہ در دیکھا | حرصِ بیہودہ نہ مجکو سگِ دنیا ٹھہرا
ہوش کر ہوش جنون فصلِ بہار آپہنچی | جا مرے رہنے کے خاطر کوئی صحرا ٹھہرا
آبرو راز محبت کی ڈبو دیتا ہے | قطرۂ اشک نہ ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

ہر گھڑی پوچھتے ہو پیار ہمین کرتے ہو
عاشقی ٹھہری کہ ایمائے تقاضا ٹھہرا

اُس سے کس دن ہوا بیمار محبت کا علاج
سامنے یار کے کس روز مسیحا ٹھہرا

چل کے آیا تھا بڑی دور سے تھکرا پچرخ
ایک دو دم کے لئے مین بھی یہان آٹھہرا

پرورش ہمنے کیا دلکو گیا یار کے پاس
یہ تو بتلائے کوئی مال یہ کس کا ٹھہرا

لئے جاتی ہے ہر اک سمت ہوائے دنیا
آدمی مین نہین ٹھہرا کوئی پتّا ٹھہرا

مے کے دریا یہ بھے رات کو مینخانے مین
شیشۂ آنکھون مین حباب لبِ دریا ٹھہرا

ان حسینون کا طلسماتِ جہان کے اندر
پتلیو سکا مری آنکھون مین تماشا ٹھہرا

ایک دم بھی نہین اسکو کسی عالم مین قرار
دلِ مضطر نہین ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

دل دیا اُف نہ کیا مال دیا آہ نہ کی
منتہی تو بھی فنِ عشق مین یکتا ٹھہرا

منصور پیتے ہی مے اُلفت بہک گیا
جام مئے الست بھرا تھا چھلک گیا

پیری ہوئی شباب سے اُترا جھٹک گیا
شاعر ہون میرا مصرعۂ ثانی لٹک گیا

مجھ رند پاک کا کبھی چلو نہ بھر دیا
ساقی ترے کرم سے ہر اک یار چھک گیا

مین لوٹ ہو گیا ہون خطِ سبز رنگ پہ
خار چمن سے دامن دل یہ اٹک گیا

پیری مین دل دیا بتِ بیرحم یار کو
منزل قریب تھی کہ مسافر بہک گیا

بھڑکا یا دل کو تذکرۂ حسنِ یار نے
ایک ڈھیر آگ کا تھا ہوا سے دہک گیا

پردہ شرابِ عشق کا منصور سے کھلا
نذاف تھا کہ پنبۂ مینا دہنک گیا

بلبل ہے چپ نسیم سحر بھی خموش ہے
شاید چمن مین برگِ خزانی کھڑک گیا

جامِ بلور مے کا بھرا یار نے دیا
شب کو ہمارا اخترِ طالع چمک گیا

تو وہ حسین ہوا کہ ہوئے تجھ پہ سب فدا
ایسا ہی گل کھلا کہ زمانا مہک گیا

رتبہ ترے کرم سے ہوا خاکسار کا
خورشید کیطرح سے یہ ذرہ چمک گیا

سودے سے جو بھرا وہ ہوا پر وبالِ دوش دار
بار شجر ہوا وہ ثمر جو کہ پک گیا

لگتا بہار گل مین گریبان کا کیا پتا
دامن کے پھاڑنے مین کہو ہاتھ تھک گیا

اُسیکی بات اُسی کا یہان مقام رہا
وہی رہا جو زمانی مین نیکنام رہا

خیال دل مین مغان یہان مدام رہا
شراب جام سے لبریز اپنا جام رہا

بہار جاتے ہی کھلکے چمن سے غنچۂ گل
خزان کے آتے ہی مینا رہا نہ جام رہا

عدم کسی نے کہا ہمنے نقطۂ موہوم
دہن مین یار کے حجت رہی کلام رہا

اثر پذیر نہ ہرگز ہمارے اشک ہوئے
یہ آب و دانہ ہمین عمر بھر حرام رہا

مسافرانہ ہم آتے تھے بحر ہستی مین
حباب وار کوئی دم یہان مقام رہا

نمود خط کی ہوئی قدر زلف و خال گھٹی
خزان کے آتے ہی دانہ رہا نہ دام رہا

ذرا رقم نہ ہوا جنگ حسن و عشق کا حال
گھٹی اک عمر پہ قصّہ یہ ناتمام رہا

جو حال پیر خرابات پوچھتے چلکر
نبی رہا نہ جہان مین کوئی امام رہا

دھرا ہے جب سے قدم کوچۂ توکل مین
نہ فکر صبح نہ سودائے قوت شام رہا

ہمیشہ وا رہا بند نقاب صاحب کا
سمند ناز ترا یا رہے لجام رہا

کھلا نہ راز محبت بہت تلاش رہی
جنون پختہ کے خاطر خیال خام رہا

رہا شباب کا جب تک کہ ولولہ باقی
ہر اک حسین کا بدل منتھی غلام رہا

ٹل گیا وقت کیا جوانی کا
مٹ گیا لطف زندگانی کا

جسکو کہتے ہین یار ماہ تمام
ہے مرقع تری جوانی کا

سن کے بولے مرا فسانۂ غم
لطف کس کو ہے اس کہانی کا

کیا بیان رتبۂ شہادت ہو
ملک ہے عمر جاودانی کا

کیا کرون کا مین دولت کونین
وصل ممکن ہے یار جانی کا

گم ہوا دل سے نالۂ جانکاہ
پر کٹا مرغ آسمانی کا

اوٹھ گیا صبح یار پہلو سے
ہو برا مرغ آسمانی کا

دھوم ہر سمت ہے سخن کی مرے
شور ہے میری جان فشانی کا

کھنچے اُس برق وش کی گر تصویر
ہاتھ کانپے ضرور مانی کا

سرمہ زیبِ نگاہ کرتا ہے — بل مٹا تیغِ اصفہانی کا

زمزمے منتقی سے گر سن لے
دم گھٹے مرغِ بوستانی کا

دھیان آیا جبکہ گھڑی اُسکے رُخِ پرنور کا — پھر گیا آنکھون مین جلوہ صاف برقِ طور کا

عشق مین موئے کمر کے اسقدر ہون ناتوان — ہاتھ مین میرے عصا بھارے ہے پائے مور کا

ہو رسا ایسی کمندِ فکر میری اندنون — پاس آجاتا ہے کھنچکر مرغ مضمون دور کا

شیخ ذرا بدسا جہان مین کوئی خود مطلب نہین — کی عبادت خوب ہی لالچ جو پایا حور کا

ساقیا لا جلد تو جامِ شرابِ لالہ گون — دھیان آیا ہے کسی کے دیدۂ مخمور کا

خاکساران جہان کے واسطے فرشِ زمین — مرتبہ رکھتا ہے ایدل مسندِ فغفور کا

ہے قدر انداز ایسا خامۂ مضمون آفرین — تاکتا رہتا ہے ہر دم یہ نشانہ دور کا۔

نانِ نعمت کا نہین دھیان اسکو ہے نانِ جوین — دل ہے کشکولِ گدا کاسۂ نہین فغفور کا

پاس روئی ماہ وش کے دیکھکر خالِ سیاہ — دل پکارا ہے یہی دودِ چراغِ طور کا

منزلِ ہستی مین آٹھرا ہے دو دن کیلئے
منتقی ورنہ مسافر ہے نہایت دور کا

سودا ہوا ہے سر مین بہت عز و جاہ کا — پشتارہ دوش پر ہے ہمارے گناہ کا

ماران ہون شیفتہ ہون اُسی کی نگاہ کا — مالک جو ہے جہان مین سفید و سیاہ کا

دیوانہ وار کوئی بتان مین جو مین گیا — رتبہ تمام مجھ پہ کھلا لا الہ کا

میری طرف سے جاکے کہو آسمان سے — بنتا ہے کیون سپر تو مرے تیر آہ کا

پیرِ مغان نے کوچہ اُلفت دکھا دیا — ہاتھ آگیا نشان مجھے سیدھی راہ کا

ہر رنگ مین ہے جلوۂ جانانہ آشکار — پردا نہین رہا ہے ذرا اشتباہ کا

دم بھرتا ہے اُسی کا ہر اک شیخ و برہمن — کب طالبِ ثواب ہو مورد گناہ کا

صوفی صفا پذیر ہین ہین رند پاکباز — سالک ہے ایک ایک ہر اک اپنی راہ کا

جو کچھ کہ لکھدیا تھا ازل مین وہی کیا — اس سے گھٹے بڑھے تو ہون موردِ گناہ کا

بے حکم آپ کے نہین رکھا ہے اک قدم
ناحق کا بوجھ سر پہ مرے ہے گناہ کا

نفسِ حریص بھی ہے توکل کے گھات مین
دشمن ہوا ہے اور سنو جور شاہ کا

کعبہ کنشت سے مجھے کیا شیخ و برہمن
جویا ہون اس جہان مین مین اور راہ کا

نارِ جہیم سے جو ڈراتا ہے زاہدا
کیا اُمتی نہین مین رسالت پناہ کا

روشن ہے جب سے شمع ہدایت جہان مین
باقی نہین ہے نام بھی روزِ سیاہ کا

ہوگیا عاشقِ شیدا بتِ ہرجائی کا
خاک مین مل گیا دعوا مری دانائی کا

حیف سودا نہ گیا قیس سے سودائی کا
داغ اچھا نہ ہوا لالۂ صحرائی کا

جب سے نازک کمر یار کی کھینچی تصویر
ہوگیا شہر مین شہرہ مری بینائی کا

لحد تیرہ مین جو وقت گذرا اپنا ہوا
یاد آیا ہمین عالم شبِ تنہائی کا

آسمان سر پہ اٹھالون مین کرون وہ نالے
پاس ہے مجکو مگر یار کی رسوائی کا

حرم و دیر مین ثانی نہین پاتا اسکا
ہے بجا یار کو دعوی مرے یکتائی کا

تو ہر اک رنگ مین اچھا نظر آتا ہے مجھے
قطع ہے جسم پہ جامہ ترے زیبائی کا

زہر کھا جائے گلا کاٹ کہین ڈوب مرے
کبھی عاشق نہ ہوا انسان بتِ ہرجائی کا

حکم سے عشق کے جنگل مین پھرا ہون برسون
مدتون کام رہا آبلہ فرسائی کا

خوشنما سایۂ شمشاد کو دیکھا جب سے
پاؤن پر یار کے ہے قصد جبین سائی کا

ذکر ہے شیخ و برہمن مین وجاہت کاری
حرم و دیر مین غل ہے تری رعنائی کا

رحمتِ حق کا طلبگار ہون ہر دم جیتے
منتظر رہتا ہون مین آمدِ بالائی کا

آئینہ ہم نے دکھا کر یہ کہا اُس بت سے
مٹ گیا آج تو دعوا تری یکتائی کا

منتھی روزِ جزا ہو نہ فضیحت یارب
منفعل ہین بندہ ترا رسوائی کا

مبتلا یہ دل ہوا جب یار رنگا ہوگیا
شمع بے پردہ ہوئی قربان پتنگا ہوگیا

گر پڑے عشاق اُسکی تیغ خون آشام پر
کُل شہادت کے طلبگار و نکا دنگا ہوگیا

دفن کرکے فاتحہ پڑھکے مرا بولا وہ شوخ — آج بیمارِ محبت مرا چنگا ہوگیا
بزم مین جلکر کیا شب رازِ الفت آشکار — شمع کے مانند پروانہ بھی ننگا ہوگیا
گرکے اُسکے کوچۂ تاریک مین نکلا نہ دل — پیچ زلفِ یار کا مجکو اڑنگا ہوگیا
وصف دیر و کعبہ کا ہمنے جدا گانہ کیا — ایک ہی مضمون تہا فقرہ دورنگا ہوگیا
بڑھتے بڑھتے اپنا طولِ زندگانی کم ہوا — گھٹتے گھٹتے جامۂ ہستی اوُٹنگا ہوگیا
خوشنما ہے اُس رخِ روشن پہ کیا خالِ سیاہ — زیبِ گلزارِ ارم کالا بھجنگا ہوگیا
شاہ ہفت اقلیم سے آیدل گدائی دہر تک — ڈہنگ سے آیا وہ سنے یہان کڈہنگا ہوگیا

یون کہین گے یار اقلیمِ سخن مین اندنون
منتفی بھی ایک ہی کٹا دبنگا ہوگیا

حال میری چشمِ نم کا بے رخِ جانا نہ تھا — آہِ سوزان شمع تھی دل صورتِ پروانہ تھا
نیمِ عشقِ یار مین غافل تھا یا فرزانہ تھا — اپنے اپنے حوصلہ مین ہر کوئی دیوانہ تھا
یہ ہوا ثابت مجھے اے ساقیِ روزِ ازل — آدمِ خاکی شرابِ عشق کا پیمانہ تھا
روزِ آرایش یہ تھی آنکھون پھر اسکی انیس — دنکو آئینہ تھا شب کو زلف تھی یا شانہ تھا
روبرو سے اُسکے آئینہ جدا ہوتا نتھا — شیفتہ آئینہ تھا اپنا آپ وہ دیوانہ تھا
نیم وا تھی چشم وقتِ خواب اُس میخوار کی — بیخبر ساقی پڑا تھا وا درِ میخانہ تھا
دیکھتا ہون اُسگھڑی حسرت سے کیا سوئے فلک — جب کوئی کہتا ہے ہم تھے یار تھا پیمانہ تھا
کیا عمارت منزلِ دنیا کی خوش اسلوب ہے — کون تھا معمار اُسکا کون صاحب خانہ تھا
اہلِ دنیا زن پرستو تمکو نہ سمجھا مین کبھی — اسقدر مجکو خیالِ ہمتِ مردانہ تھا
تھا خیالِ ساقیِ مہوش سے دل روشن مرا — ساغرِ مے رات کو یعنی چراغِ خانہ تھا
کھو کے نورِ حسن کو خطِ سیہ خود زرہ گیا — خط نہ تھا اُجڑی ہوئی جاگیر کا پروانہ تھا
چشمِ اشک آلود سے ہمکو یہی ثابت ہوا — مردمِ آبی کے بھی ہمراہ آب و دانہ تھا
کونسا دل تھا مے وحدت سے جو مملو نتھا — ساقیِ گردون دورنگا کیا جہان خمخانہ تھا
شیخ کہتا تھا مجھے زاہد برہمن بت پرست — کون سے جا تھی جہان میرا نہین افسانہ تھا

جسقدر وہ مجھ سے بگڑا مین بھی بگڑا اسقدر
وہ ہوا جامہ سے باہر مین بھی ننگا ہوگیا

روبرو میرے رہا جبتک کے دم مین دم رہا — عشق بت تھا یا چراغ زیست کا پروانہ تھا
پائے خم پر سر تھا گاہی گاہ تھا ساغر بکف — مشرب رندانہ تھا یا سجدۂ شکرانہ تھا

چھا گیا خواب عدم مجپر لیکا یک منتقی
یہ نہین معلوم ایسا کون افسانہ تھا

دیکھئے کھاتی ہے سر کس کس نحیف وزار کا — پیٹ خالی کب سے ہے قاتل تری تلوار کا
جابجا چرچا ہے میری طبع طرار کا — چار سو شہرہ جہان مین ہے اسی تلوار کا
ہو نما ہین مژہ چشم سیاہ یار کا — سنبلستان مین ہے مسکن آہوئی تاتار کا
چار سو شہرہ ہوا بتو بوئے زلف یار کا — ہوگیا بازار پھیکا نافۂ تاتار کا
جسم خاکی چھوڑکر اکدن نکلجائیگی روح — ساتھ دینے کا نہین پیدل کبھی اسوار کا
بادشاہی دو جہان کی دی مجھے کرکے شہید — ہوگیا بال ہما بہل یار کی تلوار کا
دیر کو جاتا ہے گاہی گاہ کعبے کی طرف — حال ابتر ہے تمھارے طالب دیدار کا
بادشاہونکو مبارک چتر زرین ہو مدام — ہے مجھے ظل ہما سایۂ تری دیوار کا
تندرستونسے زیادہ جانتا ہون سبت تندرست — جو کہ ہے بیمار تیری نرگس بیمار کا
راہ جاتی ہے نہین دل ترے اغیار کی — بند ہوتا ہی نہین رخنہ تری دیوار کا
مرتے ہین اغیار اسکی خوش بیانی دیکھکر — کام کرتا ہے قلم میرا زبان مار کا
اسکی آہ آتشین سے چاہئے اے دل حذر — آشیان پھونکا ہے جسنے بلبل گلزار کا
جمع کرتا ہے جو مال دنیوی کو روز و شب — مین سمجھتا ہون اوسے مزدور ہے بیگار کا

جو کیا اچھا کیا جو کچھ کریگا خوب ہے
دم نہ مار و منتقی موقع نہین تکرار کا

پھر فراق یار کا بار الم پیدا ہوا — جس سے دل ڈرتا تھا میرا پھر وہ غم پیدا ہوا
روز فرقت مرکے کاٹا تھا شب آئی ہجر کی — وہی غم بھولا نہ تھا پیدا اور غم پیدا ہوا
مین نہین پیدا ہوا پیدا ہوا رنج و ملال — تو نہین پیدا ہوا جور و ستم پیدا ہوا
سخت غم دن رات اپنے جہان کے ہاتھ ہر — مثل انفاس ہے دمبدم پیدا ہوا

نالۂ دل کثرتِ آہ و فغان داغِ جگر
یہ ہماری واسطے جاہ و حشم پیدا ہوا

عشق کی راہون سے شیخ و برہمن ہین بیخبر
دیر کیون پیدا ہوا پھر کیون حرم پیدا ہوا

کر رہا ہون سیر عالم کی مین اسمین روز و شب
دل بغل مین ہی بنا گویا جامِ جم پیدا ہوا

دے گئے صدمے پہ صدمے ہمکو یارِ رفتگان
ان کے ہاتون سے ہمیشہ غم پہ غم پیدا ہوا

شمعِ سوزان کیطرح اس بزمِ عالم مین مدام
جو کوئی پیدا ہوا با چشمِ نم پیدا ہوا

زخم دل پر کیا لگا تیغِ فراقِ یار کا
منتفی اک جادۂ ملکِ عدم پیدا ہوا

تیغِ خزان جبدم کھنچی خالی گلستان ہو گیا
گھسکے جوانان چمن سنبل پریشان ہو گیا

کثرت جو داغِ دل کی تھی بیرہن تن مردہ ہوئی
وقتِ سحر خاموش کیا سرو چراغان ہو گیا

خطِ سیہ پیدا ہوا کیا اوس پری کے گرد رخ
قبضہ مین فوجِ زنگ کے ملکِ سلیمان ہو گیا

اے کاتبِ اعمال تم منھ دیکھکر ہمجاؤ گے
فردِ عمل دھو جائیگی جبدم مین گریان ہو گیا

دیکھا ہے تونے کیا کہین لختِ دلِ عشاق کو
خون خشک تیرے جسم کا لعلِ بدخشان ہو گیا

گرمی تمہاری حسن کی پرتو فگن جبدم ہوئی
ذرہ صفت جو داغ تھا وہ مہرِ تابان ہو گیا

وا ہو گیا عشقِ نہان آنکھین ہوئین خونفشان
مثلِ قبائے گل مرا رنگین گریبان ہو گیا

سمجھا مین مسند شاہ کی اس بوریائے فقر کو
دستِ توکل جگ گھڑی میرا نگہبان ہو گیا

آئی تھی جو آئی قضا جو وقت تھا آسکا بندھا
تیغِ نگاہِ یار کا کل مفت احسان ہو گیا

وصفِ خطِ روئی صنم وردِ زبان ہے دمبدم
شکر خدا مین حافظِ تفسیرِ قرآن ہو گیا

دیکھا بہارِ حسن کو جب یارِ گل اندام کے
مجھسے جنونِ عشق کیا دستِ گریبان ہو گیا

تیغِ نگاہِ یار کا جب سامنا مجھسے پڑا
یہ جامۂ تن منتفی ہمشکل کتان ہو گیا

الفت کا تخم مزرعۂ دل مین جو بو دیا
ہمکو کمالِ عشق نے دنیا سے کھو دیا

دل کی صفا کو خواہشِ دنیا نے کھو دیا
تر دامنی نے جامۂ تن کو ڈبو دیا

سرگرم بزمِ یار مین دیکھا جو غیر کو
جب بس چلا نہ کچھ صفتِ شمع رو دیا

کیا جانے گزری کیا گل ولالہ پہ عندلیب
شبنم نے شب کو حالیہ انکے جو رو دیا

منصور نخلِ باغِ شہادت تھا باغبان
دار فنا مین اسکو عبث تونی بو دیا

جامِ شراب ناب پیا یا کہ جام درد
ساقی کا شکر کرکے لیا ہمکو جو دیا

دل کی صفا کو حرص وہوا سے مٹا دیا
ہا تونے اپنے کیا دُرِ شہوار کھو دیا

عاصی کیا فقط مجھے طول حیات نے
اب لقا نے دامن عصمت بھگو دیا

موئے میانِ یار کو دل سا صفا دیا
موتی تھا خوب بال کے اندر پرو دیا

اچھا کیا دیا جو زر و مال منتہی
یہ تو بتاؤ دلکو کہان تمنے کھو دیا

حرم کی طرف روئے میخانہ پایا
کسی رند کو ہمنے بیجا نہ پایا

تری بزم مین ہمنے او عشق کامل
جو ہوشیار تھا اسکو دیوانہ پایا

ملا عشق کامل کا کب کوئی کامل
کبھی حب دلخواہ سودا نہ پایا

ملا میکدہ مین نہ دیر و حرم مین
کہین یار تیرا ٹھکانا نہ پایا

زبان سے بہتے جانباز اس تیغ کی کتنے
دم امتحان کوئی ہمسا نہ پایا

سما ہی مرے وحشتِ دل کی ہوتی
کوئی آجتک ایسا صحرا نہ پایا

مزے ملکِ کونین کے ہم اوڑاتے
کوئی ایسا مضبوط پایا نہ پایا

حرم مین رہا گاہ گہ میکدہ مین
کبھی منتہی تجھکو بیجا نہ پایا

دل مرے پہلو کے اندر یہ مکان ہے کسکا
جو مکین اسکا ہے وہ راحتِ جان ہے کسکا

نہ کھلا کچھ نہ کھلا وہ بتِ سفاک حسین
کس کا ہے آفتِ جان راحتِ جان ہے کسکا

قتل پر عاشق شیدا کے جو باندھی ہے کمر
تم سمجھتے نہین اتنا کہ زیان ہے کسکا

حور عین خلدِ برین مدِ نظر ہے اپنے
نقشِ آئینہ یہ دل پھر نگران ہے کسکا

نقطہ ہے تنگ دہن موسے ہے باریک کمر
مجکو معلوم نہین وہم و گمان ہے کسکا

کس کا رخ غیرتِ گل ہے چمنِ عالم مین
صورت غنچۂ تصویر دہان ہے کسکا

غیرتِ لالہ و گل کس کے ہین یہ عارضِ نغز — ایسا خوشبو صفتِ غنچہ دہان ہی کسکا
روح خوش ہوتی ہے دل کھِلتا ہے مثلِ گلتر — آجکل نام مرے وردِ زبان ہے کسکا
گفتگو کرتا ہے واعظ سرِ منبر کس کی — نغمۂ بلبلِ گلزار بیان ہے کس کا
یار کا یار تو ہو کوئی محبت مین تو جا — پھر تو یہ خلدِ برین باغِ جنان ہی کسکا
یہ کسی عاقل و فرزانہ سے پوچھون جاکر — راز کسکا تھا نہان آج عیان ہی کسکا
منتظر یارِ گل اندام ہے بر مین اپنے
آج کی شب صفتِ خلد مکان ہی کس کا

ہر اک شی مین نظر آتا ہے جلوہ یار جانی کا — کدہر گم آج آوازہ ہے اُنکی لنترانی کا
مچاؤن فصلِ گل مین زمزمہ جوشِ جوانی کا — کرون دم بند مین اکر و زمزمِ بوستانی کا
بیان کس منہ سے ہو صدمہ فراقِ یارِ جانی کا — گلوے خشک پر عالم ہے خنجر کی روانی کا
نہ صحرا مجکو بھاتا ہے نہ گلشن ہی خوش آتا ہے — بنایا مجنون بنایا ہے فراق اُس یار جانی کا
نگہبان ہی زمانہ کا وہ مہر خوش لقا اپنا — اُسی پر ختم ہے عہدہ ہر اک کی پاسبانی کا
شگفتہ گل کوئی جب دیکھتا ہون جا کے گلشن مین — نہایت یاد آتا ہے مجھے عالم جوانی کا
نظر آتی ہے جب سقفِ فلک پر کثرتِ انجم — کسی کا یاد آتا ہے دوپٹہ کا مدانی کا
اُتارا سر مرا تن سے سبکباری مجھے بخشے — معالج تو ہوا اُسے مایہ میری سرگرانی کا
تو ہی ہے بطن مادر مین ہمارا پالنے والا — تو ہی حامی ہے اور رازق ہی مرغِ آشیانی کا
جنازہ پر جنازہ اُسکی کوچے سے نکلتا ہی — ہوا ہے شوق اُس قاتل کو شاید تیغ رانی کا
رخِ رنگین کی آرایش مین از حد دخل ہی مجکو — اجارا لو نگا رضوان سے مین عہدہ باغبانی کا
شہیدِ تیغِ ناز اپنا کیا تونے نہ اے قاتل — نہ زیبا مجکو بخشا حیف عمرِ جاودانی کا
اسیرِ زلفِ صنم کا ہو نہ کوئی مبتلا ہرگز — کوئی مورد نہ ہو یارب بلائے آسمانی کا
عطا کی عقل بخشا ہوش اُسنے منتظر مجکو
بیان کیا کیا کرون اللہ کی مین مہربانی کا

بی طلب گھر مین مری آہی گیا یار اپنا — خوب بیدار ہوا طالعِ بیدار اپنا

عاشقی صبر و تحمل ستم و جور و جفا — آپ کا کار ہے وہ اور ہی یہ کار اپنا

یار پر رنگ جوانی کا نہایت ہے کرم — اندنون خوب ہی گلزار ہے گلزار اپنا

ہاتھ جس روز کہ پکڑے گا جنونِ کامل — قطع ہو جائیگا دنیا سے سروکار اپنا

بام پر پردہ نشین آ گئے پہلو مین مرے — بند کرنا ہے فلک دیدۂ بیدار اپنا

فصلِ گل شور پہ ہے زور پہ ہے جوشش خون — خوب ہی اچھلیگا سودا سرِ بازار اپنا

دور مین چشم بنی ہے ترے نظارے کو — بند کر یار ہر اک روزنِ دیوار اپنا

وصل مین جام مے سرخ کا چھلکا جسدم — آگیا یاد مجھے دیدۂ خونبار اپنا

منزلِ عشق بنائے ہے دماغ و دل مین — کام جو کرنیکا تھا کر گیا معمار اپنا

جگر و دل کو مین رو بیٹھا ہون مدت گذری — اب نہ مونس ہے کوئی اور نہ غمخوار اپنا

مین نہ کہتا تھا دلا کوئی حسینان مین نجا — ایکدن ہوئیگا جینا تجھے دشوار اپنا

آسمان سر پہ کھڑا ہے ترے پہلو صبا — رازِ دل لب پہ نہ لانا تو خبردار اپنا

ہمکو اسے یار مسیحائے زمان کہتے ہین — کیون نہین کرتے اچھا کوئی بیمار اپنا

عفو ہوئینگے مرے جرم جنون کے ہاتون — ہوئیگا ابرِ کرم دامنِ کہسار اپنا

ایک عاشق کو پھٹکنے نہین دیتا نشۂ حسن — سمجھا ہے ظلِ ہما سایۂ دیوار اپنا

دیکھ پھر کوئے قناعت مین خدا کی قدرت
منشی توڑ تو پہلے بتِ پندار اپنا

لا بجی یار سے پڑے پالا — نکلے قارون دنی کا دیوالا

دل سے ہے جو یا بلند مضمون کا — ہے نظر سوئے عالمِ بالا

گردشِ چشم نے ترے پیارے — اک زمانا کیا تہ و بالا

گیسوئے یار کو نہ چھیڑ اے دل — کاٹ کھائیگا ناگ ہے کالا

تیرِ بیداد سے بچے عاشق — سرمگی چشم کا وہ دنبالا

سوئے دنیا ہوا دلِ محزون — پھر گیا مجھ سے گود کا پالا

دار ہمت بلند رکھتا ہون — [illegible] مجھ سے نگا ہرانا لا

کچھ نمک ہو میرا مصرع شعر | ولگی سا پنجے مین ہے اُسے ڈھالا
سرد مہری نے اس زمانیکے | کشتِ امید پر پڑا پالا
فکر کو نین کی جو رکھتا ہون | پیتا ہون مین شراب دوسالا
اشک گر ہون پسند یار مری | موتیون کا کبھی نہ لون مالا
دیدۂ صاحبِ قناعت مین | دُرِ یکتا ہے صورت ژالا
ہمنے تیغِ شکیب سے کب کا | نفسِ سرکش کو مار ہی ڈالا

بعد مرنیکے منتھی تیرے
مادرِ گیتی ہے رنڈسالا

راز اس دل کا جدا ہے لبِ اظہار جدا | ہین جدا پردہ نشین ہر دم بازار جدا
تیغ کو کھینچے کھڑا ہے بتِ خونخوار جدا | سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین گنہگار جدا
مبتلا اسکا مین ہون وہ ہے مرا دیوانہ | وہ گرفتار جدا مین ہون گرفتار جدا
اہل دنیا ہین جدا طالبِ عقبیٰ ہین جدا | بوالہوس لوگ جدا عاشقِ سرشار جدا
حلقۂ گیسوئے مشکین کو وہ کٹواتا ہے | مار سے ہوتا ہے ہوشیار سرِ مار جدا
کم نہین ہوتے طلبگارِ شہادت اسکے | روز سر تن سے وہان ہوتے ہین دو چار جدا
خوابِ غفلت نہ مری آنکھون مین آیا تا زیست | مجھ سے اکدم نہ ہوا طالعِ بیدار جدا
نقشِ دنیا ہے جدا نقشِ محبت ہے جدا | سکّۂ داغ جدا سکّۂ دینار جدا
دل کے خواہان ہین حسین اُنکے ہین خواہان عاشق | اسکے طالب ہین جدا انکے طلبگار جدا
اسکی ہے کم سخنی باعثِ شیرین سخنی | کیا گلہ اسکے نہ ہو گر لبِ اظہار جدا
دور ہے منزلِ مقصود سے ہر ایک بشر | تجھسے پاتا ہون زمانیکو مین اے یار جدا
اتنی وسعت پہ اسی تنگی ہے کیا قدرت | خانہ دل کا مگر ہے کوئی معمار جدا
ایکدم ہوتے گئے دل سے مرے صبر و شکیب | ایکدم ہوتے ہوئے ہین مرے غمخوار جدا

دیدہ و دل سے جدا کیون نہ ہو چشمِ جانان
منتھی رہتا ہے بیمار سے بیمار جدا

نکل کے روح گئی تن سے بیگمان تنہا
مکان کو چھوڑ گیا صاحب مکان تنہا

ملا نہ دل کو کوئی مرغِ خوش بیان ہمنفس
تمام عمر رہا اپنا آشیان تنہا

کبھی عدم مین رہا گہ وجود مین آیا
پھرا ہون زیست مین اپنی کہان کہان تنہا

عدم مین کون تھا اپنا وجود مین ہے کون
مین کیا کہون کہ رہا ہون یہان وہان تنہا

تمام حال تری سرکشی کا کھل جاتا
مری طرح سے جو پھرتا تو آسمان تنہا

کسی بشر کی نہ مٹی خراب ہو یارب
نہ پیر ہو کوئی تنہا نہ نوجوان تنہا

سوائے روح نہین کوئی جسم کا مالک
یہ وہ مکان ہے جسمین ہے میزبان تنہا

نہ زمزمے وہ سنے عندلیب کے تا زیست
جو گوش دل سے سنے میری داستان تنہا

دم سحر نہ مرے پاس سے تو اٹھ جانا
نہ چھوڑنا مجھے پیری مین او جوان تنہا

اوڑا ہے نرم سے اس گلعذار کا شہرہ
چلا ہے بو کا گلستان سے کاروان تنہا

طپش سے آتش گل کی بہار مین بلبل
جلین ہین شمع صفت میرے استخوان تنہا

نہ یار ہووے نہ مے ہو نہ ہو جو تو ساقی
مری نظر مین جہنم ہے گلستان تنہا

کشش سے اپنی دلِ یار کھینچ کے آئے گا
جہاز کھینچکے لاتا ہے بادبان تنہا

دکھا کے فرد عمل منتہی بروز جزا
چلے گی صورتِ مقراض یہ زبان تنہا

کب مین آیدستِ جنون سے سر و سامان نہوا
گاہ دامن نہوا گاہ گریبان نہوا

حسن نیرنگ صنم سے مین مقابل کرتا
حیف ہے قبضۂ قدرت مین پرستان نہوا

خواہش وصل ہوئی جب نہوا وصل نصیب
جسگھڑی درد ہوا اسگھڑی درمان نہوا

مال کیا مال ہے نقدِ دل و جان تک دیتا
حسب دلخواہ ہماری کوئی جانان نہوا

صدفِ چشم نے جبدم کہ گرائے دُرِ اشک
سامنے اسکے کبھی موسم نیسان نہوا

تنگ کسدن نکیا وحشتِ دل نے مجکو
مجھسے کس روز جنون دست و گریبان نہوا

راستی راہ حقیقت کی دکھاتا وہ مجھے
ایسا ہندو نہ ہوا ایسا مسلمان نہوا

کب نہ لٹے لئے پوشاک کے پیچھے ظالم
ایجنون کب مین ترے ہاتھ سے عریان نہوا

عشق کے راز کو میرے نہ چھپایا صد حیف — تجھ سے کام اتنا مرا دیدۂ گریاں نہوا

منتھی دیر کی خواہش نہ حرم کی مجھکو
دہر مین تجسا کوئی گبر و مسلمان نہوا

پُر اثر زور یہ جبدن مرا نالہ ہوگا — دل تو کیا گنبدِ گردون تہ و بالا ہوگا
فتنہ ہے طفل کوئی دن کو قیامت ہوگا — یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہوگا
پاؤن پھیلا کے مین بیٹھونگا کسی صحرا مین — جب مجھے دستِ توکل کا سہارا ہوگا
تیغ کھینچے ہوئے جاتا ہے وہ مسجد کیطرف — ذبح کیا آج کوئی مرغِ مصلّا ہوگا
کبھی کونین کا جھگڑا نہ چھٹیگا اے دل — قطع جب تک نہ ترا دستِ تمنا ہوگا
عشق کا راز چھپیگا نہ جنون کے ہاتون — دیکھ لینا سرِ بازار یہ سودا ہوگا
عشق کا روگ مٹا دی کوئی ایسا ہو حکیم — یہ مرض وہ ہے مسیحا سے نہ اچھا ہوگا
سیر گو نعمتِ دنیا سے ہے منعم تو آج — دہن گور کا ایکروز نوالا ہوگا
خوشنما خطِّ سیہ گردِ رُخِ یار جو ہے — ایسا کب ملکِ سلیمان کا قبالا ہوگا
پاس رہنے کے نہین وہ خطِ سیہ مدّ لئے — شایگان گنج کا مالک کوئی کالا ہوگا
زیبِ رُخ ہوگا کبھی خطِ سیہ فام ترے — گرد مہ کے ترے پیدا کبھی ہالا ہوگا
طپش عشق سے اُس بحرِ لطافت کے لئے — خشک تر لب سا نہ میرے لب دریا ہوگا

وعدۂ دیدار کا رکھا ہے دمِ حشر اُسنے
منتھی اسکا تو شایق کوئی مردا ہوگا

جدا سے وقت ہوگا چار عنصر کی جدائیکا — بھروسا کر نہ ہرگز چار دنکی آشنائیکا
توکل پیشہ ہون ہمت مجھے وہ دی ہے خالق نے — سمجھتا ہون دلا دستِ دعا کاسہ گدائیکا
ہر اک شاہ و گدا اُس شاہ سے رزق کا طالب ہے — جہان کے دور کو سمجھا ہون مین کاسہ گدائیکا
ہوا کب وصل ممکن جیتے جی اُس حور کا مجھکو — رہا جبتک مین زندہ غم رہا اُسکی جدائیکا
برنگ گل ہوا سے دہر نے ٹکڑے کئے اُسکے — جو لیکر آئے تھے ہمراہ جامہ پارسائیکا
عجب محبوب با اخلاق ہے تو بحرِ عالم مین — ہر اک دم مارتا ہے یار تیری آشنائیکا

نکل اور روح تن میں ضعف پیری سے نہیں طاقت
قفس ٹوٹا ہوا مژدہ ہو بلبل کو رہائی کا

نہ اپنا دل ہوا اپنا نہ اک بت پر رہا قابو
کرینگے یاد کیا ہم اسے خدا تیری خدائی کا

طلب ہے ہستی ہے ہر دم دولتِ دیدار کی اسکو
بنا ہے دیدۂ بینا مرا کاسہ گدائی کا

صفا ہوتا ہے دل ہوتی ہے پیدا یار کی صورت
یہ آئینہ نہیں آلہ ہے اسکی رونمائی کا

چمن میں زیر سرو اے یار سایہ جب سے دیکھا ہے
ہوا ہے شوق دلکو تیرے پا پر جبہ سائی کا

فراقِ یار کا صدمہ زبان پر لا نہیں سکتا
بیان کیونکر کروں میں روح و قالب کی جدائی کا

نہ کیونکر رند میکش ہو وہاں جیسا ہو پیمانہ
یقین کر منتہی ہر شیرِ عاشق ہو ترائی کا

لگاؤ اُس بتِ سنگیں سے پھر ہوا دلکا
بھڑا پہاڑ سے پھر دل بے حوصلا دلکا

کبھی ہے آہ کبھی ہے فغان کبھی نالہ
جدا ہے ایک زمانے سے مشغلا دلکا

یہ کھینچ کھینچ کے لے لے گیا بتوں کی طرف
مجھے خراب کیا کیا بگڑ گیا دلکا

مری طرف سے اُسے تھا صدا یہی کھٹکا
چلتے ہی آؤ کہ جاتا رہے گلا دلکا

کیا ہے جذب سے اُس بت کو اپنے قابو میں
خدا کی شان ہے دیکھو تو حوصلا دلکا

شب فراق کے صدمے سے سامنا ہے آج
پڑا دیوسیہ سے مقابلا دلکا

نہ حسن و عشق کا جھگڑا مٹیگا عالم سے
نہ حشر تک کبھی ہوئے گا فیصلا دلکا

بتوں نے ملکے مجھے کس عذاب میں ڈالا
برا تو کیا کہوں ہوئے بہت بھلا دلکا

کبھی تو ہوئے گی دیوانگی مری مشہور
کبھی تو جوش پہ آئیگا ولولا دلکا

کسے مجال جو ہو خانۂ خدا سے خبر
وہ کون ہے کہ جو سمجھے معاملا دلکا

بہارِ حسن سے کرتے ہیں چہچہے عاشق
چمن پہ روپ ہوا شور ہے غنا دلکا

خیالِ پردہ نشین یار اسمیں رہتا ہے
گذر گیا ہے فلک سے بھی مرتبا دلکا

بھگو ہی دیوے گا صاحب کا جامۂ عصمت
بہے گا پھوٹ کے جب زور آبلا دلکا

نوشتۂ ازلی منتہی دکھا دینا
مقابلہ ہو اگر اُس کریم و عادلکا

گل کوئی رونق چمن نہ ملا — شمع روزیب انجمن نہ ملا

دل سے لئے ڈھونڈھا کمال ہو کر تنگ — اُس پری کا چہ ذقن نہ ملا

کوہ و ہاموں سے سر کو ٹکرایا — رتبۂ قیس و کوہکن نہ ملا

اس دوراہی میں ملک ہستی کے — ایک بھی واقف وطن نہ ملا

جب سے پایا لباس عریانی — پھر کوئی ایسا پیرہن نہ ملا

حیف ہے افتادگان کے سر ظالم — خاک میں اپنا بانکپن نہ ملا

خضر نے پایا چشمۂ حیوان — ہمنے ڈھونڈھا ترا دہن نہ ملا

جذب دل کیا ہوا اثر کو تری — آج تک واسطے دکن نہ ملا

بار احسان جہان کا ہوتا — مجکو اچھا ہوا کفن نہ ملا

خوب سے قدر دان اہل سخن — بلبل زار کو چمن نہ ملا

اُس نے آغوش میں لیا نہ مجھے — گل کو بلبل کا پیرہن نہ ملا

باغبان اُسکے جسم نازک سے — نہ ملا برگ یا سمن نہ ملا

منتہی مثل شہریار الملک — آجتک واقف سخن نہ ملا

ابرو سا تو خوش خم کوئی خنجر نہیں ملتا — مژگان سا نکیلا کوئی نشتر نہیں ملتا

دل دینے کے لایق کوئی دلبر نہیں ملتا — قابل مرے سو دیکھے کوئی سر نہیں ملتا

ہمدم کوئی قاصد نہیں ہاتھ آتا ہے میرے — ایسا کوئی گردان کبوتر نہیں ملتا

جھٹ کر دیا آئینہ کو اس رخ کے مقابل — کہتے تھے وہ اکثر مرا ہمسر نہیں ملتا

پوچھوں ستم رو برق ہی سمجھیں ہیں آگے — مدت سے جو حال دل مضطر نہیں ملتا

بیچیں اُسے بے دام یہ ابنائے زمانہ — ناچار ہیں یوسف سا برادر نہیں ملتا

کسدن دہن پاک کا بوسہ نہیں دیتے — کسدن مجھے جام سے کوثر نہیں ملتا

دل صاف ہوا عقل دکھائی نہیں دیتی — روشن ہوا آئینہ تو جوہر نہیں ملتا

جو یا تو تغافل تلاشی تو ہو دلسے — کہتے ہیں وہ ملتا نہیں کیونکر نہیں ملتا

کچھ عقل میں تیرے نہیں ابرو کے اشارے   مطلب مجھے اس بیت کا اکثر نہیں ملتا

اے منتقی بستر کو مرے جھاڑتا ہے یار
جس وقت کہ ڈھونڈے ہے تن لاغر نہیں ملتا

تو کر کے قتل بہت یار کو بکو آیا   بہوش باش مرا کوچہ گلو آیا ۂ
کہا اُسنے قاصدِ فرخندہ فال لو آیا   فرشتہ آیا کہوں یا فرشتہ خو آیا ۂ
چلی نہ منت و زاری تو بن گئی دم پہ   رہے نہ اشک جو آنکھوں میں تو لہو آیا ۂ
کبھی نہ تونے کہی عاشقوں کی او ظالم   کبھی نہ یار تجھے طرزِ گفتگو آیا ۂ
ہمیشہ مجکو رہی اشکِ پر اثر کی تلاش   جہان کی بحر میں میں بھر آبرو آیا ۂ
دکھائی شکل کبھی صورتِ گل و لالہ   کبھی نظر میں وہ مانندِ رنگ و بو آیا ۂ
ہزار بار جہاں میں نگاہِ قاتل میں   ہزار میں تیغِ قضا کو چھو آیا ۂ
بگڑ کے کہنے لگا سُن کے شب سے فریاد   مری گلی میں خبردار پھر جو تو آیا
کہا یہ دیکھکر آئینہ خط کے آنے پر   غرورِ حسن مرا میرے رو برو آیا ۂ
سما گیا کبھی وامق میں گاہ عذرا میں   ہر اک لباس میں اسے حسنِ یار تو آیا ۂ
بنا ہے جسم مرا اتفاقِ عنصر سے   بجا ہے گر میں کہوں ملکے چار سو آیا ۂ
ہر ایک آیا مرا ایک کام کو زمانے میں   تمہارا خنجرِ بُرّاں سے پئے گلو آیا ۂ
گلے میں طوق جو منت کا یار نے پہنا   تڑپ کے نالۂ دل اپنا تا گلو آیا ۂ
کھلے نہیں گل و لالہ چمن میں عالم کے   نہاں جو زار تھا صاحب کا رو برو آیا ۂ
ہما تو چھا ہی گیا تھا ان استخوان پہ مرے   بھلا ہوا کہ سگِ کوئے یار تو آیا ۂ

عدم میں کس سے چھٹا منتقی بتا یہ تو
کہ اس جہان میں روتا ہوا جو تو آیا

مرے وقار کو ہرگز نہ آسمان سمجھا   دماغ بلبلِ گلشن نہ باغبان سمجھا ۂ
دہانِ تنگ کو در ملکِ عدم وہ دان سمجھا   جہان کو ملکِ عدم کا میں کاروان سمجھا
دہانِ یار کا مضمون وہ معما ہے   ہوا خموش اسے جو کوئی جہان سمجھا

بوقتِ ذبح کھلا حال بیوفائی یار
مزاج یار کا کسوقت مین کہان سمجھا

رقم کیا جو کبھی وصفِ گلعذارِ صنم
صریرِ خامہ کو بلبل کی داستان سمجھا

اٹھا کے بارِ محبت کا رکھدیا سر پہ
مگر یہ پیرِ فلک مجکو نوجوان سمجھا

رقم ہوا جو کبھی وصف مہرِ عارض کا
زمینِ شعر کو مانندِ آسمان سمجھا

حرم مین دیر مین گلشن مین میکدہ مین صنم
مین ایک حال کو تیرے کہان کہان سمجھا

کبھی نہ یار نے اسمین کرم کیا شاید
دلِ شکستہ کو ٹوٹا ہوا مکان سمجھا

نظر پڑا رخِ رنگین کے پاس جب گیسو
چمن مین آتشِ گل کا اُسے دہوان سمجھا

بیان حال کیا مین نے لاکھ رو رو کر
برنگِ شمع نہ کوئی مری زبان سمجھا

عدم کے قافلے والونسے رہ گیا چھٹ کر
مین ہستی کو پسِ گردِ کاروان سمجھا

عاشقِ زلفِ چلیپا ہو گیا
دشمنون کو میرے سودا ہو گیا

دو قدم جبدم چلا وہ ناز سے
دیکھ لینا حشر برپا ہو گیا

ان حسینون سے رہونگا دور دور
گر عدم سے اب کی آنا ہو گیا

پھنک رہا تھا جو کہ سوزِ ہجر سے
آج وہ بیمار ٹھنڈا ہو گیا

اشک نے پیدا کیا حسنِ قبول
قطرۂ ناچیز دریا ہو گیا

جل بجھا اپنا تپِ فرقت سے دل
اب ترا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

پاؤن پھیلا کر مین سویا چین سے
قطع جب دستِ تمنا ہو گیا

لکھ دیا تھا جو ازل کو وہ ہوا
مین جہان مین مفت رسوا ہو گیا

دل نے کی ہے آپ کے پہلو مین جا
یار تھا اپنا تمھارا ہو گیا

غنچہ و گل چل بسے گلشن سے آج
بار لطفِ جام و مینا ہو گیا

دل دیا تجھ سے بتِ بیرحم کو
بیٹھے بٹھلائے مجھے کیا ہو گیا

ان بتون کی سوزِ فرقت سے جلا
دل مرا ہندو کا مردا ہو گیا

داغِ عشقِ لالہ رو نے یہ دیے
دل مرا پھلون کا تکیا ہو گیا

اُس پریوش کا ہمارے واسطے — سایۂ دیوار عنقا ہو گیا
فکرِ اُسکل و شترسے آخر یہ دل — گور کے مُنھہ کا نوالا ہو گیا
رات آئی دن گیا صبح ہوئی — سامنے آنکھون کے کیا کیا ہو گیا
جب حقیقت سے ہوا مین آشنا — عالم ہستی تماشا ہو گیا
قتل کرکے مجکو وہ کہنے لگا — آج حل سارا معما ہو گیا

پھر صفائی اُس مسیحا ہوئی
منتہی زندہ دوبارا ہو گیا

آشکارا غمِ پنہان نہ ہوا تھا سو ہوا — مجھے جو کچھ دلِ نالان نہ ہوا تھا سو ہوا
خونفشان پنجۂ مژگان نہ ہوا تھا سو ہوا — رشکِ گلشن مرا دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
عاشقِ کاکلِ پیچان نہ ہوا تھا سو ہوا — یہ مرا حال پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
چھا گیا خطِ سیہ فام رخِ زیبا پر — مور کو ملکِ سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دلکو وحشت نے اُڑایا ہے خدا خیر کرے — عازمِ سیرِ بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا
زور ہے کافرِ بیدین کا خدا حافظ ہے — صید مین دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا سو ہوا
کو لئے غنچہ دہن کے ہے تبسم کا خیال — زخم دلکا گلِ خندان نہ ہوا تھا سو ہوا
خوشنما خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ ترے — زاغ گلشن کا نگہبان نہ ہوا تھا سو ہوا
صفتِ پیرہنِ گل ترے ہاتھ لئے جنون — ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
حسنِ نیرنگِ صنم کا مرے دل مین ہے خیال — بند شیشہ مین پرستان نہ ہوا تھا سو ہوا
جیسا دل دیکے تجھے یار مین پچتایا ہون — عمر بھر ایسا پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھکر اُس بتِ عیار کا روئے روشن — صورتِ آئینہ حیران نہ ہوا تھا سو ہوا

کہتے ہین بلبلین ہر دم چمنِ عالم مین
منتہی سا بھی غزل خوان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر قاصد اُسے جامے سے باہر ہو گیا — چشمِ افسون گر سے دیوانہ کبوتر ہو گیا
ہاتھہ مین ساقی کے جب لبریز ساغر ہو گیا — عکسِ رخ سے صورتِ رنگِ گلِ تر ہو گیا

منحرف ہم سے جو وہ نشہ مین دلبر ہوگیا
تیر ناوک اپنے حق مین خطِ ساغر ہوگیا

پھرتے ہے گردش اُسے ہر وقت ہم یار عزیز
جام مے شاید مرے طالع کا اختر ہوگیا

تو نہ پھٹکا پاس مجھ بیکس کے او غفلت شعار
آب گریہ ورنہ اونچا سر سے اکثر ہوگیا

حسن کی دولت نکر عشاق سے پیارے عزیز
پھر قارون دشمنِ جان دیکھ لے زر ہوگیا

جب لب لعلین کا اُس بُت کے ہوا مشہور راز
خشک مرجان کا ہوا خون لعل پتھر ہوگیا

رتبۂ شہ اور تھا حالِ گدایان اور تھا
جب گئے زیر زمین یہ وہ برابر ہوگیا

نا امیدی وصالِ یار کی لایا جو خط
خنجرِ پرّان مجھے بال کبوتر ہوگیا

نام باقی رہ گیا مردون کا زیر آسمان
دورِ دارا بھی گیا دورِ سکندر ہوگیا

وصفِ گیسو سن کے وہ ظالم ہوا دشمن مرا
مجکو زہرِ جانگداز کالے کا منتر ہوگیا

ہوتے ہوتے ہو گئی صحبت حسینوں کی پسند
رفتہ رفتہ خانۂ دل عشق کا گھر ہوگیا

آئینہ رویون کی صحبت مین رہا ہی عمر بھر
منتہی بھی اپنے طالع کا سکندر ہوگیا

منہ جائیگا گیسو اگر اُس رشک پری کا
ہوئیگا ادا وا مری آشفتہ سری کا

بھایا ہے دلا خال تجھے رشک پری کا
دیوانہ ہون پیارے تری کوتہ نظری کا

پابند نہ غافل ہو یہان بے بصری کا
ہوشیار کہ دنیا ہے تماشا گذری کا

شے ہے نہ وہ گل ہے نہ بہارِ چمنستان
موقع نہین ایدل ابھی چکھی کا چری کا

انجام کو جب دیکھتا ہون دور جہان کے
عالم نظر آتا ہے چراغِ سحری کا

آنکھون سے جو دیکھین ترا جلوہ تو یقین ہو
قائل ہے یہ عاشق ترا حسن بصری کا

امید نہ رکھنا کبھی دنیا سے وفا کی
مشتاق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کھری کا

طے غیر سیہ رو سے نہ ہو گی کبھی منزل
کوتاہ انھین چلنے کا چلن کبکِ دری کا

ہے سروِ قدِ یار کا ہر وقت تصور
نقشہ مرے دل مین ہے عقیق شجری کا

ہر ایک کو ہی عشق مرے یار سے ایدل
ہر ایک ہی معقول مری خوش نظری کا

بے حکم کوئی کام کیا ہو تو قسم لو
مورد جو ہے بندہ تو خطائے بشری کا

ہر مور ضعیف اندنون نہان ہے زمین مین ۔ ایسا ہوا شہرہ تری نازک کمری کا

قاصد یہی اس شمع شب افروز سے کہنا
ہے منتہی مشتاق تری جلوہ گری کا

حسینون کے قدم سے ہی یہان جور و ستم پیدا ۔ نہوتا غم زمانہ مین اگر ہوتے نہ ہم پیدا
طبیعت اور بد اصلاح سے ہو بد سرشتون کی ۔ پڑ ہائے حرف مطلب کا کرے مشق ستم پیدا
صفات چشم جانان کو قلم تحریر جب ہوئے ۔ کرون مین نخل نرگس کا کہین جا کر قلم پیدا
ہماری زندگانی نے دیکھائی موت کی صورت ۔ ہوا ہستی اپنی جادہ ملک عدم پیدا
ہوائے ہستی موہوم نے ہمکو اوڑایا ہے ۔ ہوئے ہین ہم جہان مین صورت نقش قدم پیدا
ہمارے دلنے دکھلائے ہے ہمکو سیر عالم کی ۔ ہوا ہے قدرت حق سے بغل مین جام جم پیدا
زمانے مین نہین ایسا کوئی رہبر کامل ۔ کرے گا راہ جنت کی ترا دست کرم پیدا
دو رنگی سے زمانیکی ہلاک انسان ہوتے ہین تیز ۔ فلک نے کی ہر عالم مین مگر تیغ دو دم پیدا
فراق و وصل دو ہمزاد ہین اک عشقبازی کے ۔ غم و شادی زمانہ مین ہوئے ہین توام ہم پیدا
بھرا دل مین اگر نیرنگ حسن یار کا ناصح ۔ مین سمجھا پھر زمانہ مین ہوا باغ ارم پیدا

نہین ہے زخم کاری دل پہ اپنے تیغ فرقت کا
ہوا ہے اپنی خاطر جادۂ ملک عدم پیدا

جب کہین سنگ جفا کا تری خوگر ہوتا ۞ ۔ عوض دل مرے پہلو مین جو پتھر ہوتا ۞
وصل اس یار کا اغیار کو ممکن نہ ہوا ۔ جو نہ تقدیر مین لکھا تھا وہ کیونکر ہوتا
عارض صاف دکھاتا اسے ہر آئینہ ۔ گر ترے عہد مین اسے یار سکندر ہوتا
عکس پڑ جاتا اگر اس لب شیرین کا دلا ۔ آب آئینہ ابھی شربت شکر ہوتا ۞
آرزو ہے مری تجھ سے فلک شعبدہ باز ۔ تیز اغیار پہ اس یار کا خنجر ہوتا
دل سے رکھتا مین اگر کوئی قناعت کا قدم ۔ صورت خسرو رضا ور مرا افسر ہوتا
خاکساری سے جو ہوتا مرا دل آئینہ ۔ رخ مرا اختر کو شکل مہ انور ہوتا
وصف لکھتا مین اگر اس تنہ خوبی کا دلا ۔ خامہ میرا نہ ہما کا پر شہپر ہوتا

حسب دلخواہ تجھے دولت وصلت ملتی
منتی ہان جو مقدر ترا یاور ہوتا

اشک مین اپنے اثر پیدا ہوا — قطرۂ ناچیز تھا دریا ہوا
جب بیان اُس سے کیا رنجِ فراق — ہنسکے وہ کہنے لگا پھر کیا ہوا
مرگیا عاشق جو رنجِ ہجر سے — چھٹ گیا ایذا سے کیا اچھا ہوا
اِس دو راہی مین جہان کے راہ ہا — بار ہا جانا ہوا آنا ہوا
پی نہین ہے ہمنے مئے الفت دلا — عمر کا لبریز پیمانا ہوا
ایکدن پوچھا نہ ستمجھسے یار نے — کس طرف سے آپ کا آنا ہوا
آئینہ دن بھر رہا اُسکا انیس — شب ہوی گیسو ہوا شانا ہوا
ہو سزا اور بلا سے آسمان — جُکا اونچا سب سے کاشانا ہوا
بھیجتا قاصد ہون یا جاتا ہون خود — ہر طرح سے دل کا سمجھانا ہوا
ہے تصور دل مین چشمِ مست کا — درمیان کعبے کے بتخانا ہوا
ہنسکے بولا سنکے پیغامِ وصال — اور لو اِس شخص کو سودا ہوا

منعم نہ پھیرا تیغ عشقِ یار سے
منتی سا کون مردانا ہوا

جو ملتی دولت وصلت خزانہ کیا کرتا — جو ہوتا یار موافق زمانہ کیا کرتا
تلاش تھی در جانان کی ایک مدت سے — بہشت و خلد کا مین آستانہ کیا کرتا
جو نغمۂ یار مین سنتا وہ ترچھے میرے — چمن مین بلبلِ شیدا ترانہ کیا کرتا
جلایا مزرعۂ دل برقِ حسن نے اسکے — سمندِ ناز کو وہ تازیانہ کیا کرتا
نہ میکشی ہوی ممکن نہ کوئی یار ملا — مین پڑھ کے شیخ نمازِ دوگانہ کیا کرتا
کلاہِ فقر اگر میرے ہاتھ آجاتی — مین اِس جہان کا تاجِ شہانہ کیا کرتا
نہ مارا تیرِ نگہ میرے ناتوان دلکو — ضعیف صید کو ظالم نشانہ کیا کرتا
عدم سے لایا مجھے اشکبار دنیا مین — زیادہ اس سے ستم آب و دانہ کیا کرتا

انجمہ رہا دل صد چاک زلفِ جانان ہین
زیادہ اس سے کہوا ور نشانہ کیا کرتا

طالب ہون دل سے ساقی گلگون عذار کا
چسکا پڑا ہے مجکو مئے خوشگوار کا

پیسا ہوا ہون سرمہ چشم نگار کا
مارا ہوا ہون مین کسی ابلق سوار کا

احسان ہے کمال دل داغدار کا
دکھلا رہا ہے رنگ ہمیشہ بہار کا

دل شیفتہ ہے گردش چشم نگار کا
ہون شہسوار ابلق لیل و نہار کا

پوچھو نہ حال اپنے دل خاکسار کا
پہلو مین ایک ڈھیر ہے مشت غبار کا

جسوقت زمزمون پہ کھلی ہے زبان مری
دم بند کر دیا ہے چمن مین ہزار کا

کاٹا نہ تو نے سختی شیرین کو کوہ کن
پھاڑا عبث کو یار جگر کوہسار کا

تیرا جو شیفتہ تھا ہوا اسپہ دل فدا
مین خود شکار ہو گیا اپنے شکار کا

کب اُس حسین کو عاشق مفلس کی چاہ ہے
صیاد آشنا نہین لاغر شکار کا

جسم گلی کو چھوڑکے یہ روح چل بسی
بنتا نہین ہے ساتھ ہی پیدل سوار کا

موج ہوا ہے صورت زنجیر اندنون
شاید کہ عنقریب ہے موسم بہار کا

برسون سے شوق ساقی گلگون عذار ہے
مدت سے منتظر ہون مئے خوشگوار کا

اولٹا ہے آہ سرد نے میرے سر نقاب
پردہ اوٹھا دیا ہے صبا نے بہار کا

جھیلی ہے تنگ چشمی احباب شفقی
معلوم بھی نہ ہوئے گا صدمہ فشار کا

بے اثر اشکو نسے منھ دہوتا ہے کیا
آبرو اپنی عبث کھوتا ہے کیا

تخم اُلفت کا نہ ہوگا بارور
مزرعہ دل مین آنسی بوتا ہے کیا

کب سے سنتا ہون عدم کی دہوم دہام
دیکھئے چل کر وہان ہوتا ہے کیا

ہاتھ کھینچا جسنے اس دنیا سے وہ
پاؤن پھیلا سے ہوئے سوتا ہے کیا

معتقد کرتا ہے واعظ اک جہان
وہ مگر دجال کا پوتا ہے کیا

دل کو دیتا ہے سپئے دنیائے دون
مزرعہ ہستی مین تو بوتا ہے کیا

میری غفلت پہ وہ بولا ناگہان
چیت او غافل پڑا سوتا ہے کیا

اشک یادِ یار مین تھمتے نہین
دیدۂ تر چاہ کا سوتا ہے کیا

واعظا رندی نچھوڑونگا کبھی
اس ڈرانے سے ترے ہوتا ہے کیا

ناصحا دل دے چکا ہون یار کو
تیرے سمجھانے سے اب ہوتا ہے کیا

جمع کرتا ہے جو تو مالِ جہان
بوجھ کو بیگار کے ڈہوتا ہے کیا

ناکسون کو منتہی دیتا ہے جا
کانٹے اپنے حق مین تو بوتا ہے کیا

دل نورِ الٰہی کا جو کاشانہ نبنیگا
اختر مری تسبیح کا ہر دانہ بنیگا

دل مسکنِ نیرنگئ جانانہ بنیگا
یہ خانۂ ویران بھی پریخانہ بنیگا

گر ہوگا گذر ساقیِ سرشار کا آمین
یہ دل بھی مئے ناب کا پیمانہ بنیگا

وا ہونگے عقدے ابھی گیسوئے تمہارے
میرا دلِ صدچاک اگر شانہ بنیگا

دیکھے گا اگر آئینہ رخ کو تمہارے
وہ کونسا دل ہے کہ جو حیرانہ بنیگا

تحریر سے کب حرفِ مقدر کی خبر تھی
جسجا پہ ہے مسجد وہان میخانہ بنیگا

بوسہ لبِ معشوق کا ہوئیگا میسر
جب ذرہ مری خاک سے پیمانہ بنیگا

واللہ وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹیگا
اس منزلِ ہستی مین جو دیوانہ بنیگا

کل ہوگا میسر لحدِ تنگ کا پہلو
گو آج مکان آپ کا شاہانہ بنیگا

مارے گا تو کس وقت سگِ نفس کو یار
اے منتہی کس روز تو مردانہ بنیگا

نئی ہے روح جسد ہے مکان خام نیا
مقیم اسکا نیا ہے یہ ہے مقام نیا

شراب سے میرے چلو کو بھر کے یہ بولا
برائے اہلِ قناعت بنا ہے جام نیا

تلاش گر تجھے فرمان پذیرِ یار کی ہے
ہوا ہے دل تجھے پیدا خیال خام نیا

قصورِ غیر پہ تعذیر ہووے عاشق کو
نکالا تونے بھی ظالم یہ انتقام نیا

عزیز رکھتے ہین دل سے جدید عاشق کو
وہ صید کرتے ہین ہر دن اسیرِ دام نیا

صفائے روئے صبیح اور تکلفِ خطِ سیاہ | فروغِ صبح نیا ہے سوادِ شام نیا
اسیرِ زلف بہت دیکھ کر لگے کہنے | کہانسے روز بناؤن مین ایکدام نیا
کبھی ہین جیب کے ٹکڑے کبھی گریبان کے | جنونِ عشق مرا کر رہا ہے کام نیا
اسی سبب سے ہے دریا دلی تری ظاہر | کہ مثلِ موج ہے ہر دم ترا کلام نیا
مجال کیا ہے کوئی تیری بات کو سمجھے | ترا بیان نیا ہے ترا کلام نیا
ہمیشہ کرتا ہون پیدا نئے نئے مضمون | تمام کار ہے میرا علی الدوام نیا
کسی کے دل مین کرون جا بیان کی سے اپنے | بناؤن تیغِ زبان کے لئے نیام نیا
جدا تو منزلِ ہستی ہو دلِ ناداں | نبا س تجکو ملے گا نیا مقام نیا

کبھی مخبط و دیوانہ گاہ شیدا ہی
ہمیشہ رکھتا ہے اک منتہی کا نام نیا

عنصر ہر ایک جبکہ وہان مشتعل ہوا | آتش سے عشقِ یار کی تیار دل ہوا
تجھسے ہوا ہے خاک کے پتلے کو افتخار | تیری ہی ذات سے شرفِ آب و گل ہوا
شعلہ جو بھڑکا آتشِ عشقِ نگار کا | گاہے چراغِ طور کبھی داغِ دل ہوا
اورونکا عیب جو تو رہا تا دمِ حیات | تو اپنے فعل سے نہ کبھی منفعل ہوا
رشتہ ہے ایک سبحہ و زنار کا وسلے | جھگڑا نہ کفر و دین کا کبھی منفصل ہوا
سمجھین گے سب کہ مہرِ قیامت ہوا طلوع | شعلہ ہماری آہ کا گر مشتعل ہوا
آیا گیا ہون منزلِ ہستی مین بارہا | اکثر عدم وجود سے یہان منتقل ہوا
آتش سے ہجر کی دلِ مضطر ہے بیقرار | سیماب آگ پہ نہ کبھی مستقل ہوا

بھولا بہارِ خلد و جہانِ یار منتہی
نیرنگئے جہان سے تو مشتغل ہوا

یہ جسنے جان دی ہے نان دیگا | دیا ہے جسنے سر سامان دیگا
مژہ مرے سے اُس کمان ابرو کی بچنا | وہ ناوک ہے کلیجہ چھان دیگا
مشقت سے وہ دے یا بے مشقت | بہر صورت بہر عنوان دیگا

وہ بوسہ دے کے دل لیکر یہ بولے
عوض احسان کا کیا اف ان دیگا

ملیگا قدردانِ عشق ہمکو
خدا معشوق با ایمان دیگا

سنیں گے تب بتانِ ہند ا ینکا
اجازت جب انھیں شیطان دیگا

فسانہ کوہ کن کا سن کے بولے
جو عاشق ہوگا وہ ہی جان دیگا

نہ تھی امید تجھسے قاسم بخت
دلِ پردرد و بیدار مان دیگا

رہِ اُلفت کا ہون کار آزمودہ
کسیکو دل کوئی انجان دیگا

چلیگا تیر جب اپنی دعا کا
کلیجے دشمنون کے چھان دیگا

مقدر سے زیادہ ایک لقمہ
گدا کیا لے گا کیا سلطان دیگا

لپٹ جاؤنگا آنسے رو رو کے
اگر مجکو خدا اوسان دیگا

نہ بھلا منتقی دستِ ہوس کو
وگر نہ یہ تجھے نقصان دیگا

جانتا قاتلِ عالم کو ہون درمان اپنا
ملک الموت کو سمجھا ہون نگہبان اپنا

جو کہ ہر حال مین رہتا ہے نگہبان اپنا
ہندو سمجھے اسے اپنا نہ مسلمان اپنا

دیکھ لے گا جو مری وحشتِ دل کی وسعت
بھول ہی جائیگا مجنون تو بیابان اپنا

ہمسری اشکِ گہربار کی کرتا ہے مری
منھ تو بنوائے ذرا موسمِ نیسان اپنا

رخِ رنگین کی ہے اُس گل کے جداگانہ بہار
رنگ دکھلاتا ہے ناحق تو گلستان اپنا

فصلِ گل آتے ہی گلشن مین جنون کچھ ہاتون
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان اپنا

عارضی جانتا ہون بسکہ لباسِ دنیا
فوق رکھتا ہے مگر جامۂ عریان اپنا

ہوئے گا گنبدِ گردون صفتِ تختۂ آب
موج زن ہوئے گا گر دیدۂ گریان اپنا

لبِ تبا تی زبانے یہ پڑی جبکہ نگہ
نظر آیا نہ کہین عالمِ امکان اپنا

آتشِ عشق نے اُس سہ کے دکھائی بہار
دل پر داغ ہوا سروِ چراغان اپنا

کوبہ کو کوچہ بکوچہ اُسے پھرواتا ہے
نفس کرتا ہے جسے طابعِ فرمان اپنا

منھ سے نکلے نہ کبھی حرفِ تعلی ہرگز
حال دیکھے جو کوئی غور سے انسان اپنا

منتھی جامۂ تن ہوگا کتان کے مانند
ہمکو دکھلائیگا منھ جب مہِ تابان اپنا

مانعِ نظارہ روئے منور ہوگیا
آئینہ حق مین مرے سدِّ سکندر ہوگیا

جسگھڑی مسکن ہوا اُس بحرِ حسنِ پاک کا
دل جو تھا ظرفِ گلی وہ جامِ کوثر ہوگیا

رنج و غم جور و الم کا اسمین رہتا ہے گذر
دل مرا پہلو مین جو راہی کا پتھر ہوگیا

وحشتِ جان سے نہ پہونچا کوچۂ سفاک میں
نامہ بر حقمین مرے جنگلی کبوتر ہوگیا

میکشی کی یا نماز پیچگانہ کی ادا
تھا جو واعظ اپنا تحریرِ مقدر ہوگیا

اشکباری سے مری پیدا کیا حسنِ قبول
قطرۂ ناچیز یہ پھیلا سمندر ہوگیا

خواہشِ دنیا نے اسکو کر دیا ہے منتشر
اس ہوا سے دفترِ دل اپنا ابتر ہوگیا

تا فلک پہنچا قدم دیکھو تو منتِ خاک کا
اسقدر ذرّہ بڑھا خورشیدِ انور ہوگیا

سایہ پرور تھا غمِ جانان کا روزِ حشر کو
سائبان سر پر مرے یہ چرخِ اخضر ہوگیا

آتشِ گل صحنِ گلشن مین یہ بھڑکی اندنون
خانہ صیّاد جلکر خاک ابتر ہوگیا

دل مین اُسکے جا ہوئی اغیار ناہنجار کی
خانہ اللہ مین شیطان کا گھر ہوگیا

خط [illegible] پہ پیامِ وصل بھیجا ہے ہمین
ذبح کرنے آئے ہین جب کند خنجر ہوگیا

لایا تھا ملکِ عدم سے صاف دل کا آئینہ
منتھی گردِ ہوس سے کیا مکدر ہوگیا

جلوہ گر بزم مین جب تک کہ مرا یار نتھا
دخترِ رز پاس نہ تھی ساقیِ سرشار نتھا

رنج سے غم سے زمانیکے سرو کار نہ تھا
عشق کے حال سے جبتک مین خبردار نتھا

ابر تھا مے تھی چمن تھا مگر اک یار نتھا
سب مہیا تھا مگر طالعِ بیدار نتھا

صدمہ درد جدائی نے تھکایا ورنہ
عشق کا بار اوٹھانا مجھے کچھ بار نتھا

سایہ وز نہ مرمر کے کٹا در پہ ترے
کوئی شب تھی مین گریان پسِ دیوار نتھا

کلمہ عشق [illegible] تھی مرے سر پہ سدام
تیغ جی آنکا یہ گنبدِ دستار نتھا

خنجر سے ٹھیک نہ آیا یہ کسی کے قد پہ
خلعتِ عشق کا کوئی بھی سزاوار نتھا

سر پہ پڑتا نہ اگر ظلِّ ہما کیا ہوتا
اس نشہ حسن کا کیا سایۂ دیوار نتھا

تھا گریبان گریبان مرا دامن دامن
جبتک اے دست جنون تجھسے سروکا

نہ کھلا رازِ محبت نہ کھلا کچھہ ہمپہ
اور کیا تھا وہ اگر عالمِ اسرار نتھا

راہ گر دیکا تجھے شوق نتھا اسد جو
اتنا سودا مرا رسوا سرِ بازار نتھا

منتھی میکدۂ عشق کے اندر پیارے
تجسا غافل نہ تھا مجسا کوئی ہوشیار نتھا

ایسا ہی تونے اسکو جب باغبان بنایا
بلبل نے اس چمن مین تب آشیان بنایا

تعمیر کی ارم کی باغِ جنان بنایا
رہنے کو اپنے لیکن دلسا مکان بنایا

آبِ کرم سے اپنے اُسکو بھرا نہ اکدن
پھلو مین دل ہمارے اندھا کنوان بنایا

دُودِ دلی سے کس کے سنبل ہوا چمن مین
خونِ جگر سے کس کے یہ ارغوان بنایا

عشاق کی غشی سے کی موت تونے پیدا
غفلت سے ان بتون کے خواب گران بنایا

کس بیقرار دل کی مٹی سے یا الٰہی
اسدرجہ تونے حالِ برقِ طپان بنایا

اوڑتی ہے خاک یارب چار و نظر دیز فنسے لبیز
تونے عجب طرح کا یہ خاکدان بنایا

خاکی نہادرا ہی ذرات ہین عدم کو
رنگِ روئی سے شاید یہ کاروان بنایا

پیری مین دیوی طاقت مجکو وہ کیا عجب ہے
جسنے تجھے زلیخا پھر نوجوان بنایا

محفل مین میکشون کی جا نکلے شیخ اکدن
رندون نے ملکے اُنکو کیسا وہان بنایا

رازِ نہان سے کس کے اُسکی کمر بنائی
وہم و گمان سے کس کے اُسکا دہان بنایا

ادنی سی بات کو بھی نافہم سمجھے اعلیٰ
بیچاری کوٹھری کو شیرِ ژیان بنایا

کس مردہ دل کی لیکر مٹی زمین سنواری
دُودِ جگر سے کس کے یہ آسمان بنایا

منصور و منتھی کو گور و کفن ملا کب
اِن بیکسون کا کس نے نام و نشان بنایا

اشکباری کا مری ملکون مین چرچا ہوگیا
یہ وہ قطرہ ہے بڑا جسوقت دریا ہوگیا

ایک رتبہ آنکھون مین شاہ و گدا کا ہوگیا
قطع اپنا جس گھڑی دستِ تمنا ہوگیا

خال و زلف یار کا جا کر ہوا تو شیفتہ
بیٹھے بٹھلائے دلِ ناداں تجھے کیا ہو گیا

چھو لیا بڑھ کر جو گیسو نے سرِ روئے صبیح
مینے جانا عنبرِ سارا سمن سا ہو گیا

کس کو دعوی عقل و حکمت کا زمانے مین نہین
اپنی جانب مین مگر اک اک مسیحا ہو گیا

جلوۂ حسنِ صنم دیکھا جو اُسنے بام پر
رات کو ماہِ فلک کا رنگ پھیکا ہو گیا

شیخ لوٹا دیکھ کر تیغِ نگاہِ یار کو
مفت مین لو ذبح کل مرغِ مصلا ہو گیا

تیرے دیوانہ کو فرشِ خاک جب آیا پسند
سینۂ دل دشت مین بالین کا تکیا ہو گیا

عاشقِ آئینہ رُو کی سخت جانی دیکھکر
موت کو سکتا ہوا حیران مسیحا ہو گیا

حکم سے پھرتے ہین جسکے آفتاب و مہتاب
اُسکی حکمت سے رواں مٹی کا پتلا ہو گیا

دل مین رہتا ہے تصور بجز حسنِ یار کا
بند اس کوزے مین کس صورت سے دریا ہو گیا

جام سے بے یار شب نظرون مین چشمِ غول تھا
ساقیا گذر گران آنکھون مین مینا ہو گیا

جسگھڑی زاہد مری چشمِ حقیقت وا ہوئی
ایک عالم میری نظرون مین تماشا ہو گیا

لعنتِ دنیا تھی ممکن جسکو ہر دم منتہی
خود وہ اکدن گور کے منھ کا نوالا ہو گیا

نالۂ دل سے مرے شہرہ ترا دلبر ہوا
شاہبازِ حسن کے خاطر مگر شہپر ہوا

آئے ہستی مین عدم سے ہم تلاشِ یار مین
یہان بھی اُس مہ کو نپایا مفت مین چکر ہوا

آبرو کھونے کو انسان کے ہوا دستِ طمع
آدمی کو زرد رو کرنے کو پیدا زر ہوا

دل سے بہتر کوئی منزل خانۂ تن مین نہین
جو مکان اچھا تھا وہی یار تیرا گھر ہوا

لام ہے واللیل کا گیسوئے خمیدہ یار کا
نور کا نقطہ مگر خالِ رخِ انور ہوا

صحبتِ نادر سے ہووے ابرو انسان کی
واصلِ بطنِ صدف قطرہ ہوا گوہر ہوا

خلد کی خواہش رہی ہمکو نہ قصرِ خلد کی
جگھڑی پیارے تمہارے دل مین اپنا گھر ہوا

خلد سے لاکر یہان ہمکو پھرایا در بدر
جو کیا اچھا کیا جو کچھ ہوا بہتر ہوا

داغِ عشقِ یار دلبر جب ہوا سوجھا نہ کچھ
آئینہ اندھا ہوا جس دم عیان جوہر ہوا

مبتلا دل ہو گا چشمِ مستِ ساقی کا ضرور
گر مقدر مین مرے جامِ مئے کوثر ہوا

سر اوٹھایا مثل مینا جسنے بزم دہر مین
سامنے آنکھون کے ایکدن اوسکا نیچے سر ہوا

عکس افگن جب ہوا اسمین لب شیرین یار
آب آئینہ برنگ شربت شکر ہوا

بدکہا کرتے ہین یہ رندان مے آشام کو
دیکھہ لینا واعظون پر جو سر منبر ہوا

آرزوئین بند ہین مدت سے اسمین منتقی
دل بغل مین اپنے گویا قلعہ بیدر ہوا

گلون سے جو بہرا گلستان ہوگیا
نہان راز دل پر عیان ہوگیا

ابہی منہہ سے نکلا تہا کن فکان
زمین ہوگئی آسمان ہوگیا

نظر آیا موئے میان یار کا
نہان راز مجپر عیان ہوگیا

سر بزم شب آتش عشق سے
ہراک عضو تن شمعدان ہوگیا

رہا معرکہ عشق کا اسکے ہاتھہ
یہ دل رستم داستان ہوگیا

صفائی دل یار سے ہوگئی
خدا مجھہ پہ نسبت مہربان ہوگیا

ہوئی طاق طاقت ہراک عضو کی
روانہ مرا کاروان ہوگیا

اوٹھا کر مری طاقت دست وپا
یہ پیر فلک نوجوان ہوگیا

ہوا عہد پیری تو کہسکا شباب
مرا منتقی گل خزان ہوگیا

زمانے مین وہ رشک جم ہوگیا
ترا جسپہ فضل وکرم ہوگیا

زمانے کی مجکو دکہاتا ہی سیر
مرا دل مجھے جام جم ہوگیا

کہینچی لوح دل پر جو تصویر یار
مین مشہور نادر قلم ہوگیا

وجود عدم مین مین آیا گیا
مین مشق حدوث و قدم ہوگیا

نگاہون پہ اوسکے ہوا شیفتہ
مین شیدائے تیغ دودم ہوگیا

دیا ملک جاوید کرکے شہید
عدو دست اپنی خاطر قدم ہوگیا

یہ دل غم کا تہا دوست مدت ہوئی
مری دل کا اب دوست غم ہوگیا

نہ آئیگا گلی سے تری بے مٹے
ضعیفی سے نقش قدم ہوگیا

نمودار جب عہدِ پیری ہوا — تعشق حسینوں کا کم ہو گیا
نہ دامانِ مادر نہ دستِ کرم — مرا وقتِ ناز و نعم ہو گیا
ہوئی آمد و رفتِ انفاس یہ — وجود و عدم دو قدم ہو گیا
بہی سیلِ اشک اسقدر منتقی — ہر اک پاٹ جامہ کا نم ہو گیا

یار دکھلائے گا جب چہرۂ انور اپنا — منھ نہ دکھلائے گا پھر خسروِ خاور اپنا
سینہ میں دل سے صفا چاہتا ہے آئینہ — منھ تو بنوائے کہیں جا کے سکندر اپنا
چل بسا لا بھی قاصد وہ کدھر کو یارب — اُڑ گیا حیف چرائی کا کبوتر اپنا
بینوا ہوں وہ گدا جسکا نہیں مثل و جواب — نام لیوا ہے زمانے مین قلندر اپنا
فوجِ غم اسمین رہا کرتی ہے محفوظ مدام — دل نہین پہلو مین ہے قلعۂ بیدر اپنا
جام پر جام مئے ناب کے دیتا ہے مدام — اندنون اوج پہ کسدرجہ ہے اختر اپنا
نام لیوا ہے کوئی اپنا نہ پانی دیوا — کیا گلہ اسمین کسی کا ہے مقدر اپنا
سجدہ کرتا ہے جہان جسکے لئے شام و سحر — جد اعلے کی بدولت وہ چھٹا گھر اپنا
شوقِ دل جائے جدہر کو مین اودہر جاتا ہون — پیشوا اپنا وہی ہے وہی رہبر اپنا
اپنی اپنی ہر اک انسان یہان کہتا ہے — خویش اپنا نہیں کوئی نہ برادر اپنا
موسمِ گل تھا شباب اپنا تھا معشوق بھلا — زیرِ پائے خم مینا نہ تھا جب سر اپنا
قدر دان کوئی سخن کا نہ ملا وائے نصیب — خاک مین ملگیا افسوس یہ گوہر اپنا
منتقی صورتِ خورشید جہان کے اندر — حال روشن ہے ذرا دیکھو تو گھر گھر اپنا

وہ ہوا خوب لباسِ تنِ عریان پیدا — جسکا دامن ہے نہ اتنک نہ گریبان پیدا
نورِ ایمان کا کرے گر یہ تن و جان پیدا — دل کے آئینہ مین ہو جلوۂ جانان پیدا
جبکہ خالق نے کیا عالمِ انسان پیدا — ملک الموت ہوا اُسکا نگہبان پیدا
کتنے ہی گل ہوئے کتنے ہی گلستان پیدا — نہ ہوا ایک بھی ہمشکل رخِ جانان پیدا

تنگ تھا بر مین ازل ہی سے لباسِ ہستی — شمع کیطرح ہوا مین تنِ عریان پیدا
یار تھا مین تھا ہم نام نہ تھا غیرون کا — کس لئے تو ہوئی تیلا شبِ ہجران پیدا
بزمِ عالم مین دلا شمعِ شبستان کیطرح — مرے ہمراہ ہوا دیدۂ گریان پیدا
دیکھتا گر مسی آلودہ دہن کو اسکے — خضر کرتا نہ کبھی چشمۂ حیوان پیدا
کھائے جاتے ہین حسینان جہان عاشق کو — دیو بھی ہونے لگے صورتِ انسان پیدا
وحشتِ دل کی مرے جسمین سمائی ہوتی — ایسا اتبک نہ ہوا کوئی بیابان پیدا
حسرتون کے لئے پہلو مین دیا خانۂ دل — پیسنے کو مرے منھ مین کئے دندان پیدا
منتھی یارِ موافق کوئی مل جائیگا
ہوگا مجھ بے سر و سامان کا بھی سامان پیدا

کرتا ہون وصف شیخ کی ریشِ دراز کا — پتلا مین جانتا ہون اسے مکر و آز کا
پوچھو نہ حال عشق کے راز نیاز کا — محمود بادشاہ تھا بندہ ایاز کا
مانند موج کا رہے نیرنگ ساز کا — پہلو دکھا رہا ہے ہر اک ناز ناز کا
دار فنا مین زندۂ جاوید ہے وہی — کشتہ ہوا ہے جو کہ تری تیغِ ناز کا
دنیا کا مال مفت مین چکھنے کے واسطے — ہاتھ آیا خوب شیخ کو حیلہ نماز کا
عاشق ہون اسکا جو کہ ہے معشوق لاکھ کا — بندہ ہون مین جہان کے بندہ نواز کا
مطلب نہ حاجیونکا کبھی منکشف ہوا — ہم پر نہ وا ہوا کبھی در واحجاز کا
ہا تونے عشق یار کا کرتا ہے آشکار — پہلو مین دل ہین کوئی پردہ ہے راز کا
باغ جہان مین راست ہے آزاد کی مری — قمری منش ہون کب سے مین اک سروِ ناز کا
باغ جہان مین کہتے ہین آزاد سرو کو — سایہ پڑا ہے اسپہ کسی سروِ ناز کا
کردی گدا کو شاہ گدا بادشاہ کو — ایسا ہے کاروبار مرے کارساز کا
شاہی کی آرزو نہ گدائی کا اشتیاق — مین ہون نیاز مند عجب بے نیاز کا
اہلِ وفا ہون اہل وفا کی تلاش ہے — ممتاز حال جانتا ہے امتیاز کا
شاہ و گدا کو ایک سمجھتا ہے منتھی

پابند کب ہے ایسے نشیب و فراز کا

در پہ ہمارے یار وہ شب آکے ہو گیا　　افسوس اپنا طالع بیدار سو گیا
سو بار مین عدم سے یہان آکے ہو گیا　　تخم عمل کو مزرعۂ ہستی مین بو گیا
رونا مرا پسندِ دلِ یار ہو گیا　　صد شکر ہے کہ نامۂ اعمال دھو گیا
نقدِ صفا عدم سے جو ہمراہ تھا مرے　　اِس کشمکش مین دہر کی افسوس کھو گیا
یارانِ رفتگان کا لگے کس طرح پتا　　ملکِ عدم سے پھر نہ پھرا یہان سے جو گیا
بحرِ جہان مین آکے عدم سے ہر ایک یا　　اس کشتی حیات کا لنگر ڈبو گیا
اُس بدگمان نے دیکھ کے میت مری کہا　　جاگا کہین تھا رات کو بیہوش سو گیا

پیری مین ڈھونڈتا ہے وہ معشوق باوفا
شاعر جو منتہی تھا وہ دیوانہ ہو گیا

غیر سے وہان بزم مین تمنے اشارا کیا　　تیر جگر پہ مرے نہان کوئی مارا کیا
آہ و فغان کو کیا ضبط تیرے حکم سے　　جو کہ گوارا نہ تھا وہ بھی گوارا کیا
خال جبین کو ترے او بتِ خورشید رو　　دل کا سودا کیا آنکھون کا تارا کیا
عالمِ اسرار غیب او سیہ ہوا آشکار　　پردہ نشین یار کا جسنے نظارہ کیا
حکم مین تھا کو نسے عاشقِ تسبید کے یا　　مملکتِ عشق مین کسنے اجارا کیا

جانبِ دنیا قدم جسنے نہ رکھا کبھی
دستِ ہوس مدتون مجکو ابھارا کیا

شبِ وصال کا مژدہ اگر نہ آجاتا　　فراقِ یار مجھے دیو بنکے کھا جاتا
پیام وصل کا پیہم اگر نہ آجاتا　　ہزار مین اب تک تو زہر کھا جاتا
ہوا پہ اپنی اگر وہ شریر آجاتا　　چراغ زیست کا عشاق کی بجھا جاتا
مین چاہتا ہون کرون عرض حال کچھ اُس سے　　یہ کیا سبب ہے کہ کچھ بھی نہین کہا جاتا
نہ کرتا دل جو مرے عشق یار سے توبہ　　وہ اپنی جان سے جاتا کسی کا کیا جاتا
یہ تنگ آیا ہون اہلِ جہان کے ہاتھون سے　　جو دوسرا کوئی ہوتا تو زہر کھا جاتا

شہیدِ آبِ دمِ تیغ یار گر ہوتا　　یقین تھا چشمۂ حیوان مین مین نہاجاتا

جو زخم تیغِ زبان کا ہے منتہی دل پہ
نہین وہ سوزنِ عیسیٰ سے بھی سیا جاتا

اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا سو ہوا　　صنم جو موردِ دامِ بلا ہوا سو ہوا
غریقِ بحرِ محبت دلا ہوا سو ہوا　　حباب وار جو آسمین فنا ہوا سو ہوا
نہ دیکھا پھر کے کبھی اُسنے باغِ عالم کو　　تمھارے حسن کا جو مبتلا ہوا سو ہوا
مسیح نبض مری دیکھکر لگا کہنے　　مریضِ عشقِ صنم لا دوا ہوا سو ہوا
بیان سن کے مرے رنجِ ہجر کا بولا　　کچھ اور ذکر کرو یہ سنا ہوا سو ہوا
نوشتۂ خطِ تقدیر پڑھ نہین سکتا　　جو لکھ دیا تھا برا یا بھلا ہوا سو ہوا
تمھارے دلسے صنم جو گرا نہ پھر سنبھلا　　تمھاری بزم مین جو نارسا ہوا سو ہوا
کھلا یہ حضرتِ منصور کی انا الحق سے　　تمھارے نام پہ جو سر فدا ہوا سو ہوا
چراغِ طور بنا گاہ نارِ ابراہیم　　فروغِ حسن ترا جا بجا ہوا سو ہوا

نہ منتہی سے گیا شوق عشقِ صادق کا
شرابِ ناب کا اسکو مزا ہوا سو ہوا

وہ شاہ ہون کہ مہر ہے زرین نشان مرا　　کہنہ سا ایک چتر ہے یہ آسمان مرا
پھکتا ہے سوزِ غم سے تنِ ناتوان مرا　　جلتا ہے مثلِ شمع ہر اک استخوان مرا
دل کو ہوائے آتشِ عشقِ صنم نہ پھونک　　بادِ سموم تو نہ جلا آشیان مرا
ہر عضوِ تن کی طاق ہے طاقت پئے صنم　　اس راہ مین تھکا ہے مگر کاروان مرا
سو بار بارِ عشق کو مین نے اوٹھایا　　سو بار کر چکا ہے فلک امتحان مرا
ہر بار بھیجتے ہو جہانِ خراب مین　　کرتے ہو بار بار عبث امتحان مرا
وعدہ خلاف یار کی فرقت مین روز و شب　　غم ہے انیس رنج ہے اک مہربان مرا
ہے زیست کی خوشی نہ مجھے رنج موت کا　　یکسان ہے اس جہان مین سود و زیان مرا
لکھتو رہے ہو کاتب اعمال نیک و بد　　دیکھا نہین مگر قلم دو زبان مرا

آنکھوں میں دشمنوں کی کھٹکتا ہوں ناصحو — تنکا ہوا ہے گو کہ تنِ ناتوان مرا
اوصافِ گفتگو کے بیان سنکے خلق نے — رکھا ہے نام بلبلِ ہندوستان مرا
کھٹکا نظر میں کس کی مرا قالبِ گلی — کس کا غبارِ چشم ہوا خاکدان مرا
گلدستۂ بہشت ہوں جنت کا پھول ہوں — باغِ جہان میں اور ہی ہی باغبان مرا
بے ہوش ہوں میں بادۂ خمِ غدیر سے — ہوگا کسی سے دور نہ خوابِ گران مرا

جب سے ہے راہ راست میں پایا منتہی
دشمن ہوا ہے آپ سے آپ اک جہان مرا

توڑ کر پہلو کو برمایا جگر دلگیر کا — آزمایا توڑ جب اس نے نگہ کے تیر کا
کب اثر ہو دل میں اسکے آہِ بے تاثیر کا — ہی پہونچنا تو دہی تک مشکل ہوائی تیر کا
غلغلہ ہے دہر میں اس آہِ بے تاثیر کا — شور ہے عالم میں اس اپنے ہوائی تیر کا
جسکی شہی بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی — میں یہ سمجھا نقش لکھا ہے مری تسخیر کا
اس مرقع میں جہان کے جوہر دستِ بیکرم — میں سمجھتا ہوں اُسے وہ ابر ہے تصویر کا
مصر بانی پر نجا ظالم کی او خانہ خراب — خون برسائیگا اکدن ابر ہے شمشیر کا
غیر پر فطرت ہو بندہ ہی مزاجِ یار ہے — ہو رہا ہے سامنا تقدیر سے تدبیر کا
دل بچا لینا نگاہِ یار سے اک کام ہے — فنِ اُستادی بڑا ہے کاٹ دینا تیر کا
جبہ سائی آستانہ یار پر بیجا نہیں — وہ مٹاتا ہوں جو لکھا ہے مری تقدیر کا
سینہ کو دل میں جگہ دیتا ہوں میں اپنا کو — حکم دیگا اپنے اوپر آپ کیا تعذیر کا
ذبح اپنے ہاتھ سے کرتا ہی خود صیاد اسے — کیا نصیب اللہ اکبر ہے ترے نخچیر کا
بیعتِ دستِ ہوس سے یہیں ظاہر ہوا — سلسلہ ہی دستِ ساقی میں مرید و پیر کا

وا میں آنکھیں آئی پیری ہوگئی کافور بال
منتہی توبہ کر وہ موقع نہیں تاخیر کا

بحرِ جہان میں کرتے ہوا اسکی نمود کیا — قطرہ اک آب کا ہوں مری ہست و بود کیا
ہے ہے برنگ غنچہ ہے دل گا ہنشل گل — باغِ جہان میں ہے مری نسبت وکشود کیا

پتلہ ہون مشتِ خاک کا قیدی ہوا کا ہون / مین کیا ہون ورنہ اور ہے میرا وجود کیا
مثلِ گیاہِ دشت ہے انسان کی بود و باش / کرتا ہے اتنی بود پہ اپنی نمود کیا
رندانِ پاکباز کی جوشش و خروش مین / صوفی خیال کر ترا رقص و سرود کیا
کوئی تو پھر کے آئے الٰہی عدم سے یہان / پوچھون مین اُس حدود کی ہے ماندہ بود کیا
کچھ بھی ہے تجکو اپنے پس و پیش کی خبر / کچھ جانتا بھی تو ہے تری ماندہ بود کیا
صد شکر محتسب ہون نہ قاضی نہ کوتوال / مجھسے بگاڑ کر کے کرین گے حسود کیا
روزِ نشور دینگے گواہی تمام عضو / جو یہ کرینگے وہان وہ کرینگے جحود کیا
چل پھر میانِ کوئی خرابات زاہدا / کرتا ہے مسجدون قیام و قعود کیا

دو گز کفن کے واسطے اس کارگاہ مین
کرتا ہے منعمی تو عبث تار و پود کیا

دل مین اس بحرِ لطافت کا گذرا نہ ہوا / یہ وہ قطرہ ہے کہ جو واصل دریا نہ ہوا
ممکن اس بحرِ محبت کا کنارا نہ ہوا / دلِ نازک یہ حبابِ لبِ دریا نہ ہوا
نہ کبھی شربتِ دیدار پلایا اسکو / تیرا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہ ہوا
نہ کبھی ساقی بدمست نے جا کی دلمین / مَی سے لبریز ہمارا کبھی مینا نہ ہوا
نہ گئی پر نہ گئی دل سے مرے فکرِ معاش / دہنِ گور کا جبتک کہ نوالا نہ ہوا
رنج فرقت کے سہے درد جدائیکے اٹھائے / اک مری جان پہ یہ تو کہو کیا کیا نہ ہوا
شبِ فرقت مین مین کسروز نہ مرمر کے بچا / ملک الموت کا کس وقت تقاضا نہ ہوا
بات پوچھی نہ مری اہلِ قناعت نے کبھی / قطع جبتک کہ مرا دستِ تمنا نہ ہوا
وحشتِ دل ترے ہاتون سے جہان مین تبک اب / نہ کسی کی ہوئے ہم کوئی ہمارا نہ ہوا
آرزو رہ گئی بازارِ جہان کے اندر / دُرِ معنی کا مرے دیکھنے والا نہ ہوا
زنِ قحبہ ہے یہ دنیا نہ پسند آئی مجھے / دلِ شیدا مرا ہرجائیکا شیدا نہ ہوا
گردشِ چشم سے اُس شوخ کی مانندِ فلک / کب دلِ زار ہمارا تہ و بالا نہ ہوا
عشق مین تارِ نفس کی نہ رہی مجکو امید / بحرِ امواج مین ہستی کا سہارا نہ ہوا

دست و پا وامق و منصور نے مارے کیا کیا بحر الفت کا کنارا کہیں پیدا نہ ہوا

منتہی ٹھیک ہوا پیرہنِ عریانی
جو لباس اور تھا تن پر ترے زیبا نہ ہوا

حال تیرا حشر میں جب آئینہ ہو جائیگا کس سے ہونگی چار آنکھیں کس کو منہ دکھلائیگا
شمع کافوری جلا کر نام پر بیٹھا ہے آج کل اندھیری گور کی تنہائیسے گھبرائیگا
سنبلِ باغِ جہان ہوگا پریشان دیکھکر مار گیسو جب رخِ گلرنگ پر لہرائیگا
واعظا کیا جانتا ہے رازِ عشقِ یار تو آپ تو سمجھا نہیں اصلا کسی سمجھائیگا
صورتِ منصور ہوگا عاشقوں میں سرفراز کلمہ حق جسگھڑی تیری زبان پر آئیگا
عقدۂ تقدیر میری فکر سے کب وا ہوئے ناخنِ تدبیر کیا یہ گتھیاں سلجھائیگا
توڑ ہے تیرِ نگاہِ یار کا قہرِ خدا توڑ کر عاشق کے سینہ کو جگر بر مائیگا
ہاتھ جور و ظلم سے عشاق کے رکتا نہیں دیکھنا تو ایکدن اپنے کئے کو پائیگا
دل کے آجانے سے ہون مجبور ورنہ ناصحا خوب میں سمجھا ہون اسکو کیا مجھے سمجھائیگا

رنج و غم درد جدائی دور ہوگا منتہی
نام دل سے جسگھڑی اسکا زبان پر آئیگا

ہوتا ہے روز مفت میں قاصد خراب کیا دیتا نہیں جواب وہ اسکا جواب کیا
بھر بھر کے دے رہا ہے وہ جامِ شراب کیا ساقی کا مجھپہ یہ ہے کرم بے حساب کیا
راغب ہے میکدہ کا کبھی بزمِ عیش کا بہکا رہا ہے مجکو یہ عہدِ شباب کیا
ہر ایک نشے جہان میں لئے نا نوش ہے زاہد عذاب کہتے ہیں کس کو صواب کیا
جو کچھ کہ لکھہ دیا تھا ازل میں وہی کیا روزِ حساب ہوئیگا مجھسے حساب کیا
دیکھا ہے شب کو خواب میں ماہِ تمام کو ہاتھہ آئیگا کوئی صنم انتخاب کیا
معشوق ہے بغل میں نہ جامِ شراب ہے لیکر کرونگا آج میں عہدِ شباب کیا
داغِ جگر ہے اپنا پڑے زور شور پر پہلو کرے گا گرم مرا آفتاب کیا
جاتا ہے آج کوچہ سفاک کی طرف دشمن ہے جان کا مری جوشِ شباب کیا

دل میں ہے الفت می و معشوق آپ کے — یاروں سے شیخ جی ہے تمھیں اجتناب کیا
مہتاب جانتا ہے تپش آفتاب کی — دیکھا ہے دل نے یار کا روئے عتاب کیا

دیر و حرم میں ڈھونڈھتا پھرتا ہے یار کو
کرتا ہے منتہی عمل ناصواب کیا

او جہیں جبکہ مرا نیّرِ اقبال آیا — بے طلب عقدِ شبِ ہجر کا حلّال آیا
محتسب خاک ہوئے جل گئے زاہد سارے — عید رندوں کو ہوئی جب مہِ شوال آیا
تھا بہت گرمِ سخن باغ میں وہ گل اندام — سنکے بلبل کو کہا لو مرا نقال آیا
ہلگیا خانۂ دل اُسکے اشارے میں مرا — جنبش ابرو کو ہوئی کیا ترے بھونچال آیا
جان کر مجکو شہیدِ صنم پاک نژاد — نہ کفن میرے لیے آیا نہ غسال آیا
موسمِ گل میں یہ دعوت ہوئی دیوانوں کی — سنگ ہاتھوں میں لئے مجمعِ اطفال آیا
بے گنہ سارے گنہگار نظر آنے لگے — حشر میں جب میں لئے نامۂ اعمال آیا
ہنس پڑے سارے جوانانِ چمن وقتِ سحر — بلبل آیا کوئی گلشن میں کہ نقال آیا

بیدِ ترک کھو کے دل ہم نے الفت بیتے
منتہی حیف ہے ایسا نہ کوئی سال آیا

خدا شاہد ہے میں جبتک جوان تھا — حسین ہر ایک میرا قدردان تھا
عجائب باغ میں تھا میرا مسکن — عجب گلشن میں میرا آشیان تھا
چمن میں چاٹتی تھی ہوش بلبل — میں جس ایام میں شیرین زبان تھا
وصالِ یار کب ہوتا میسر — خلل انداز سر پر آسمان تھا
نہ ہوتا سہو گر آدم سے زاہد — تو پھر قصرِ جنان کسکا مکان تھا
عجائب باغِ عالم کو بنایا — الٰہی کون اسکا باغبان تھا
برنگِ بوئے گل تھا اس چمن میں — مکان پوچھو تو میرا لامکان تھا
اڑا کر لے گئی بادِ خزانی — چمن میں بوئے گل کا کاروان تھا
حرم میں دیر میں کیا کیا نہ ڈھونڈھا — نہیں معلوم وہ دلبر کہاں تھا

زمین مین آسمان مین بحر و بر مین
عیان ہر سو ترا راز نہان تھا
مثال آئینہ تھا مین سراپا
نہان جو راز تھا ہر سو عیان تھا

غزل

عاشق لحد سے جبکہ ہم آغوش ہوگیا
سنکر کہا کہ ہم سے وہ روپوش ہوگیا
جس وقت یار ہم سے ہم آغوش ہوگیا
رنج فراق جو تھا فراموش ہوگیا
خط سیاہ زیب بناگوش ہوگیا
جلوہ تمہارے حسن کا روپوش ہوگیا
دنیائے دون پرست کے درپے ہر اک نہ آ
جسکو مین دیکھتا ہون بلا نوش ہوگیا
سنکر خبر بہار کی خود رفتگی ہوئی
بوئے گل سمن سا ہوا پوش ہوگیا
بوسے شب وصال جو اس زلف کے لئے
ہنسکر کہا کہ تو تو بلا نوش ہوگیا
جبتہ پہنکے گنبد دستار باندہ کے
کیا خوب شیخ جی کا تن و توش ہوگیا
ڈسلے ہمارے داغ محبت نہین مٹا
یعنی چراغ زیست کا خاموش ہوگیا
کی توبہ عاشقی سے تو آنکھین مری کھلین
بیہوشی مین بکمال مجھے ہوش ہوگیا
دل پر ہے رعب یار کی تیغ نگاہ کا
آئینہ جوہرونسے ذرہ پوش ہوگیا
قصر جنان و حور ہے پھر کس کے واسطے
میری طرف اگر وہ خطا پوش ہوگیا
تکلیف ہجر کی جو اٹھاتا ہون رات دن
شاید مین دل سے اسکے فراموش ہوگیا

کیا کیا عدم مین کھکے تم آئے تھے متقی
اس باغ کی ہوا سے فراموش ہوگیا

فلک کے تیر جفا کا وہی نشانہ ہوا
بلند نخل کے اوپر جو آشیانہ ہوا
غم فراق کو برسون ہوئے فسانہ ہوا
شب وصال کو مدت ہوئی زمانہ ہوا
غبار دشت ہوا خیمہ خاکسارونکا
بلند دود جگر ہو کے شامیانہ ہوا
حواس و ہوش گئے اپنے عہد پیری مین
سحر کے ہوتے ہی یہ قافلہ روانہ ہوا
زوال حسن صنم آیا منڈ گئی کاکل
وہان نہ مار رہا صرف جب خزانہ ہوا
خزان کے آتے ہی ویران ہوگیا گلشن
عجب بہار کا برباد کارخانہ ہوا
حسین جوان جو ہوا مبتلا بنا اسکا
کہین سے تیر چلا دل مرا نشانہ ہوا

جو قافلہ تھا یہان عاشقانہ صادق کا
سنا ہے خلد کو مدت ہوئی روانہ ہوا

ہوئی نہ قدر سخنہائے خشک و تر کی مری
حرام مجکو مرے منھہ کا آب و دانہ ہوا

ذلیل ہو گئی آنکھون مین مسندِ شاہی
سرِ فقیر کا تکیہ وہ آستانہ ہوا

سنا ہے دیوِ غمِ ہجر کھا گیا اُسکو
جو منتہی کو فقط موت کا بہانہ ہوا

اوٹھایا بار نہ ہونے سر پر تیری الفت کا
جہان مین ہو گیا شہرہ نہایت میری ہمت کا

ہمیشہ خاکساری پر تیری کوچہ کی مرتا ہون
نخواہش حور کی مجکو نخواہان ہون مین جنت کا

کھلی ہے آنکھہ تیری دست و پا چلتے ہین او غافل
ملے گا کب غنیمت جان یہ ہے وقت حسرت کا

خیالِ زلفِ جانانہ مین سر شکونکی ہے طغیانی
نہایت ابر چھایا ہے برستا مینہ ہے شدت کا

بہار آئی ہے گلشن مین جنون کا ہاتھہ ہے دل پر
گریبان پہ ہمارے وقت آیا ہے مصیبت کا

مکان تھے عرش سے جنکے ہوائے تند دنیا سے
نشان تک نام کو باقی نہین ہے انکی تربت کا

عطا کی حور دی جنت گناہون کو مرے بخشا
بیان کس منھہ سے ہو تیری سخاوت اور عنایت کا

نہین پیراہن یوسف کو پھاڑا فرطِ الفت سے
ہوا ہے چاک دامن اے زلیخا تیری عصمت کا

جداگانہ نہین نگین زمانے کے مرقع مین
طلسمِ زندگانی کھیل ہے اک اسکی قدرت کا

خطِ جانان ہی لایا ہے پیامِ وصل بھی قاصد
مین سمجھا وحی اُتری یا فرشتہ آیا رحمت کا

نہ برسے گا اگر تربت پہ تا صیکی اے زاہد
بتا پھر کس لیئے پیدا ہوا ہے ابرِ رحمت کا

عیان ہو جاتا ہے نور اُس سینۂ جلی کا کیا کہنا
ہمارا داغِ دل شعلہ ہے اک شمعِ ہدایت کا

تمھاری شربتِ دیدار کا پیاسا ہون نے آبیار سے
نخواہان ہون مین دولت کا نہ بھوکا ہان نعمت کا

صفاتِ دیدہ و دل منتہی کی کیا بیان ہوئی
وہ چشمہ ہے محبت کا یہ قبلہ ہے مروت کا

منصور و کوہکن سے گئے افسانہ رہگیا
دنیا مین نامِ ہمتِ مردانہ رہگیا

جو حسن تھا گیا خطِ جانانہ رہگیا
جاگیر ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا

داغِ دل رہا نہ رہا عالمِ شباب
جنس گران بہا گئی بیعانہ رہگیا

جھک جھک گئے کرم سے ترے زندقیا — مین ایک مانگتا ہوا پیمانہ رہگیا
شب آتے آتے رہگیا آغوش مین مری — ساقی سے بھرتے بھرتے یہ پیمانہ رہگیا
وہ ولولہ گیا دلِ خانہ خراب کا — جو گنج تھا سرک گیا ویرانہ رہگیا
دل سے خیال اپنے بتون کا نکل گیا — جائے عجب ہے بُت گئے بتخانہ رہگیا
جو داغ تھا مٹا نہ مٹا عشق یار کا — خاموش شمع ہوگئی ویرانہ رہگیا

دل پاس رہگیا نہ رہے ہوش منتہی
ہوشیار لوگ گم ہوئے دیوانہ رہگیا

نظر پڑا جو مجھے روئے یار تھوڑا سا — بہت نہین تو ہوا بیقرار تھوڑا سا
ابھی ہے عشق ترا زلفِ یار تھوڑا سا — ابھی چڑھا ہے مجھے زہر مار تھوڑا سا
دیا ہے مجکو اگر عشق یار تھوڑا سا — عطا ہو صبر بھی پروردگار تھوڑا سا

جو دل دیا تو بہت پیار سے لگے کہنے
یہ منتہی سے ہے مرا دوستدار تھوڑا سا

کوچ مجنون نے کیا دہر سے فرہاد آیا — ایک ناشاد گیا دوسرا ناشاد آیا
صاف ہوکر مرے آگے ستم ایجاد آیا — آئینہ بن کے مرے سامنے فولاد آیا
پھنسکے جو دام چھوٹا ہے چمن مین بلبل — سایۂ گل کو سمجھتا ہے کہ صیاد آیا
فصلِ گل مین کوئی بلبل جو چہکتے دیکھا — ولولہ عہد جوانی کا مجھے یاد آیا
عہدِ طفلی تھا ستم قہر ہوا اُسکا شباب — ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

پھر گیا آنکھون مین شب عمر گذشتہ کا خیال
خواب بھولا ہوا مدت کا مجھے یاد آیا

لبون پہ نالۂ پُردرد لائیگا پھر کیا — کسیکا دل دلِ محزون دکھائیگا پھر کیا
کسی کے دلمین جنون گھر بنائیگا پھر کیا — کسی کے کوزے مین دریا سمائیگا پھر کیا
چلا ہے گورِ غریبان پہ یار بن ٹھنکے — کسی کو خواب اجل سے جگائیگا پھر کیا
مری طرف سے صبا اُس سوار سے کہنا — اوڑا کے خاک کو میری اوڑائیگا پھر کیا

وہ جان بوجھ کے پوچھیگا حال کیا میرا | جو ممتحن ہے اسے آزمائیگا پھر کیا
کیا ہے وعدۂ دیدار مجھکو حیرت ہے | ترے تو چشم نہین ہے دکھلائیگا پھر کیا

عمارتِ تنِ خاک کو ہے ثبات نہین
اگر تو قصرِ فریدون بنائیگا پھر کیا

عاشق فروغِ شمع کا پروانہ ہوگیا | بندہ بھی حسنِ یار کا دیوانہ ہوگیا
دل مین خیالِ صورتِ جانانہ ہوگیا | جو خانۂ خدا تھا پریخانہ ہوگیا
خالی نہین ہوا صفِ زندان سے منھ مرا | لبریز لطفِ زیست کا پیمانہ ہوگیا
خالی پڑا ہے تختِ شہنشاہِ ہند کا | جسجا پہ گنج تھا وہان ویرانہ ہوگیا
ایسا ہوا ہے غلبۂ کفار ہند مین | جس جا خدا کا گھر تھا صنم خانہ ہوگیا
پیکر شرابِ ناب کو منصور دہر مین | کیا معرکہ مین عشق کے مردانہ ہوگیا

بولا پیامِ وصل مرا سُن کے حیلہ جو
افسوس منتقی مرا دیوانہ ہوگیا

نہ ہونا مائل دلا کسیکا کہ آہین کھینچکا ہی تیرے جیکا | کیا ارادہ جو دل کی کا بھروسا کرنا نہ زندگیکا
نظر جو آتا ہی ماہِ انور یہ حال روشن ہی میری دلبر | فلک کے خیمہ مین کوئی دلبر جلا رہا ہی چراغ گھیکا
نہ ایک لحظہ مین شب کو سویا کمال اشکو نسے منھ کو دہویا | یہ بحرِ غم نے مجھے ڈبویا خیال آیا اگر کسیکا
کھے کوئی شمع رُو سے جاکر نہ ہونا دیکھ آپ سے تو باہر | کبھی نہ بزمِ جہان کے اندر ارادہ کرنا جلی کٹیکا
کیا جو ہی کام اسنے اکثر وہ نقش ہے اپنے لوح دلپر | جہان ہی اعجازِ حسنِ دلبر وہان کہان سحر سامریکا
جہان مین آیا ہی موسمِ گل چہکتے ہین تمام بلبل | رُخِ صنم کے حضور یا بکل گلِ چمن کا ہی رنگ پھیکا
نہ ہوگا مائل جو اُس جبین کا رہیگا زاہد نہ تو کہین کا | نشان سجدہ تری جبین کا کلنکا یہ ہیگا ٹیکا
نہین ہے سچا ہمارا کہنا سمجھ کے اس بات پر بھڑکنا | دلِ حزین اتنا یاد رکھنا جہان مین کوئی نہین کسیکا
نہ ہونا اے دل کسیکا مائل نہ کرنا تو عقل اپنی زائل | کیا ہی تجکو خدا نے عاقل نہ تنا دشمن تو اپنے جیکا

خدا نے دکھلائے وصل کی شب بر آیا مدت مین اپنا مطلب
امید تقدیر سے تھی یہ کب جو وقت آیا مری خوشیکا

دلمین جانان کے کسی کا بس نہ [illegible]
گھر ہمارا کا [illegible] تھا نہ [illegible]

تھا جو پہلو میں اپنے وہ گل تو خار آنکھوں میں تھی خستہ دل
رہا پریشان بہ رنگ سنبل عجیب عالم تھا بے کلی کا

کھلے ہیں گلشن میں لالہ و گل بھرے ہیں گویا کہ ساغر دل
چھکڑ رہے ہیں تمام بلبل مزہ ہے ان روزوں مے کشی کا

ذرا نہ تھی کچھ کسے نسبت فقط ہو یہ دل خدا کی قدرت
اٹھا سکے بار غم محبت کہاں تھا یہ کام آدمی کا

یہ زہد مشرب کو ناز ناحق جہان سے وہ سدا رہا ہو
ہر اک حسین کو سنوارتا ہے یہ عشق دشمن ہے متقی کا

کسی کو دینا نہ مزرعۂ دل کمال نقصان ہے اس کا حاصل
اگر ہے دانا نہ ہونا بیدل ہو سب کو پیغام منتہی کا

ردیف بائے تازی

ہر حرف میرا ہے خط تقدیر کا جواب
ہر بات ہے مری اسے تحریر کا جواب

جانباز دل ہے یار کی ہے تیز تر نگاہ
ہے تیر کا جواب نہ نخچیر کا جواب

اے صانع ازل تری صنعت کے میں نثار
اب تک ہوا نہ یار کی تصویر کا جواب

آہ شرر فشان پہ ذرا دل نہ بھولیو
برق غضب ہے یار کی شمشیر کا جواب

یارا ہے کس کا کون ہے ایسا جہان میں
لائے جو میرے نالۂ شبگیر کا جواب

آئینہ دیکھ کر مجھے حیرت سی ہو گئی
تصویر اور ہے مری تصویر کا جواب

کھنچا ہے فصل گل میں یہ دیوانہ عشق کا
ان زلف یار ہے مری زنجیر کا جواب

کندہ کیا ہے لوح جبین پر ہر اک کے
سمجھیں جو دیویں آپ کی تحریر کا جواب

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا مجھے روز ابتدا
رکھتا ہوں پاس میں خط تقدیر کا جواب

کہتے ہیں جس کو موت زمانہ میں زاہدا
خواب عدم کی ہے یہی تعبیر کا جواب

کرتا ہوں وصف خط رخ یار کا رقم
لکھتا ہوں آج حاشیۂ میر کا جواب

روز جزا مجھے یہی حیرت ہے منتہی
دیگا تو کون کون سی تقصیر کا جواب

غنچے بھی سربستہ تھی سب کا رازہائی عندلیب
گل کھلے عقدے کھلے ساری برائے عندلیب

اوس پڑ جائے چمن پر یا ستم صیاد پر
دیکھئے کرتی ہے کیا یہ ہائے ہائے عندلیب

پردۂ شبنم میں رہتا ہے یہ شب بھر اشکبار
بعد مدت کے کھلا ہے ماجرائے عندلیب

چلکیوں کو ہے زر گل دید کو روئے حسیناں
راحتیں کیا کیا ہیں ان روزوں برائے عندلیب

کھہ گئی ہے آج مجھسے صبحدم بادِ بہار
چترِ گل تیار ہوتا ہے برائے عندلیب

اپنے عاشق کا نہین معشوق کو ہرگز خیال
دل مین گل کے مین نہین پاتا ہون جائے عندلیب

چار تنکے رکھکے بے منت بنایا آشیان
مین سمجھتا ہون اُسے دولتسرائے عندلیب

ایک لَے مدہوش کرتی ہے مجھے یادِ بہار
دوسرے بدمست کرتی ہے صدائے عندلیب

عشق بازی جان بازی ہے اگر منظور ہو
آشیان صیاد کے پہلو مین چھائے عندلیب

ملتی جلتی ہے یہ کچھ کچھ گفتگو سے یار سے
ہے پسند اسواسطے مجکو صدائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کو چمن سے دور کر
دور کر بہرِ خدا یہ ہین بلائے عندلیب

دیکھکر کنجِ قفس کو یہ کہا صیاد نے
حیف ہے صد حیف ہے خالی ہے جائے عندلیب

ہر گھڑی کرتا رہے وصفِ رخِ رنگینِ یار
عطرِ گل سے آشیان اپنا بسائے عندلیب

کون بیٹھے بزم مین گر قلقلِ مینا نہ ہو
دل لگی کیا ہے چمن مین بے صدائے عندلیب

جوہرِ ذاتی پہ اُسکے لوٹتا ہون منتقی
گو نہین ظاہر مین ہے خوشرو لقائے عندلیب

بوئے گل کے ساتھ آتی ہے صدائے عندلیب
ہمرہِ بادِ بہاری ہے ہوائے عندلیب

آشیان مین فرشِ برگِ گل بچھائے عندلیب
جسقدر چاہے ہے زرِ گل کو اوڑائے عندلیب

خونِ دل صیاد و گلچین کا بہائے عندلیب
جوشِ گل مین ابکی ایسا رنگ لائے عندلیب

ایکدن صیاد و گلچین دیکھتے رہ جائینگی
تا کجا اثباتِ گل تا کے بقائے عندلیب

بزمِ عشرت مین نہ جاؤن جو آبِ زلال گر نہ ہو
کب قدم رکھون چمن مین بے رضائے عندلیب

جورِ گلچین زحمتِ صیاد و خوفِ باغبان
آفتین کیا کیا ہین ان روزون برائے عندلیب

کون عاشق ایسا ہے دل سے کسی ہو اسکی چاہ
کون ہے ذی حق زرِ گل کا سوائے عندلیب

جوشِ گل چلتا ہوا راہی ہوئی بادِ بہار
آشیانہ ایک باقی ہے برائے عندلیب

گل گئے آئے اسے عشقِ دلی جو ہو سو ہے
کس زبان سے مین کرون وصفِ ثنائے عندلیب

بے اثر ہے کاسہ گر کیا ہو دلِ صیاد مین
اندنون تیرِ ہوائی ہے نوائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کے بگڑ جائینگے ہوش
تا فلک پہونچی گی جسدم ہائے ہائے عندلیب

باغبان حیران ہے جلتا نہین گل کا چراغ — اندنون ایسی بندھی ہے کچھ ہوائے عندلیب

خسروِ گل نے بلا پالے اوڑا صیاد ہے — ابتدا وہ تھی [illegible] یہ انتہائے عندلیب

وہ رخِ رنگین سے گلشن مین اگر اولٹین نقاب — رنگِ گل اوڑتا پھرے ہے سو بجائے عندلیب

کیا تماشا ہو جو اب کی جوشِ گل مین منتظمی
یار بیٹھے جائے گل ہو بجائے عندلیب

جہان مین ہوینگی ساقی بہت خراب شراب — جو دیگا مجھسے تنک ظرف کو جناب شراب

نکال خم سے کوئی رشکِ آفتاب شراب — بہار آئی ہے لا ساقیا شراب شراب

خیال دل مین مرے مست ناز کا جو رہا — تمام رات مین بکتا رہا شراب شراب

بہارِ زیست ہے معشوق یار گر ہوئے — کہ جس طرح سے کہ ہے رونقِ شباب شراب

نہ جائے دور کی جو ساقیا پلا ایسی — اوٹھائے خانۂ دل سے مرے حجاب شراب

جو دیکھا روئے عرقناک میرے ساقی کا — ہوئی ہے ماری خجالت کے آب آب شراب

دلِ برشتہ و خونِ دل و جگر میرے — یہی ہین رندِ خرابات کے کباب شراب

ہے اندنون نہین تنک ظرف قابلِ عشرت — طلب کرین نہ کبھی کانسہ جاب شراب

کرینگے کاتبِ اعمال کیا رقم اسکو — ہمارے صرف مین رہتی ہے بے حساب شراب

کمال تجھسے مین منت پذیر ہون ساقی — عطا وہ کر کہ جو پیتے ہین شیخ و شاب شراب

کمال مبطلِ ایمان ہے عیشِ نالایق — کرے کہین تنک ظرف کو خراب شراب

خدائے پاک جسے منتظمی عطا فرمائے
جہان مین عیش کے سامان ہین کباب شراب

آن مین جل تھل بھری پل مین بھری دریا سحاب — دامن مژگان تر کے روبرو ہے کیا سحاب

گیسوئے شب رنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے — دل ایکا را باغ کی جانب سے لو اٹھا سحاب

بال بکھرے دن کو دیکھی ہین بت سفاک کے — رات بھر کالی بلا مجھکو نظر آیا سحاب

باغ ہے سبزہ ہری ہے ساقی گلفام ہے — ایک تیری جا فقط باقی ہے جلدی آ سحاب

میکدہ کی آب پاشی کے لئے کل رات کو — چاہ گلین پانی کی کیا بھر بھر لے آیا سحاب

نالۂ گرم اپنا جب دم بھر اوٹھائی ابر فلک
خشک ہو جائے برنگ دامنِ صحرا سحاب

ہے دمِ گریہ تصور چشم و گردن کا مجھے
یاد دلواتا ہے کیا کیا ساغر و مینا سحاب

بال بھیگے دن کو دیکھے تھے مرے محبوب کے
رشک سے گردون پہ شب کیا کیا ہوا نیلا سحاب

گر نظارہ زلف و رخ کا ساقیا ممکن نہو
مے ہے کیسی باغ کیسا اور ہے کیسا سحاب

گیسوئے شبرنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے
مین یہ سمجھا باغ پر فردوس کے چھایا سحاب

گو ہے مفلس منعمی ہمراہ ہے دریا دلی
دلکا اُجلا ہے اگر ظاہر مین ہے میلا سحاب

جمع میخوار ہین گلزار مین اب
بھیڑ ہے حسن کے بازار مین اب

گھر ہے غیرونکا دلِ یار مین اب
کعبہ ہے قبضۂ کفار مین اب

چھا گیا رخ پہ تمھارے خطِ سبز
آئینہ ڈوبا ہے زنگار مین اب

خون چٹا کر وہ مرا رکھتے ہین
کاٹ تو ہے مری تلوار مین اب

بند ہے آنکھ تری عاشق کی
کچھ نہین مردم بیمار مین اب

آتے جاتے ہین جوانانِ چمن
رنگ کچھ اوچھلے گا گلزار مین اب

سر بھی حاضر ہے جگر بھی دل بھی
کونسی شے نہین سرکار مین اب

خال سرمہ کا بنا کر رخ پر
فتنہ پیدا کیا گلزار مین اب

درگذر حلقۂ گیسو سے دلا
رکھ نہ اونگلی دہنِ مار مین اب

حلقۂ زلف مین ہے روئے صبیح
شیر بھر دون دہنِ مار مین اب

دم نہین مارتے مرغانِ چمن
باغبان کون ہے گلزار مین اب

دہنِ زخم مرا چھڑکے کا
ہے نمک لالِ شکر بار مین اب

دیکھئے کون ہو منظورِ نظر
تیغ ہے دستِ جفا کار مین اب

فصلِ گل ہے ترے دیوانونکی
دھوم ہے کوچہ و بازار مین اب

کیسی سفاک نے پیدا کی ہے
چال تلوار کی رفتار مین اب

باندہی جب موئے کمر مین جانا
بال آیا تری تلوار مین اب

وصف اس سبزۂ خط کا پیارے
منتھی لکھہ خطِ گلزار مین اب

ہے سحر وصلت کی نکلا آفتاب — ساقیا جلدی سے بھرلا آفتاب
جانتا ہون اسکا سایا آفتاب — جسکے کہنے سے پھر آیا آفتاب
اس سے روشن دل ہون اُس ہی سے روئے خلق — جام مے کے سامنے کیا آفتاب
شب کٹی فرقت کی آیا روز وصل — شکر ہے بدلی سے نکلا آفتاب
جام مے اکثر جوانی مین اوڑائو — دوپہر کو خوب چمکا آفتاب
داغ سودا ہو گیا دل سے عیان — تو خمِ گردون سے نکلا آفتاب
خاکساری اُسکے در کی کر قبول — جسکے کوچے مین ہو ذرہ آفتاب
جام مے سے آنکھہ برسون ہی لڑی — ہر ہمارا دیکھا بھالا آفتاب
روئے آتش رنگ سے لڑتی ہو آنکھہ — حشر کے دن کیا کریگا آفتاب
جان کا گاہک جوانی مین ہوا — دوپہر کو سر پہ آیا آفتاب
عاشق روئے صنم کے واسطے — چتر زرین بنکے آیا آفتاب
اُس عرق آلودہ رخ کے شرم سے — ہو گیا پانی سے پتلا آفتاب

کام آئیگی مری روشن دلی
منتھی جب ہوگا میلا آفتاب

ردیف بائے فارسی

ہنسنے لگتا ہے جو وہ رشکِ قمر آپ سے آپ — پھٹنے لگتے ہین مرے زخمِ جگر آپ سے آپ
دیدبازی کا پڑا ہے مجھے جب سے لپکا — جا ہی پڑتی ہے حسینون پہ نظر آپ سے آپ
ناصحا تو ہی بتا دے اسے کیا کہتے ہین — پاؤن پر اُسکے جھکا جاتا ہے سر آپ سے آپ
ساتھ پردون مین چھپے یار رہو کیا ہوتا ہے — تاڑ لیتے ہین اُسے اہلِ نظر آپ سے آپ
بے سکھائے نہین آتی کوئی شے اے دلِ زار — قتلِ عاشق مگر آیا ہے اُسے آپ سے آپ
نالے کس طرح نہ پیری مین کرے یہ دلِ زار — بول اٹھتا ہے ہر اک مرغِ سحر آپ سے آپ

بے طلب خانۂ ویران مین ہمارے شب و روز ۔۔ آ ہی جاتے ہین فلک شمس و قمر آپ سے آپ

ہون وہ دیوانہ کہ جسوقت بہار آتی ہے ۔۔ ہو ہی جاتی ہے مری دلکو خبر آپ سے آپ

جبکہ چلتا ہے تیرا تیرِ نگہہ او ظالم ۔۔ ہو ہی جاتا ہے مرا سینہ سپر آپ سے آپ

کشش دل مری لائے تو کھونگا اس سے ۔۔ آج آ نکلے کدہر رشکِ قمر آپ سے آپ

مے گلرنگ وہ جب پیتا ہے وہان غیر کے ساتھ ۔۔ جوش کھاتا ہے یہان خونِ جگر آپ سے آپ

ہجر مین ابر بہاری جو نظر آتا ہے ۔۔ پھوٹ پڑتے ہین مرے دیدۂ تر آپ سے آپ

منتہی جسکو ہے کچھہ لطفِ سخن دنیا مین ۔۔ آ ہی جاتا ہے مرا پوچھتا گھر آپ سے آپ

ردیف تائے فوقانی

کشادہ ہے عالم پہ خوانِ محبت ۔۔ ہر اک ہے یہان میہمانِ محبت

کھلا آہِ دل سے نشانِ محبت ۔۔ یقین ہو گیا ہے گمانِ محبت

چھپین تا کجا عاشقانِ محبت ۔۔ کہین جل نہ جھے خاندانِ محبت

پڑھا کرتا ہون قصۂ قیس و لیلےٰ ۔۔ سنا کرتا ہون داستانِ محبت

نہین دار پر تجھکو منصور کھینچا ۔۔ کیا یار نے امتحانِ محبت

نہین نغمہ کرتے ہین مرغانِ گلشن ۔۔ پڑھا کرتے ہین داستانِ محبت

بہت جنسِ دل کی ملے مجکو گاہک ۔۔ نہ پایا مگر قدردانِ محبت

صنم قیس و منصور و وامق تو گذرے ۔۔ ہمارا بھی ہو امتحانِ محبت

کہین کر چکے قتل عشاق ظالم ۔۔ کہین ہو نہ چکے امتحانِ محبت

مین عاشق ہون مژگان کا مدت سے اسکی ۔۔ چبھی دلمین ہے یہ سنانِ محبت

مٹے قیس و فرہاد و وامق جہان مین ۔۔ سے لٹے راہ مین کاروانِ محبت

فرشتہ نہ پہونچا وہان یار پہونچا

ذرا منتہی دیکھہ شانِ محبت

آتی ہے یاد یار مجکو فضائے دشت ۔۔ بے اختیار منھہ سے نکلتا ہے ہائے دشت

دیوانگان عشق کے خاطر ہے جائے دشت ۔۔ پیدا کیا ہے اُنکو خدا نے برائے دشت

اک روز چل کے مجنوں نے بیدل سے پوچھے — ہوتا ہے کس طرح سے کوئی آشنائے دشت

ہموار منتشر ہے پریشان حال ہے — شاید ہوئے ہے خاک سے میری بنائے دشت

ہوتا ہے جب ہجومِ گل و لالہ باغ میں — آباد کچھ نظر نہیں آتا سوائے دشت

آلائشِ حیات سے رہتی ہے دور دور — کس درجہ پاک صاف نظر آئی جائے دشت

کھولے گلوں کے کان نسیمِ بہار نے — یکبار لے اوڑی مرے دل کو ہوائے دشت

مدادِ باد ہے جو بگولہ ہوا بلند — ہم خاکسار سمجھے کہ ہے یہ ہمائے دشت

دیوانگانِ عشق کے جوش و خروش کو — کہتا ہے سن کے یار یہ ہیں خوش نوائے دشت

فرہاد ہے نہ قیس نہ وامق ہے اندنوں — کس طرح سے کھلے گا مجھے ماجرائے دشت

عاشق کو اپنے کس لئے دیوانہ کر دیا — کس واسطے جہان میں ڈالی بنائے دشت

دنیائے دوں کو چھوڑ کے یکبار قصد ہے — مانندِ قیس چل کے بنوں بادشائے دشت

سودا اگر نہیں کسی آہو خصال کا — پھرتی ہے میری آنکھوں میں پھر کیوں فضائے دشت

شاید کہ دل میں پھر مری وحشت نے گھر کیا — کچھ سوجھتا نہیں ہے مجھے ناصح سوائے دشت

ترغیب دے رہی ہے مجھے وحشتِ دلی — سبزہ ہے آبشار ہے خوش ہے ہوائے دشت

سودا مرے لئے ہے میں سودے کے واسطے — ہے دشت میرے واسطے میں ہوں برائے دشت

انجام کار عشق نے دیوانہ کر دیا — آخر سما گئی مرے سر میں ہوائے دشت

دیوانگان عشق کی مٹی عزیز ہو — ایسی چلے کوئی مرے یارب ہوائے دشت

وحشت میں کس لئے کہیں آوارہ میں پھروں — پہلو میں ہے مرے دلِ ویراں بجائے دشت

وحشت لئے پھری اسے غربت میں مدتوں
پائی نہ منتہی نے کبھی انتہائے دشت

کیا بگڑ کر مجھ پہ جھپٹے پاسبانِ کوئے دوست — پھاڑ کھانے کے لئے دوڑے سگانِ کوئے دوست

ہیں جداگانہ جہاں سے ساکنانِ کوئے دوست — ہیں الگ سب سے زمین و آسمانِ کوئے دوست

صور پھنک جائے کہ ہو محشر قیامت کا — سر اٹھانے کے نہیں افتادگانِ کوئے دوست

طور پہ موسی ہے افلاک پر عیسی رہے — جانتا ہوں آنکھوں میں افتادگانِ کوئے دوست

خون بہتا ہوگا پر ہونگے کبوتر کے پڑے / قاصدا یہ ہے پتا یہ ہے نشانِ کوئی دوست

بادشاہی ہفت کشور کی میسر ہو اگر / دیکھتے ہرگز نہیں ہیں رہروانِ کوئی دوست

چہچہے کرتے ہیں گلشن میں کھلے ہیں گل تمام / کہ رہی ہے یعنے بلبل داستانِ کوئی دوست

فہم سے جو دور ہو ادراک سے جو ہو بری / کیا بیان ہوئے کسی سے عز و شانِ کوئی دوست

ذکرِ رضوان جھگڑے آیا ہے میرے سامنے / مین یہ سمجھا یہ بھی ہے اک پاسبانِ کوئی دوست

بارہا دیکھا ہے ہمنے خاکساروں کا ہجوم / بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوئی دوست

رند کہتے ہیں جسے پیر خرابات اے فلک / جانتا ہون اسکو مین اک نوجوانِ کوئی دوست

کر رہے ہیں مسجدوں مین وصف جنت کا بیان / کہ رہے ہیں آج واعظ داستانِ کوئی دوست

چلتے رہتے ہیں وہان جام مے عشرت مدام / رنگ رہتا ہی ہمیشہ درمیانِ کوئی دوست

دم نکلتا ہے تیرا حور و جنان پر زاہدا / رندے آشام ہم ہیں عاشقانِ کوئی دوست

پیچکر جان گرانمایہ کو راہِ عشق مین / جلد یا جنت کو سیدھا کاروانِ کوئی دوست

حور و غلمان سے صبا کہیو پیام منتہی
جا ہماری ہی رہے اے ساکنانِ کوئی دوست

معرکہ مین دیکھئے کرتی ہے بد جونے دوست / سخت جانی ہے ادہر ناوک اودہر بازوے دوست

باغِ جنت کو نہ دیکھوں گر مین دیکھوں روے دوست / جام جم ہرگز نہ لوں پاؤں اگر زانوے دوست

تھوڑے تھوڑے پھنستے جاتے ہیں دلِ سودا زدہ / رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہیں ابھی گیسوے دوست

جھانکتا ہے جسکو ہی بڑھنے کی جالی سے مجھے / جانتا ہوں دام مین شاید پھنسے آہوے دوست

دیر مین لیجائو وہ جا ہے حرم مین بھیجدے / دل نہیں قابو مین اپنے دلبہ ہی قابوے دوست

بھولتا دم بھر نہیں دیکھا ہے جب سے زاہدا / حافظ قرآن ہوں یعنے یاد ہے وہ روے دوست

ڈھونڈھتا پھرتا ہوں مانند صبا مین در بدر / باغ عالم مین کہین پاتا نہیں ہوں بوے دوست

نیم جان کتنے ہی کتنے نیم بسمل ہو گئے / نیر مانگو تا کمر پہونچے نہیں گیسوے دوست

فصل گل مین اسطرح کا ہوگیا سودا مجھے / دیکھتا ہوں صورت گل گاہ گاہے روے دوست

دیکھئے کیونکر بر آئے اپنا حرفِ مدعا / سخت ہین اعمال اپنے اور نازک خوے دوست

پیرِ صد سالہ وہان ہوتا ہے جا کر نوجوان　　یہ اثر رکھتی ہے زاہد سر زمین کوئے دوست

پہلے اسکو فرشتے جسگھڑی بہرِ عدم
دیکھتا تھا منتہی پھر پھر کے ہر دم سوئے دوست

تو سمجھتا ہی نہین پیرِ خرابات کی بات　　نقش ہے دلپہ مرے قبلۂ حاجات کی بات
یاد اتبک ہے مجھے پیرِ خرابات کی بات　　اُسکی ہر بات ہے اسے شیخ کرامات کی بات
جسکو کھتا ہے ہر اک قلقلِ مینا ساقی　　اُسمین ملتی ہے بہت پیرِ خرابات کی بات
دیجئے بوسہ کوئی آپ کے گھر آئے ہین　　کیجئے ہم سے کوئی آج مدارات کی بات
نقدِ بوسہ کے طلب کرنے پہ کھتا ہے وہ شوخ　　ہم حسینون مین اسے کھتے ہین خیرات کی بات
نقدِ دل مانگتا ہے مجھسے بڑی اُلفت سے　　آج کس لطف سے کرتا ہے وہ گھات کی بات
سرِ ممبر وہ برا کھتا ہے رندون کو کبھی　　کون سنتا ہے یہان واعظِ بدذات کی بات
حرفِ فرقت کا مٹا دیجئے لوحِ دل سے　　کیجئے ہمسے کوئی ابتو ملاقات کی بات
جانتا کب ہے کوئی میرے دماغ و دلکی　　کب سمجھتا ہے کوئی ارض و سماوات کی بات
وصفِ جنت جو بیان کرتا ہے واعظ ہر روز　　ہے وہی اصل مگر کوئے خرابات کی بات
اُسکی کیا بات جسے دولتِ وصلت ہو نصیب　　معتبر ہوتی ہے کیا صاحبِ اوقات کی بات
نشۂ جوشِ جوانی کا بیان کیا مین کرون　　خواب کیطرح رہا پاس مرے بات کی بات

یار بیہوش تھا مدہوش تھا ساقی مے سے
منتہی یاد ہے کچھ آپکو اُس رات کی بات

رنجِ فرقت نے دئے دلکو مرے ساری رات　　زور بیمار پہ کرتی رہی بیماری رات
صدمہ ہجر سے گذری یہ بدشواری رات　　ملک الموت رہا ساتھ مرے ساری رات
ماہرویون سے نرکھنا مرا پھلو خالی　　یا آلٰہی نہ دکھانا مجھے اندھیاری رات
سجدِ تیرہ کا ہر چند قیامت ہی عذاب　　قہر ہے عالمِ تنہائیکی اندھیاری رات
ذکرِ اغیار کیا گاہ دیا رنجِ فراق　　خوب کی خوب کی تونے مری غمخواری رات
روزِ وصلت کا تو ہمنس نہین کٹے گذر جاتا ہے　　کٹتی ہے ہجر کی ای شمع بدشواری رات

جب سنا غور سے ذکرِ فلکِ شعبدہ باز — یاد آئی مجھے کیا کیا تری عیاری رات

رنجہ کرتا ہے قدم جبکہ سرِ شام سے تُو — عید کے دن سے بھی ہوتی ہے مجھے پیاری رات

آیا جس وقت نقابِ رخِ روشن کا خیال — سر کو دیوار و در سے پٹکا میں کیا ساری رات

جلوہ گر ہوتا ہے جس دن کہ وہ ماہِ انور — صبحِ جنت سے مجھے ہوتی ہے وہ پیاری رات

وعدۂ وصل کیا ہم سے گیا غیر کے پاس — کھل گئی اُو بتِ کافر تری مکاری رات

شدتِ دردِ جدائی کے سبب او ناصح — تھی مری سوئے عدم کوچ کی تیاری رات

روزِ وصلت کا سبک تر ہے نہایت لیکن
منتہی ہجر کی ہوتی ہے بہت بھاری رات

کہتے ہو تجکو رہا کیوں خفقان آجکی رات — یہ تو فرمائیے صاحب تھی کہاں آجکی رات

جلوۂ حسن ہے ہر سو شبِ وصلت بھی ہے — نظر آتی ہے مجھے صبحِ جنان آجکی رات

پی کے مے ہو گئے جامے سے سراپا باہر — وا ہوا آپکا کیا رازِ نہان آجکی رات

یار ساقی ہے مئے ناب کا ہے دور پہ دور — تیز تر چلتی ہے شیشے کی زبان آجکی رات

آپ سے آپ وہ بگڑا شبِ وصلت مجھسے — ہو گئی آفتِ جان راحتِ جان آجکی رات

نالے سنکر دلِ پر داغ کے بولا وہ شوخ — کیا کہیں شیر ڈکارا ہے یہان آجکی رات

رعب ہے حسن کا یا ہے ملک الموت کا خوف — بند کس واسطے ہے مری زبان آجکی رات

ندیا تو ندیا صدمۂ فرقت ورنہ — کوچ کر جائیگی یہ روحِ روان آجکی رات

شمع مینا کو دیا خوب ہی صاحب نے فروغ — خوب روشن کیا عاصی کا مکان آجکی رات

ماہ ہے باغ ہے سبزہ ہے شبِ ماہ بھی ہے — مہربان تو بھی ہوا اے پیرِ مغان آجکی رات

میری تقدیر سے ممکن ہوئی مجکو ورنہ — میں کہاں یار کہاں اور کہاں آجکی رات

شادیٔ وصل میں ہے دغدغۂ رنجِ فراق — ایک ہے حق میں مرے سود و زیان آجکی رات

مہربان یار سے شکوہ نکرو ہے شبِ وصل
منتہی بند کرو اپنی زبان آجکی رات

کہوں کیا فراقِ صنم کی حقیقت — بیان کیا کروں مرتے دم کی حقیقت

کھلی یہ وجودِ عدم کی حقیقت | جدا اگانہ ہے بیش وکم کی حقیقت
بسا جب سے نیرنگِ حسن اپنی دل مین | گری آنکھوں سے جامِ جم کی حقیقت
غرض شاہ سے ہے نہ مطلب گدا سے | نہ ہے پیشِ دل بیش وکم کی حقیقت
دلِ پاک سے پراثر آہ سے اب | کھلی مجکو لوح و قلم کی حقیقت
رہوئی صحبتِ گلرخان جب میسّر | نگہہ مین نہ ٹھہری ارم کی حقیقت
رگِ ابر باریدہ دیکھے اگر تو | دلا وا ہو دستِ کرم کی حقیقت
پھر اکو چہ عشق مین کون جا کر | کھلی کس کو ملکِ عدم کی حقیقت
یہ رہو بیٹھے گی نامئہ بد عمل کو | کھلے گی کبھی چشمِ نم کی حقیقت
اوٹھا دیدہ و دل سے پردہ دوئی کا | سمجھ ایک دیر و حرم کی حقیقت
نشان جب سے کوئے قناعت مین گاڑا | گری دل سے جاہ و حشم کی حقیقت
صفا خیر ہین سکۂ داغِ الفت | یہان کیا ندیم و ندم کی حقیقت
خدا جانے پیرِ خرابات کا حال | خدا جانے پیرِ اُمم کی حقیقت

مری آتشِ عشق کا حال لکھے
کہان منتی یہ قلم کی حقیقت

تیرے عاصی کو بھی کیسی ہے تمنائے بہشت | تجھسے کہتا ہون یہی او چمن آرائے بہشت
شاید آجائے کبھی وہ چمن آرائے بہشت | ایسے دن رات کھلے رہتے ہین درہائے بہشت
کون سے دل کو نہین عفوِ گنہ کی خواہش | کون وہ سر ہے کہ جسمین نہین سودائے بہشت
کثرتِ دستِ کرم جب نظر آتی ہے مجھے | مین سمجھتا ہون اُسے موجۂ دریائے بہشت
کافرِ عشق ہو یا مردِ مسلمان زاہد | کونسے قوم کو رہتا نہین دعوائے بہشت
کوچۂ یار پہ گل اندام اگر ہاتھ آئے | نہ رہے پھر نہ رہے کچھ مجھے پروائے بہشت
کوچۂ عشق مین جا عاشقِ صادق تو ہو | حورعین کس کی ہے پھر کس کی ہے یہ جائے بہشت
ہو میسر جو ترے عارضِ گلرنگ کی دید | پھر نہ دیکھون طرف لالۂ حمرائے بہشت
چہچہے کرتا ہون حسرت سے مین تیرے کوچے مین | لوگ کہتے ہین مجھے بلبلِ شیدائے بہشت

کوچہ یار مین مدت سے پڑا ہون زاہد خواہش حور کسی کس کو ہے پروائے بہشت

دوڑتا دیر کو کوئی ہے حرم کو کوئی ڈہونڈتا پھرتا ہے ذرات ہر اک جا کو بہشت

وصل سے رہگیا محروم مین اُس گل رو کے ہاتھ آئے نہ مرے دولت زیبائے بہشت

لب شیرین کے تصور نے یہ جاکی اعجین دل مین پیدا ہوئی شیرینئ خرمائے بہشت

قصر جنت سے زیادہ تو سمجھ لے اُسکو
منتی گر تجھے تھوڑی بسی ملے جائے بہشت

ردیف تائی فارسی

عجب کیا گر کرین یہ مال و زر چٹ حسینون نے کئے ہین گھر کے گھر چٹ

کرین مال جہان کو بے ہنر چٹ ؎ کرین اس کشت کو دنیا کی خر چٹ ؎

تمہارے حسن کی دولت کو پیارے اوڑالین گے عدو سے مفت بر چٹ

نہ غربت بر زمین کی بھول دل مین کئے ہین اسنے کتنے نامور چٹ ؎

بتو ڈریو عدو کے گھورنے سے نظر کرتی ہے پتھر مین اثر چٹ

اگر ہو سا تجھہ پر دون و مہوش نظر کر لیتے ہین اہل نظر چٹ

قدم رکھتا ہے جسدم ناز سے یار نزاکت کرتی ہے اُسکی کمر چٹ

تری تلوار کا ہے پیٹ خالی جو ہو سیری کرے عاشق کے سر چٹ

ادہر نغمہ کیا بلبل نے آکر ادہر غنچہ نے وا کی مشت زر چٹ

بہار گل ہے کاوش پر جنون ہے کریگا خون عاشق نیشتر چٹ

وہان گور نے لقمہ سمجھ کر سر انسان سے کئے ہین کسقدر چٹ

جو ہین مُردار خوار اس سرزمین کے وہ کر جاتے ہین مال بے پدر چٹ

فرشتہ لکھ رہے ہین پاس تیری کیا ہے جو کہ تو نے عمر بھر چٹ

گرانی سے تری او حیدرآباد سپاہی کر چکے تیغ و سپر چٹ

جو لا وارث نہال بارور ہو کرین حارص مع برگ و ثمر چٹ

نہ رکھنا ایک کوڑی تک کفن کو

ملی جو منھی تو اُسکو کر چٹ

لڑائی آنکھہ کھائی جان پر چوٹ — بچایا دل کو کھا بیٹھا جگر چوٹ

بغیر از وصل دیدی جان شیرین — سہے ذکر کو ہکن بھی مجکو سر چوٹ

کبھی فرقت کا غم گہہ نکہت وصلت — یہ دل کھاتا رہا ہے چوٹ پر چوٹ

اوٹھاتا دل نہ پھر بار محبت — نہ کھاتا پھر کبھی بار دگر چوٹ

یکایک آگئی اوسپر طبیعت — کدھر مین تھا کدھر دل تھا کدھر چوٹ

یہ دل فقرون پہ اوسکے آگیا ہے — یہ نادان کھا گیا ہے بیشتر چوٹ

لگاکر دل کو آنکھین پھیرتا ہے — الگ ہوتا ہے مجکو مار کر چوٹ

جسے تاکا اوسے جینے سے مارا — غضب کی رکھتے ہین یہ خوش نظر چوٹ

شباب آیا ہے جوبن زور پر ہے — نہایت اندنون ہے بار ور چوٹ

نہ دے دل عہد پیری مین بتون کو
نہ کھا اسے منتی وقت سحر چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

ملت شیخ و برہمن مین ملاتے ہو عبث — گاڑتے ہو مجھے ناحق کو جلاتے ہو عبث

دل زمانے کے حسینون سے لگاتے ہو عبث — بیوفاؤن کے غم و رنج اوٹھاتے ہو عبث

صفت نقش قدم کوچہ دلدار مین ہون — بے مٹے مین نہین اوٹھنے کا اوٹھاتے ہو عبث

تمکو معلوم ہو جیسا کہ مین تر دامن ہون — زاہد و نار جہنم سے ڈراتے ہو عبث

قہر ہے بار محبت مجھے مال و زر کی — زہر ہے یہ غم دنیا اسے کھاتے ہو عبث

طاقت جنبش نہین قوت پرواز نہین — سوئے دیوار چمن مجکو اوڑاتے ہو عبث

لکھتے ہو کاتب اعمال جو اعمال میرے — تہمتین مفت کی بندہ کو لگاتے ہو عبث

سنکے افسانۂ غم یار مرا کہتا ہے — جو کہانی کہ سنے ہے وہ سناتے ہو عبث

چمن کوچہ دلدار کا مین بلبل ہون — دوستو خلد مین مجکو لیے جاتے ہو عبث

خاک انجام ہے اس نشو نما کا اے دوست — شعلہ خس کی طرح مجکو بڑھاتے ہو عبث

بارہا آیا گیا ہون چمنِ عالم مین پھر مجھے ملک عدم کو لئے جاتے ہو عبث
بوجھ یہ مین نے اُٹھائین ہین جہانگیر پھر مجھے بارِ محبت مین دباتے ہو عبث

منتھی زہر ہے اس مالِ جہان کی لذت
ایسے موذی کو مرے یار کھلاتے ہو عبث

رہگیا کھینچ کے تلوار ہوا کیا باعث رُک گیا یارِ جفاکار ہوا کیا باعث
کون مانع تھا تری جلوہ گری کا ای دوست ہین کھڑے طالبِ دیدار ہوا کیا باعث
بزم مین رکھا ہے مینا کئے تھی کیون ساقی آج گلشن مین نیا خار ہوا کیا باعث
لطف نظارہ ان آنکھون نے اوٹھائی نہ مری مفت مین دل یہ گرفتار ہوا کیا باعث
نظر آیا نہ مجھے موئے میان دلبر کا نہ کھلا عالمِ اسرار ہوا کیا باعث
وصل شیرین نہ میسر ہوا تجھکو فرہاد تو عبث دشمنِ کہسار ہوا کیا باعث
بیقراری کے سبب سے یہ ہمارا دلِ زار صفتِ سایۂ دیوار ہوا کیا باعث
کشش دل مری گذرا مین کشش سے ایسی یار آیا سرِ بازار ہوا کیا باعث
اوڑ گئی روح پھڑک کر قفس تن سے مری چھٹ گیا مرغِ گرفتار ہوا کیا باعث
طبع رنگین سے مری جوشِ جوانی کا مثال اوڑ گیا بلبلِ گلزار ہوا کیا باعث
رحم اے کاتبِ قدرت جو ہوا تھا سو ہوا کیون کیا مجکو گنہگار ہوا کیا باعث

منتھی ہاتھ سے اس ساقیٔ دریا دل کے
سب چھلکے تو نہین سرشار ہوا کیا باعث

کسطرح پوشیدہ ہوئے راز نہان الغیاث قابل بخیہ نہین چاکِ گریبان الغیاث
بل بہت کرتی ہے دل سے زلفِ جانان الغیاث کاٹنے کو دوڑتا ہے مارِ پیچان الغیاث
عاشقِ جانباز پر تیور چڑھاتا ہے وہ ترک بیگنہ پر کھینچتا ہے تیغ بران الغیاث
کون پہونچے جز صنم میرے سخن کی داد کو کون غیر از گل ہے بلبل کا زبان دان الغیاث
کھو دیا ہے روپ بزم یار کا اغیار نے دیو نے لوٹا ہے یہ ملکِ سلیمان الغیاث
وصل سے فرقت مین کیا مجکو ڈراتا ہے مسیح زہر دیتا ہے بجائے قند درمان الغیاث

رنگ سمجھیں ہیں حسیں خونِ شہیدان الغیاث
پچکیون ہین ہی اوڑا دین گے اُسے اِکدن یہ بُت

منتظم ہے غیر بزم یار کا افسوس ہے
دیو کے قبضے مین ہو ملکِ سلیمان الغیاث

ردیف جیم عربی

یوں پوچھتا ہے عاشقِ بیمار کا مزاج
اچھا تو ہے قدیم گنہگار کا مزاج

کل ہاتھ سے گیا یہ دلِ زار کا مزاج
پوچھا گیا کُھڑے سے در و دیوار کا مزاج

باریک یار سے ہے دلِ زار کا مزاج
نازک ہو تندرست سے بیمار کا مزاج

مفلس کا اور اور ہے زردار کا مزاج
گل کا ہے اور اور ہے کچھ خار کا مزاج

سنتا نہین جو عاشقِ صادق کی اندنون
ملتا نہین ہے آجکل اغیار کا مزاج

آئی ہے کیا بہارِ گلِ لالہ باغ مین
ہو آسمان پہ بلبلِ گلزار کا مزاج

سکے پڑے ہین اُسکے جہانِ خراب مین
ہے جسکے ہاتھ درہم و دینار کا مزاج

حسرت ہے ربط دیکھ کے اغیار و یار کا
کیونکر ہے ایک کافر و دیندار کا مزاج

اسکو ہوا ہے کس بُتِ مغرور کا خیال
ملتا نہین جو مجھسے دلِ زار کا مزاج

دو چار سول لیتے ہین سودائی زلفِ یار
جاتا ہے روز ہاتھ سے دو چار کا مزاج

جسکا مریضِ عشق ہون مدت سے منتقی
پوچھا کبھی نہ اُسنے گنہگار کا مزاج

عاشقِ شیدا کو ہے داغِ جگر کی احتیاج
جس طرح ہوئے سپاہی کو سپر کی احتیاج

بند آنکھین ہو گئین منھ مین ہوئی ساکت زبان
اکدم مین مٹ گئی ساری بشر کی احتیاج

اشک پر تاثیر ہے جلد تو پہنچا صبا
گوش کو معشوق کے ہو گی گہر کی احتیاج

جذبۂ عشقِ دلی جس شخص کا ہو پیشوا
ناصحو اُسکو نہین کچھ نامہ بر کی احتیاج

حرص گھٹ سکتی نہین اپنی کسی عنوان سے
کم نہین ہوتی کسی صورت بشر کی احتیاج

شمع سان کٹوا دے سر بزمِ عشق مین منتظر
منتہ رگ ہو ...سے تجکو او سر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

ہوئی پیری جہان سے یار کر کوچ | مسافر کرتے ہین وقتِ سحر کوچ
عدم سے آیا ہون منزل بہ منزل | چلا جاؤنگا یون ہین کوچ درکوچ
یہان سے دو قدم ملکِ عدم ہے | کرونگا ایک دن یہ مختصر کوچ
نہ واسق ہے نہ ہے فرہاد و منصور | جہان سے کرگئے اہلِ نظر کوچ
جوان بھی مرتے ہین بوڑہے بھی اے دل | لگا رہتا ہے یہان شام و سحر کوچ
نہ آونگا عدم سے سوئے ہستی | نہین کرنیکا پھر بارِ دگر کوچ
اوٹھا کر پردۂ غفلت ذرا دیکھہ | نہین دنیا مقام اپنا ہے کر کوچ
جو عاشق ہے تو مر مرنے سے پہلے | ذرا کر کوچ سے تو پیشتر کوچ
پئے دنیا عبث مرتا ہے نادان | عبث کرتا ہے تو سوئے سقر کوچ
قدم رکھنا سنبھل کر جانبِ عشق | نکر نا بے محل او بیخبر کوچ
عدم کا راستہ مرکر ہوا طے | عبث کرتا رہا مین عمر بھر کوچ
بہت ملکِ عدم آباد ہوگا | اودہر کو کر گئے ہین نامور کوچ
ہوئی پیری چلو دنیا سے دوستے | مسافر کرتے ہین وقتِ سحر کوچ
عدم مین بن پڑے گی پیری اے دل | کہ ہیگا باعثِ فتح و ظفر کوچ
نشانِ منزلِ مقصود پایا | کئے جب منتظمی نے کوچ درکوچ

ردیف حای مہملہ

آئی گل کی بہار ناصح | دل سے گیا اختیار ناصح
ایک ایک کا ہزار ناصح | اپنا نہین کوئی یار ناصح
یہ گوش بہ بانگ گل ہین | چاہے جتنا پکار ناصح
شاید گل کی بہار پہونچی | کچھہ دل کو ہے اضطرار ناصح
اوڑ جائینگے صبر و طاقت و ہوش | آئی بادِ بہار ناصح
الفت ہے بتون کی جب سے یہ دل | غم کا ہے کوہسار ناصح

تیری اوس حال مین سنو نہین ... دلبر جو ہو اختیار ناصح
اس نالۂ دل نے سر اوٹھایا ... بلبل نے کی پکار ناصح
کرتا ہے بدی تو ان بتون کی ... اللہ کی تجھکو مار ناصح
وہ کیف شباب ہو یہ جسکا ... پیری بھی ہے اک خمار ناصح
جیتا وہ مرغ جان کا ہے ... جسکا ہون مین شکار ناصح

یہ کیف شباب تھی کا
لایا ہے بڑا خمار ناصح

برسے تو ابر دیدۂ تر آپ کیطرح ... تڑپے تو برق اس دل بیتاب کیطرح
جوش شباب کا مرے عالم نہ پوچھیے ... آیا کیا اک آن مین سیلاب کیطرح
ساقی سے جو بہار مین فرقت نصیب ہے ... پیتا ہون خون دل کو مے ناب کیطرح
آرایش اس جہان کی ہے حسن عارضی ... بھاتی نہ مجکو عالم اسباب کیطرح
ہے جستجو اسی بھی کسی بحر حسن کی ... چکر مین ہے فلک جو یہ گرداب کیطرح
چاہ ذقن جو دیکھ کے آیا ہے یار کا ... دلکو پسند آئی ہے دولاب کیطرح
اپنا بھی جن دنون مین کہ عہد شباب تھا ... جاتی تھی بزم یار مین نواب کیطرح
قاصد یہی ہے کوچۂ سفاک کا پتا ... بہتا ہے خون خانۂ قصاب کیطرح

کھویا بہار عمر کو غفلت مین تھی
گذرا جہان نظر مین تری خواب کیطرح

جگہ دی پہلو مین کیون عشق کو جگر کیطرح ... مگر مین باندہ کے رکھا عبث گہر کیطرح
نہ پوچھو عالم شوق دلی مرا ناصح ... جہانکا قصد کیا جا پڑا نظر کیطرح +
یقین ہے مجھے احوال مرگ عاشق کو ... وہ دل لگا کے سنین فتح کی خبر کیطرح
مثال آب روان ایک جا رہا نہ قرار ... بسر ہوئی مری دنیا مین رہگذر کیطرح
مسافرانہ رہا اس سرائے ہستی مین ... چلا پھرا مین زمانہ مین رہگذر کیطرح
تعلقات زمانہ سے جسگھڑی چھوٹا ... سحر مین چین سے سویا مین رہگذر کیطرح

ہمیشہ درپئے دنیائے دون رہا یہ دل — عزیز عیب کو رکھا کیا ہنر کیطرح
مدام عالم ہستی مین حسرت و حرمان — رہی ہین پاس ہمارے دل و جگر کیطرح
دکھائیگا اُسے جسکی چشم بینا ہو — سمایا ہے وہ ہر اک رنگ مین اثر کیطرح
تمھارا موئے میان دلمین چبھ رہا ہے یار — کھٹک رہا ہے رگ جان مین نشتر کیطرح

یہ داغِ عشقِ صنم منتہی ترے خاطر
رہیگا سر پہ ترے حشر مین سپر کیطرح

زر فشان پنجۂ خورشید سے ہے ہمتِ صبح — ہفت اقلیم نے لوٹی ہے بڑی دولت صبح
نور رخ سے ترے ملتی ہے بہت صورت صبح — اسلئے ہوتی ہے دنیا مین فقط عزت صبح
قلقل شیشۂ مے زمزمۂ مرغِ چمن — یار ساقی تھا مجھے یاد ہے کیفیتِ صبح
ہے جوانی سے سوا نالۂ پیری کا مزا — نوبت شام سے خوشتر ہے بہت نوبت صبح
بزم مین رند قدح خوار کی سن او ساقی — جام دنیا مے گلرنگ کا ہے زینتِ صبح
سر کے بل نشہ مین گرنا طرفِ میخانہ — صحبت رند مے آشام مین ہے طلعتِ صبح
عجز پیری کا عجب کیا جو اُسے ہو نہ پسند — سچ ہے مقبولِ خدا ہوتی ہے کیا طاعت صبح
روز فرقت کا تو مر مر کے بسر کرتا ہون — شام سے ہوتی ہے پھر وصل کی شب دہشت صبح
خود فراموش نہ ہو پھر خدا پیری مین — قہر انسان کی خاطر ہے دلا غفلت صبح

جلد آ ہجر کے دن منھ نہ دکھا وصل
منتہی اب کے یہی کھلکے کرو منتِ صبح

ردیف خای معجمہ

یون کیف مے سے ہوتے ہین رخسار یار سرخ — جس طرح گل کھلاتی ہے باد بہار سرخ
روتا ہون یاد مین لب لعلین یار کے — آنکھین نہ کسطرح ہون شبِ انتظار سرخ
ہوتا ہے خون دیکھئے کس کس کا اندنون — مہندی لیے اب تو رہتے دستِ نگار سرخ
لاکھون کے خون سر پہ ہین تیری چھری ہوئے — کیونکر ہو نہ لباس ترا شہسوار سرخ
خون جگر ٹپکتا ہے دن رات آنکھ سے — دامن نہ کسطرح ہو مرا اے نگار سرخ

ردیف دال مہملہ

نگاہِ یار کا مارا ہے ہر بند — کیا ہے عشق نے مجکو نظر بند
ہوئے طوقِ کمر کب ہاتھ میری — ملا کسدن مجھے ایسا کمر بند
یہی کہتا ہے مجھسے ضعفِ پیری — اب آنکھین دید سے دنیا کی کر بند
میرے دیوان کو گورون نے پہاڑا — مرا کتّون نے توڑا ہے جگر بند
نہین کھلتا ہے مجپر راز اسکا — ہمیشہ رہتا ہے کیون اوسکا در بند
میرے دل مین ہے جا طفلِ حسین کی — میری مٹھی مین ہے اچھا گہر بند
نگاہ یار کے آگے ہے یون دل — حضور طفل جیسے مرغِ پر بند
مئے جوشِ جوانی سے یہ آنکھین — رہی ہین بستر دو دو پہر بند
نہ دے ضبطِ فغان کا حکم مجکو — نہ کر صیاد تجکو مرغِ پر بند
ہزارون یارِ صندوقِ لحد مین — کئے دستِ اجل نے نامور بند
کہین چھپتے نہین ہین اہلِ جوہر — کہین ہوتے نہین صاحب ہنر بند
تصور مین رخ و زلفِ صنم کے — یہ آنکھین رہتے ہین شام و سحر بند
نہ پھنستا دامِ الفت مین وہ زنہار — نکرتا منتقی کو گر نظر بند

کی کسنے میری دل مین محبت کی ہوا بند — اس کوزی مین کس شخص نے دریا کو کیا بند
خاموش نہ ہو طالبِ توبہ کی طرف شیخ — للہ کہا مان نہ کر راہ خدا بند
منعم پے دنیا ہے گدا در پے عقبا — وہ اشتر بدمست ہے یہ اسپ ہوا بند
شب دیکھ لیا صبحِ قیامت کا تماشا — جسدم کہ نقابِ بتِ ترسا کا کھلا بند
چھپتے نہین دل مین کبھی اسرار محبت — رکتی نہین مٹھی مین کبھی موجِ ہوا بند
ارمان ہے بہت صبحِ شبِ وصل ہے نزدیک — اے مرغِ سحر چونچ کو رکھیو تو ذرا بند
کب سے دل محزون مین ہے اس زلف کا سودا — مدت سے ہے اس خانہ زندان مین بلا بند
منہ کھولا خود بینا سے تو عقبے نظر آئی — احوال کھلا غیب کا آنکھین جو کین کیا بند

بے ذکر صنم وجد میں کب آئے دلِ زار
پتا نہیں ہلتا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند

جب دن سے ہوا دستِ توکل کا سہارا
اے منتہی اکدم نہ رہا کام مرا بند

دلا لامکاں ہے مکانِ محمدؐ
ہے بامِ فلک آستانِ محمدؐ

ہے فرمانِ حق کا بیانِ محمدؐ
زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ

بدل جو کہ ہے راز دانِ محمدؐ
وہی ہیں وہی وارثانِ محمدؐ

وہ معشوق بے شبہ اللہ کے ہیں
جو ہیں زاہدا عاشقانِ محمدؐ

خدا کا ہوں بندہ خدا کی قسم ہے
محمدؐ کا عاشق بجانِ محمدؐ

سعیدا ذل کو ہے شمعِ ہدایت
ہر اک عضو ہر استخوانِ محمدؐ

نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا
خداوندِ عالم بہ شانِ محمدؐ

گیا سر بلا ہو کے خلدِ بریں کو
جو تھوڑا سا تھا کاروانِ محمدؐ

قطعہ

جسے لوگ کہتے ہیں معراج زاہد
میں سمجھا اسے عز و شانِ محمدؐ

حجابِ محبت ادہر کو تھا حائل
ادہر کو تھا رازِ نہانِ محمدؐ

نہ دیکھا قدم کوئی طاعت سے باہر
ہوا جب کبھی امتحانِ محمدؐ

وہ جنت کے ہیں اور جنت ہے انکی
جہاں تک کہ ہیں دوستانِ محمدؐ

اسے مل گیا قصرِ خلدِ بریں کا
جسے مل گیا آستانِ محمدؐ

نمایاں جو یہ منتہی کہکشاں ہے
فلک پر چڑھی ہے کمانِ محمدؐ

کس کی ہوئی تجکو چاہ قاصد
بدلی ہے تری نگاہ قاصد

راہی ہوا صبحدم وہ مہوش
ہو روے سحر سیاہ قاصد

پتا جو کسی جگہہ پہ کھٹکا
تیرا ہوا اشتباہ قاصد

ماہِ کنعاں سے ہے وہ خوشرو
جسکے مجکو ہے چاہ قاصد

سنتا نہیں وہ کسی کی خودسر
اسمیں تیرا کیا گناہ قاصد

ٹھہرایا وصل بعدِ مدّت — رہیو تا دیر گا قاصد
داغِ دل و نالۂ سحرگاہ — عاشق کے ہیں دو گواہ قاصد
فقروں سے جو لائے اُس صنم کو — کیا ہو تری واہ واہ قاصد
نقدِ دل ہے گرہ میں اپنی — دوں گا تجھے زادِ راہ قاصد
قاصد قاصد پکارتا ہوں — آتا ہے گاہ ماہ قاصد ؎
شاید لایا پیامِ وصلت — آتا ہے جو کج کلاہ قاصد
نامہ ناخواندہ اُسنے پھاڑا — مارا گیا بے گناہ قاصد

پوچھے جو وہ حال منتظمی کا
دکھلانا تو برگِ کاہ قاصد

جا کر پیشِ نگار قاصد — رونا تو زار زار قاصد ؎
دکھلا دے رُخِ نگار قاصد — آئی گل کی بہار قاصد ؎
پیری سے کہی جو اُس سے جا کر — ایسا نہیں کوئی یار قاصد
سودا ہوا زلف دیکھکر کیا — کرتا ہے جو مار مار قاصد ؎
جاتا ہے عدم کو تیرا عاشق — در پر اُسکے پکار قاصد
ہے موت سے سخت تر زیادہ — مجکو ترا انتظار قاصد ؎
بلبل سے خوش بیان و خوشگو — بھیجے میں نے ہزار قاصد
جو ہووے مناسب اُس سے کہنا — تجکو دیا اختیار قاصد
اوس آئینہ رو صنم کو سمجھہ کچھ — مجھ سے تو نہیں غبار قاصد
آیا نہ وہ ساقیِ گل اندام — گذری یہ بھی بہار قاصد

اِس بیک نظر نے منتظمی سے
بھیجے ہیں بیشمار قاصد

سہل ہو سہیں کہ ہووے اُسے دشوار پسند — ہے پسند اپنے وہی جو کہ کرے یار پسند
ماہ مرغوب ہے مجھ خوش اطوار پسند — جب سے اِس دل کو ہوئے درہم و دینار پسند

دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا صد حیف
جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند

عشق کا راز عیان کس لئے منصور کیا
حق تو ہے تجکو ہوا آپ سر دار پسند

دہن تنگ کا مضمون رقم کرتا ہون
اندنون مین ہے مجھے عالم اسرار پسند

قیصر روم کو ہو ظل ہما کی خواہش
ہون گدا یار کا ہے سایۂ دیوار پسند

کھچکر رہگیا سو بار وہ قاتل شمشیر
ملک الموت نے مجکو کیا سو بار پسند

دلکو بھائی ہے نقاب رخ رنگین صنم
جب سے کرتا ہون مین گلزار کی دیوار پسند

پُر اثر اشک کسی خوش نہین آتے اے دل
کون کرتا نہین سچ ہے دُر شہوار پسند

مرد بے فیض سے رغبت نکرے کوئی بشر
اس سے بہتر ہے کرے گر کوئی دیوار پسند

دم بھرا کرتے ہو پیری مین حسینونکے مدام
منتقی ہم کو نہین آپکے اطوار پسند

نہ ہوا اہل جنون مجھ سے سوا میرے بعد
رہ گئی وحشت مین خالی مری جا میرے بعد

خار صحرائے جنون نے نہ اُٹھایا سر کو
نہ پھر آکے کوئی آبلہ پا میرے بعد

بیگنہ قتل تو کرتے ہو کھٹکے رکھتے ہین
یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد

خاکساری کو مری پھر نہ کسی نے پایا
عشق کا راز کسی پر نہ کھلا میرے بعد

یاد آئیگا یہ عاصی تمھین اُسدم صاحب
یون کسی اور پہ جب ہوگی جفا میرے بعد

کھینچکر لائیگا اُس شوخ کو تربت پہ مری
کام آئیگا مرا دست دعا میرے بعد

نہ رہیگا یہ ترے حسن کا بیمار سے شہرہ
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

مرے دم تک مرے سفاک کی صفائی ہے
ٹھوکرین کھائینگے پھر جور و جفا میرے بعد

نکہت گل کی صفت اس چمن عالم مین
ماری ماری پھریگی بوئے وفا میرے بعد

خاکساری کو مری یاد کریگی جسدم
منتقی خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد

بناتا باغ مین بلبل کبھی نہ گھر صیاد
اگر وہ جانتا ظالم ہے اسقدر صیاد

نمود قتل سے عاشق کے ہوگئی اسکی
ہوا ہے مار کے بلبل کو نامور صیاد

نہین ہے قدر اُسے اپنی زلف پیچان کی
کہان دام سے رہتا ہے بیخبر صیّاد

اوڑاوین نالونسے ہین ہوش بلبل وگل کے
خدا جو دیوے زبان مین ہے کیا اثر صیّاد

نگاہ یار ہے غمزہ ہے مرغ دلکے لیئے
ہزار دام ہین یہ ایک منت پر صیّاد

پڑے جو عکس کبھی بلبل خوش الحان کا
جلائے آتش گلبرگ تیرا گھر صیّاد

ہے سر غرور اُسے دل مین عجز عاشق کے
زمین پہ صید ہے ہو آسمان پر صیّاد

کرون گا موسم گل مین مین زمزمے عجیب
دکھاؤن گا تجھے اک روز مین ہنر صیّاد

نہ بھول موسم گل پر خزان کا بھی رکھہ دھیان
بنائے صانع قدرت نے خشک و تر صیّاد

وہ عندلیب ہون اے منتقی مین جسکے لیئے
پھرا تلاش مین جسکی ہے عمر بھر صیّاد

قفس مین جبکہ کھلے گی مری زبان صیّاد
نہ پھر سنے گا تو بلبل کی داستان صیّاد

حرم مین شیخ و غل دیر مین برہمن زور
نظر پڑے ہین جہان مین کہان کہان صیّاد

الٰہی بلبل بیدل کا تو ہی حافظ ہے
چمن کا آج ہوا ہے نگاہبان صیّاد

زمانا اہل سخن کا کمال دشمن ہے
ہوا ہے بلبل خوش گو کا آسمان صیّاد

چمن مین لاکے بسایا ہے دام دارونکو
ہوا ہے جان کو بلبل کی باغبان صیّاد

اسیر کرنے کی اسکے کسی نہین خواہش
اکیلا بلبل دل اور اک جہان صیّاد

مذاق نغمۂ بلبل سے آشنا نہ ہوا
ہوئی ہے عمر تری مفت رائیگان صیّاد

ہمیشہ برگ گل تر سے آشیان بھرتا
جو عندلیب کا ہوتا مزاجدان صیّاد

جو ہوئے خسرو گل منتقی سر انصاف
بغل مین گل کے ہو بلبل کا آشیان صیّاد

ڈوب کر نکلا رگ جان مین رخ نشتر سفید
ہوگیا فصاد مجکو دیکھکر یکسر سفید

اسقدر پُر نور رہتا ہے رخ دلبر سفید
دیکھتے ہی جسکو ہوتا ہے مہ انور سفید

تشنہ دیدار ہین اسکے حسینان جہان
یا الٰہی جلد تر ہو روئے آب زر سفید

چہرہ گلرنگ جانان کی عجائب ہے بہار
دیدہ بدبین ہو یا رب صورت مرمر سفید

سایۂ پرور رہون غمِ جانان کا کب سوا لئے
صبح صادق کی طرح منھ ہو دمِ محشر سفید

شخص ظاہر بین کا بد باطن کا یہ احوال ہے
گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر در سفید

شدّتِ گریہ نہین بے وجہ میری زاہدا
ہوگا اس سے نامہ اعمال کا دفتر سفید

عارضِ گلرنگ کی دیکھی جو گلشن مین بہار
کیا عجب ہو جائے رُوئے لالۂ احمر سفید

دیکھکر اُجلا مرے دلکو لگا کہنے وہ شوخ
اِتنے بہتر کوئی دنیا مین نہین ہے گھر سفید

بارہا میرے گلوئے خشک پر پھیرا کیا
رنگ کچھ لایا نہین آبِ دمِ خنجر سفید

غور سے دیکھے اگر روئے صبیح یار کو
منھ ترا ہو جائے غیرت سے مہِ انور سفید

ریش اپنے ریشِ قاضی سے نہین کم منتقی
شکل ماہِ چاردہ گو ہو گیا ہے سر سفید

رہین خلدِ برین مین یارِ احمد
جہنم مین پڑین اغیارِ احمد

پڑھا ہے آیۂ لولاک ہمنے
سُنا ہے برسون ہی اخبارِ احمد

نہ جاؤنگا درِ خلدِ برین تک
رہونگا مین پسِ دیوارِ احمد

مجھے ظلِّ ہُما سے ہے فزون تر
الٰہی سایۂ دیوارِ احمد

سُنا ہے مینے دشتِ کربلا مین
تمامی کٹ گیا گلزارِ احمد

فرشتے پاؤن رکھتے تھے ادب سے
عجب رتبہ کی تھی سرکارِ احمد

نہ ہفت اقلیم کی لوُن پادشاہی
ملے گر دولتِ دیدارِ احمد

طلب کرتے رہے اُمّت کی بخشش
رہے جبتک رہا یہ کارِ احمد

پیمبر پھر نہ آیا بعدِ حضرت
نہ اُٹھا پھر کسی سے بارِ احمد

رہین گے حشر تک قدمون سے لپٹے
رہے ہین جو جہان مین یارِ احمد

نہ کھاوینگے غمِ روزِ قیامت
جہان مین جو کہ ہین غمخوارِ احمد

نکالو میم احمد کا اگر تم
کھلے اُسدم تمھین اسرارِ احمد

زبانِ حق تعالے جانتا ہون
ثنا کرتا ہون جب گفتارِ احمد

جو تھا شبِ وصالِ دلِ زار کا گھمنڈ — ایسا نہ ہوگا بلبلِ گلزار کا گھمنڈ
ساقی ہے یار ہے شبِ ماہِ تمام ہے — زیبا ہے آج طالعِ بیدار کا گھمنڈ
حُسنِ دو روزہ پر ہے اُسے اسقدر غرور — اتنی سی بات پر ہے عبث یار کا گھمنڈ
کعبہ کنشت ایک ہے حق بین کے سامنے — بیجا نہیں ہے کافر و دیندار کا گھمنڈ
پھولے نہیں سماتے ہین جوشِ بہار مین — مین کیا بیان کرون گل و گلزار کا گھمنڈ
اے شاہ تجکو ظلِ ہُما کا غرور ہے — ہمکو ہے اُسکے سایۂ دیوار کا گھمنڈ
تیرے سرِ غرور پہ ہو وے جو بارِ عشق — مٹجائے شیخ گنبدِ دستار کا گھمنڈ
اس معرکہ مین کون صنم فتحیاب ہو — جانبازی کا مجھے تجھے تلوار کا گھمنڈ
سرکش زیادہ یار سے ہے غیر کینہ جو — گل سے فزون مین دیکھتا ہون خار کا گھمنڈ
شاہون کو کبر سایۂ بالِ ہما پہ ہو
ہے منتقی کو سایۂ دیوار کا گھمنڈ

ردیفِ ذالِ معجمہ

وہ پری یار اگر مجھسے منگائے تعویذ — بھیجدون اس دلِ شیدا کو برائے تعویذ
کششِ عشق اگر دل نے مرے کی پیدا — باندھ دونگا تیرے بازو پہ بجائے تعویذ
مرشین دور رہون اغیار تری صحبت سے — اسلئے ہمنے تہِ خاک دبائے تعویذ
دل نہ اُس بت کا پسیجا نہ پسیجا آخر — ہمنے اکثر اُسے دھو دھو کے پلائے تعویذ
دستِ نقاشِ ازل حیف کی جاہے تو نے — سیکڑون خاک مین لکھ لکھ کے ملائے تعویذ
نخلِ مطلب نہ ہوا ایک بھی نقشِ دلِ یار — ہمنے ہر روز بہت لکھ کے مٹائے تعویذ
جگر و دل نہین اوس بت کی کئے نذر مگر — ہمنے پتھر کے تلے جا کے دبائے تعویذ
کر کے مفتون جگر و دل نہین بھیجے تجکو — ہمنے دریائے محبت مین بہائے تعویذ
جلوۂ حسن ہوا وہ ترِ رخِ روشن کا بلند — چاند سورج ترے سر کے نظر آئے تعویذ

غزل

طرفہ تر یہ ہے جب اُس یار کو بھیجا کاغذ — بے پڑھے سامنے قاصد کے جلایا کاغذ
لے اوڑا جبکہ کبوتر مرا لکھا کاغذ — صورتِ کاغذِ بادی نظر آیا کاغذ

وحی آئی کہ مرے یار کا آیا کاغذ — قاصد آیا کہ فرشتہ کوئی لایا کاغذ

صاف سمجھا مُحبتِ عیّار نے دہوکا کھایا — جسگھڑی سے یار نے بھیجا مجھے سادا کاغذ

رازِ دلِ یار کا جسوقت ہوا مجھپہ عیان — مین یہ سمجھا کہ لفافے مین سمایا کاغذ

حالِ اُلفت جو سُنا کاتبِ قدرت نے مرا — دفترِ عمر سے عاصی کے لکھا لا کاغذ

عمر بھر کاتبِ اعمال نے لکھا تھا جسے — بات مین دیدۂ تر نے وہی دہویا کاغذ

حسنِ نیرنگِ صنم کی جو ہین کھنچے تصویر — ہوگیا دیدۂ حق بین مین تماشا کاغذ

صفتِ فندقِ پا تھی جو رقم کچھہ اسمین — چٹکیون مین مرا اُس گل نے اوُڑایا کاغذ

اشکباری کا جو لکھا ہے کسیدن احوال — ہوگیا ہے صفتِ دامنِ دریا کاغذ

شوقِ دیدار تھا لکھا کبھی بوسہ کا سوال — اُسنے چوما کبھی آنکھون سے لگایا کاغذ

حال لکھنے کے لئے یار کے دیوانون کا — چاہئے یہ کہ بنے دامنِ صحرا کاغذ

ایکدن کاتبِ قدرت سے کہونگا چلکر — کس لئے آپ نے لکھا مرا ایسا کاغذ

مشتھی یا جسے کہتے ہین فردِ قسمت
ساتھہ میرے وہ بڑی دور سے آیا کاغذ

خوانِ کرم کی ہے ترے شاہا چشنک لذیذ — ہے اس گدائے دہر کی نانِ نمک لذیذ

قند و نبات و شہد مبارک ہو شاہ کو — چٹکی بھر اس فقیر کو بھی ہے نمک لذیذ

اس دیرِ بے ثبات مین دانا کے واسطے — نانِ جوین مزی کی ہے آب و نمک لذیذ

ای دل عزیز ہے کفِ دستِ سخا ہنوز — خوانِ کرم جہان مین ہو آجتک لذیذ

خواہش سے میری باغِ جہان مین ہر قیمتی — سیب ذقن ہے تیرا مجھے آجتک لذیذ

اہلِ کرم کو ہووے سرِ انکسار بھی — ہوتا نہین طعام کبھی بے نمک لذیذ

دل آتشِ فراق سے پیدا کرے اثر — ہو لطف یہ کباب اگر جائے پک لذیذ

لقمہ حلال کا نہ ملا مشتھی کبھی
ممکن ہوی غذا نہ مجھے آجتک لذیذ

رای مہملہ

مبتلا ہوا بت کا دل بہت صفا ہو کر — سنگ سخت سے ٹوٹا لعل بے بہا ہو کر

آبرو اگر چاہے رہ یہاں صفا ہو کر — ہو گیا عزیز دل آئینہ جلا ہو کر

بارہا ترے در تک آ کے پھر گیا قاتل — بارہا مری حاجت رہ گئی روا ہو کر

زخم بھی ہوئے آسلے جان کے پڑے لالے — کھائے آہوں کے بھالے دل نے مبتلا ہو کر

قتل کر کے قاتل نے رنج و غم سے دی فرصت — بد دعا لگی مجھکو یار کی دعا ہو کر

یار اٹھ گیا ناحق مجھ غریب سے کہہ کر — جسم زار سے نکلا دم مرا خفا ہو کر

خوبی زبان اپنی جان کی ہوئی دشمن — قید میں پھنسا بلبل حیف خوشنوا ہو کر

یار ہو گیا دشمن موم ہو گیا آہن — رہبر ہوا رہزن کیا ہوا ہے کیا ہو کر

گر صفا ہے دل تیرا جامِ جم کی حاجت کیا — دیکھ حال دنیا کا اپنا آشنا ہو کر

میں مجاز سے پہونچا کعبۂ حقیقت کو — وا کیا درِ معنی صورت آشنا ہو کر

بحرِ عشق میں اے دل رہ حباب کی صورت — کام ہے ترا ملنا ذات میں فنا ہو کر

جبکہ یار سے چھوٹا حال دل ہوا پتلا — خاک میں ملا پتا شاخ سے جدا ہو کر

مے بھی ہو چکی اے دل دام بھی نہیں باقی — چند روز مسجد میں بیٹھ پارسا ہو کر

سیر کوہ و صحرا کی ہو اگر تمہیں منظور
منتقی نہیں کچھ اوڑ چلو ہوا ہو کر

سمجھے بیکس کا بھلا ہوتا ہے ساماں کیونکر — دیکھوں طے کرتا ہے خالق یہ بیاباں کیونکر

پھاڑ ڈالوں میں نقابِ رخِ جاناں کیونکر — پھینکدوں کھود کے دیوارِ گلستاں کیونکر

باغباں یار نہ ہو طاقتِ پرواز افسوس — دیکھئے جلکے بہارِ چمنستاں کیونکر

بل یہ ہے دستِ جنوں زور پہ ہے فصلِ بہار — بچ رہیگا مرے ہاتوں سے گریباں کیونکر

کس طرح خالِ سیہ ہو گیا پیدا اس پر — کہا گیا داغ ترا سیبِ زنخداں کیونکر

دیکھ کر اس دلِ پُر داغ کو بولا وہ شوخ — آدمی زاد ہوا سروِ چراغاں کیونکر

چھوڑ کر نعمتِ فردوس کو اے صاحبِ من — آپ دنیائے دنی کے ہوئے مہماں کیونکر

رغبتِ بوس و کنار آپ کو زنہار نہیں — یار نکلیں گے ہمارے کہو ارماں کیونکر

کس طرح شربتِ دیدار میسر ہوگا — دور ہووےگی ہماری تپِ ہجراں کیونکر

نقدِ دل نذر کیا دولتِ ایمان بھی دی
اور کرتا ہے کسی پر کوئی احسان کیونکر

عاشقِ زار سے کہنے لگا ہنسکر شب کو
کہیے صاحب کا ہوا حال پریشان کیونکر

کس طرح ترک کرون دل سے ہوائے دنیا
پھینک دون پھاڑ کے مین دامنِ عصیان کیونکر

وصف کرتے ہین ترے خالِ سیہ کا عاشق
کلمہ پڑھتے ہین کافر کا مسلمان کیونکر

ہو سکی اُس بُتِ کافر سے صفائی کس طرح
یا خدا ہووے گی مشکل مری آسان کیونکر

ہو گیا قبضۂ اغیار مین جانا کس طرح
دیو کے ہاتھ لگا ملکِ سلیمان کیونکر

دلکو خوش کیون نکرے تذکرۂ صبحِ جمال
گل نسیمِ سحر ایسے نہ ہو خندان کیونکر

دیر مین وہ نظر آیا نہ کبھی کعبے مین
منتہی کو مین کہون صاحبِ ایمان کیونکر

ٹوٹے ہی پڑتے ہین عاشق لوگ حسنِ یار پر
لوٹ سی ہے لوٹ اُسکی دولتِ دیدار پر

جان دیتا ہے ہر اک عاشق نگاہِ یار پر
اندنون کیا بھیڑ ہے اُس ترک کی تلوار پر

لوٹ ہے دل آجکل اپنا نقابِ یار پر
آشیان بلبل کا ہے گلزار کی دیوار پر

برق کا عالم ہے چتون پر نگاہِ یار پر
آجکل تلوار پڑتی ہین وہان تلوار پر

پھر کھنچا سرمہ کا ڈورا لو نگاہِ یار پر
خیر ہووے باڑھ پھر رکھی گئی تلوار پر

چھا گیا ہے گیسوئے شب گون رخِ دلدار پہ
شام کا ڈاکہ پڑا ہے دولتِ دیدار پر

بارِ اُلفت جب نہ اوٹھا نقش جبہ مین آگئے
بوجھ یہ رکھا گیا بندہ کے جسمِ زار پہ

کوئی سرکش اُسکو کہتا ہے کوئی اہلِ غرور
باندھنو باندھے ہین کیا کیا یار کی دستار پہ

زندگانی کا بھروسا عہدِ پیری مین نہ کر
جا ٹھے تکیہ نہین گرتی ہوئی دیوار پر

آمد و رفتِ نفس سے ہے ثباتِ زندگی
یہ خبر ہے دور کی آتی ہے ہر دم تار پہ

چشمِ جانان کو محبت کی نظر سے دیکھئے
رحم لازم ہے بشر کو مردمِ بیمار پہ

رو ہی بیٹھے گا صنم آخر بہارِ حسن کو
اوس سی پڑ جائیگی تیرے تختۂ گلزار پہ

یار تل بھر جو کہ ہے نورِ مروت سے تہی
آنکھ وہ منھ پر نہین اک نقش ہے دیوار پر

عہدِ پیری مین پیامِ وصل بھیجا ہے اگر

منتہی مین لوٹتا ہون آپ کے کردار پر

موئے مژہ سے ہے کہین باریک تر کمر — کرتی ہے مجھسے کار سِپر نیشتر کمر
بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیمجان — زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو — موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر
بہتر خفی ظہور نہ پکڑے تو خوب ہے
اے منتہی خموش رہو دیکھکر کمر

بہار آئی ہے بلبل ٹوٹتے ہین گلکو داماں پر — خوشی دست جنون کو ہے مصیبت ہے گریبان پر
جہان نیرنگ حسن یار کا جلوہ ہے او زاہد — مسلمان کرتے ہین ہندو یہ وہان ہندو مسلمان پر

ولہ

کہتا ہون جو دردِ ہجر جا کر — کہتا ہے کہ ضبط کی دوا کر
پیا سے مجھے عاشقی جتا کر — مارا ہے مجھے یار نے لگا کر
مسند کیسی کہان کی قالین — اس یار کے دل مین اپنی جا کر
چلتے ہوئے مجکو دیکے مٹی — راہی ہوئے خاک مین ملا کر
پھر دیکھہ جمال یار آئینہ — آئینہ دل کو تو صفا کر
کہدے کوئی صانع ازل سے — مجکو نہ بگاڑ تو بنا کر
بوسہ دو بار زلف کا یار — مر جاؤنگا ورنہ زہر کہا کر
کہتا ہے مسیح تجکو عالم — درد فرقت کی کچھہ دوا کر
گو یہان نہین وہ نظر مین آیا — دیکھونگا عدم مین اسکو جا کر
چونکے نہ عدم کے سونے والے — شانہ مین تہکا ہلا ہلا کر
رخصت کیا جا سے گلی سے — بھیجا مجھے خاک مین ملا کر
شبنم کی طرح سے مجھے رولایا — غنچے کی طرح سے مسکرا کر
دنیا سے دنی نے تجھے بھی ہنز — چھوڑا سو بار آزما کر

ولہ

کیا خوش ہین حسین مجھے ستا کر — سمجھون گا عدم مین انسے جا کر
گو سے سبقت جو چاہے لیجائو — سر کو رہِ یار مین فدا کر
بیٹھے ہین منتظر عدم کے — سرمایۂ عمر کو لٹا کر
قاتل نے شکلِ زخمِ تازہ — رلوایا خون سے مجھے ہنسا کر

پیری مین بتون سے خواہشِ وصل
اے منتقی اب خدا خدا کر

یہی مقبول تو میری دعا کر — جوانی ایک بار ہی پھر عطا کر
قدم پہ اُسکے رکھہ دے سر جھکا کر — نماز پنجگانہ یون ادا کر
کہا جب عرضِ حالِ دردِ فرقت — کہا منھہ پھیر کر اُسنے لبکا کر
نظر آتا ہے تجکو صورتِ یار — صفا آئینہ سے دلکو صفا کر
تو کرتا ہے گدا کو شاہ اکثر — کبھی میری بھی حاجت کو روا کر
وہ ایسا کونسا تھا سحر پرداز — لے آیا جو یہان مجکو لگا کر
غمِ فرقت ہو یا ہو شادیِ وصل — دلا ہر حال مین شکرِ خدا کر
جوانی سے لیکے کیون پیری عطا کی — بگاڑا کس لئے مجکو بنا کر
خفا ہو کر بگڑ کر مل گیا یار — چراغِ زیست ٹھہرا جھلملا کر
پسندِ یار ہونگے گر مرے اشک — ملین گے چشمۂ کوثر مین جا کر

اگر جویا ہے یارِ باوفا کا
خدا را منتقی اپنی دوا کر

تم سو و چپل چپل کے سارے پلنگ پر — ہم بھی پڑے رہین گے کنارے پلنگ پر
دیکھا کیا میں ذرۂ افشان کو تا سحر — گنتا رہا مین رات کو تارے پلنگ پر
ہوگا یقین تختِ سلیمان کا بیگمان — آئیگا وہ پری جو ہمارے پلنگ پر
تیرے فروغِ حسن کے باعث ہوے شرر — گل تکیہ بن گئے تھے ستارے پلنگ پر
دلکو یقین تختۂ سنبل کا ہو گیا — پھیلائے تمنے بال جو سارے پلنگ پر

کمسن ہے چھپ کے غیر سے آیا ہے رات کو ۔۔۔ سویا نہ میرے خوف کے مارے پلنگ پر
ایسے ہی نالے اس دل پر داغ نے کئے ۔۔۔ گویا ہزار تیر ڈکارے پلنگ پر
کیا حال ہوگا اسد دل امیدوار کا ۔۔۔ جب وہ کہین گے آؤ ہمارے پلنگ پر
بوسے لئے ہین عارض عالی دماغ کے ۔۔۔ توڑے ہین آسمان کے تارے پلنگ پر
دفرقت سے ہنسکی پھلتا ہون شب بھر کھلے کھلے ۔۔۔ کھانے لگا ہے اب تو سہارے پلنگ پر

رکھنے دیا نہ ہاتھ نہ کی بات منفعتی
ایسی ہی اسنے پاؤن پسارے پلنگ پر

سرہ الفت کی چال ہے کچھ اور ۔۔۔ اس روش کا مال ہے کچھ اور
یار کی بول چال ہے کچھ اور ۔۔۔ عندلیبون کا قال ہے کچھ اور
زلف پرخم مین جو پھنسا اسکی ۔۔۔ بخدا اسکا حال ہے کچھ اور
موسم گل ہے جوش سودا ہے ۔۔۔ اندنون اپنا حال ہے کچھ اور
کر نہ اظہار عشق اے دل زار ۔۔۔ اس سخن کا مال ہے کچھ اور
قامت یار باغ ہستی مین ۔۔۔ باغبان وہ نہال ہے کچھ اور
یار کی گر روش ہے ہم سے جدا ۔۔۔ اپنی بھی چال ڈھال ہے کچھ اور
مہر و مہ سے کبھی نہ دون تشبیہ ۔۔۔ وہ تو صاحب جمال ہے کچھ اور
حال منصور سے کھلا یہ حال ۔۔۔ عاشقی کا کمال ہے کچھ اور

قاصد یار جب سے آیا ہے
منفعتی تو نڈھال ہے کچھ اور

کوئی کہے صانع ازل سے یہ اتنا پیغام میرا جاکر
بگاڑنا تھا سے مینے تیرا بیا رے بگاڑا مجکو عبث بنا کر
بشر سے کیا چیز زندگی تھی یہ بات پوچھون مین کس سے جاکر
جو گنج قارون کیطرح رکھا زمین اندر چھپا چھپا کر
سہی تقاضائے شوق دل ہو تو کہئیے قاتل سے سر جھکا کر

ہے نقدِ جان دین تیغ الفت تو اپنے ہاتون اسے ادا کر
یہ قول ہے رندِ مشربان کا جو ملک کہتے ہین جاودیان کا
فروغ چاہے جو دو جہان کا تو دل سے حرص و ہوا ہوا کر
ہے اسقدر زندگی کا وقفہ تو سن لے بھر جا نہین شا ہا
ہزار تجھسے حباب آسا مٹے ہین سر کو اٹھا اٹھا کر
کہا جو پیری مین رازِ الفت تو ہنسکے بولے تری حماقت
بتون سے اب ہے وفا کا طالب خدا خدا کر خدا خدا کر
جہان مین آیا ہے موسم گل بھرے ہین ہر سمت شیشۂ مُل
مین سن رہا ہون صدائے قلقل حرم مین زاہد پڑا لپکا
جوانی لیکر عطا کی پیری وہ ایسی تقصیر مینے کیا کی
کھون گا محشر مین کیا دغا کی بگاڑ ڈالا مجھے بنا کر
تلاش دنیا مین عشق بازی اسی کو کہتے ہین جالسازی
جو تو ہی فاسق و یا نمازی دماغ بگڑا ہے جا دوا کر
لحد مین رکھکر نہ پھر کے دیکھا بہت سا ہنسے اونہین پکارا
عجب تھے یہ آشنا جہان کے چلے گئے خاک مین ملا کر
اودھر جو قاصد گذر ہو تیرا تو اُس سے پیغام کہیو میرا
جو تیرا بیمار منتظر تھا معاف اوسکا کہا سنا کر

کمر کو باندھ ہے کس لئے اموالِ دنیا پر
چڑھا ہے استیمن منعم ہے کیون دست تمنا پر
چمکتی افشان ہے پیشانی پہ آئینہ مقابل ہے
یقین ہے چاندنی دیکھوگے کیا جاجا کی دریا پر
شراب لالہ گون جب سے بھری ہے آستین ساقی نے
مجھے گلدستہ کا عالم نظر آتا ہے مینا پر
خزان نے دامن گل کی اوڑائین دھجیان کیا کیا
چمن مین لوچی ہین صبا نے بلبل کے کیا کیا پر
بہارِ گل ہے زورون پر جنون پھر کر رہا ہے مل
چڑھائے بھر ہوئے دیوا نو تکی دامانِ صحرا پر
نہ ڈر تھا روز محشر کا نخواہش تھی کسی شے کی
لے آیا آبِ دانہ حیف ہے کسجا سے کس جا پر

یہان جو جو کہ ہین خدمتگذار اُس یار جانی کے
رہین گے باغ رضوان مین حکومت ہوگی رضوان پر

نہ کی تاثیر پیدا آج تک اشکِ مسلسل نے
نہ پھونچا ہاتھ اپنا آجتک عقد ثریا پر

اُسے بھکا کے دی ایذا مجھے ابلیس خصلت نے
خدا کا قہر ٹوٹے گا کسیدن میری اعدا پر

دل آگاہ ہے آگاہ ہفتاد و دو ملت سے
عیان ہے راز حسن یار لیکن چشم مینا پر

ولہ

عشق کی رہ نہ ملی طالبِ دنیا ہو کر
رتبہ اعلی کا نہ حاصل ہوا ادنا ہو کر

دل صفا خیر ہوا یار کا شیدا ہو کر
قطرہ ہتا ہے گہر واصل دریا ہو کر

بگڑی اُس سے شب وصلت نہوا بوس و کنار
تشنہ تر رہ گیا مین واصل دریا ہو کر

حال قارون پہ نظر کر تو ذرا او منعم
خاک حاصل نہ ہوا مائل دنیا ہو کر

خاکساری تری کوچے کی پسند دل ہے
آرزو ہے کہ رہون نقش کف پا ہو کر

کوڑی کوڑی پہ کبھی دانت نہ رکھنا اپنا
ہڈیان تو نہ چبانا سگِ دنیا ہو کر

حسن نیرنگِ صنم کا تجھے تا حال کھلے
غور سے دیکھ ذرا دیدہ بینا ہو کر

گردش چشم صنم کا تو ہوا آوارہ
کیون دلِ زار مرے پس گیا دانا ہو کر

منتہی جلوۂ جانان نظر آئے اُسوقت
شکل آئینہ رہے دل جو مصفا ہو کر

عاشقِ زار کو قتل او ستم ایجاد نکر
کام کا جو کہ ہو بندہ اُسے آزاد نہ کر

تنگ فرقت سے جوانی مین نہ کر او ظالم
موسم گل ہے قفس مین مجھے صیاد نہ کر

مجکو محروم اُٹھا نا نہ در جانان سے
گلشن خلد برین گلشن شداد نہ کر

وصل کے بعد نہ ہو درد جدائی یارب
شادمان جو کہ ہوا ان اُسے ناشاد نکر

نقش کر صورتِ دلدار کو لوح دل پر
عجز مانی سے نہ کر منت بہزاد نہ کر

ہنسین جائیگا کبھی دل سے جنون پختہ
منتہی مان کہا منت حداد نہ کر

ردیف زاے معجمہ

جو گرد رخ ہے خطِ یار سبز
ہوا ہے پھلوں سے گلزار سبز

وہ ہے اُس یار کا گلزار سبز
گلوں پر ہیں جہاں کے خار سبز

تمھارے عشق گیسوے سیہ سے
نہیں ہوویگا زہر مار سبز

رُخِ سادہ حسینوں پر ہے غالب
گلوں پر ہے گل بیخار سبز

شباب آیا اوسے اغیار ہیں خوش
کھلے ہیں گل ہوئے ہیں خار سبز

حضورِ چشمِ مستِ یار ناصح
نہ ہوگا خانۂ خمار سبز

یہ بُت باتوں سے میری اوڑ چلے ہیں
ہوا سے ہوتے ہیں اشجار سبز

نہیں اُس سبزۂ خطِ صنم سے
نہ ہوگا سبزۂ زنگار سبز

الٰہی قدر ہو اہلِ سخن کی
رہیں اشجار میوہ دار سبز

رہیں آباد اسے دل اہلِ ہمت
رہیں اشجار سایہ دار سبز

سُنے یارب نہ وہ اعدائے دوراں کی
زمانے کے نہ ہوں بدکار سبز

بتوں کی بابِ عالم میں ہوا ہے
ہوئے ہیں صاحبِ زنار سبز

بہار آئے چمن میں جوشِ گل ہو
رہیں یارب ترے میخوار سبز

پئے عشاق مہ کی چاندنی سے
ہے اُسکا سایۂ دیوار سبز

پڑھا ہے سبزِ حسنِ یار کا وصف
ہوا ہے منتھیؔ ہر بار سبز

سایہ کی طرح رہا منزلِ دلدار کے پاس
در کھٹکا تو میں ٹھہرا کبھی دیوار کے پاس

حلقۂ زلف کے نزدیک ہو وہ روئے صبیح
قدحِ شیر دھرا ہے وہیں مار کے پاس

حال فرقت جو کبھی اُس سے کہا رو رو کر
رک کے کہنے لگا چل جا کسی غمخوار کے پاس

دور بین چشم ہے جسکی اُسے ہوگی معلوم
وہ نزاکت جو ہے ایدل کمر یار کے پاس

حال کھلتا نہیں کچھ دل کی گرفتاری کا
پوچھنے چل کے کسی مرغِ گرفتار کے پاس

گرمیٔ عشقِ صنم جب سے خوش آئی دل کو
ہو سکے نکلا نہ کبھی سایۂ دیوار کے پاس

ہو فنا یار کے نزدیک نہ پھٹکے زنہار
رہا سے اتر کے بیٹھے کبھی دیوار کے پاس

اپنی قسمت کا نوشتہ نہین سمجھا جاتا — اسکو لے چلئے کسی عالم ہوشیار کے پاس

قلقؔ بلبل شیدا کا خدا حافظ ہے
جھونپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

ردیف شین

ہمیشہ رہتی تھی کیون زلف فتنہ زا کی تلاش — یہ کیا سمائی ہے دل مین کہ ہے بلا کی تلاش

ملا نہ ایک بھی معشوق نیک خواب تلک — تمام عمر رہی یار باوفا کی تلاش

گئی نہ دیر مین بھی جستجو حرم کی کبھی — بتون کے عشق مین بھی یہان رہی خدا کی تلاش

خدا دکھائے گا وصلت کا دن شفا ہوگی — عبث ہے اس دل بیمار کو دوا کی تلاش

نہین ہے اور کوئی فکر قلقؔ مجھکو
جہان کی سیر مین لیکن ہے آشنا کی تلاش

کر رہا ہے پیش مینا بزم مین پیمانہ رقص — یا حضور شمع کرتا ہے کوئی پروانہ رقص

کونسی زہرہ جبین رشک پری کی ہے تپش — کر رہا ہے ایک مدت سے دل دیوانہ رقص

صاف ہوگا کوچۂ گیسو اسے آیا شباب — اب دل صد چاک کی جا پر کریگا شانہ رقص

ساغر مینا سے اپنے ساقیا ہو ہوشیار — ہو مئے الفت چڑھی کرتا ہون مین مستانہ رقص

دیکھکر بھولا برہمن بتکدے مین حرکت مست — آج کرتا ہے یہ کافر کیا ہی استادانہ رقص

وجد مین یہ دل ہے چشم یار نگران ہے کمال — بزم مین کرتا ہے گویا شیشہ و پیمانہ رقص

کھینچکر تلوار لپکا پھر طرف عشاق کے — فتنے سے پھر کرنے لگا ہے یہ مرا مردانہ رقص

ہر طرف دوڑا یہ دل آ آکے وجد و شوق مین — مین یہ سمجھا کرتا ہے شاید کوئی دیوانہ رقص

چلتی ہے باد بہاری مست ہین مرغان باغ — کیا عجب کرنے لگے وہ ساقی مستانہ رقص

لوٹتا ہے آج زاہد وجد مین ہین شیخ و شاب — کس کی خاطر کر رہے ہین عاقل و فرزانہ رقص

دیکھ لے گر اک گھڑی وہ نور حسن یار کو — شمع محفل مین کریگی صورت پروانہ رقص

شاخ گل جب دم ہلاتی ہے صبا گلزار مین — مین سمجھتا ہون کہ کرتا ہے کوئی جانانہ رقص

فصل گل ہے بزم مین جام سبو کا دور ہے — کر رہا ہے ساقیا پھر ساکن میخانہ رقص

دل سے کرتا ہون طواف خانۂ پیرِ مغان　　　یاد رکھہ ساقی اسی کو کہتے ہین زندانہ رقص
آج کس رشکِ فلاطون کی ہے آمد منتقی　　　کر رہے ہین شوق دل سے عاقل و فرزانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

ساتھہ پردون مین یہ اُس مہ نے چھپایا عارض　　　تا قیامت نہ دکھایا نہ دکھایا عارض
اُس بھبوکے کو ہوا جب نشۂ صبح وصال　　　گلِ خورشید کی صورت نظر آیا عارض
گر گیا دل سے مرے مہرِ فلک ماہِ منیر　　　جگمگی یار کا روشن نظر آیا عارض
ماہ ہے داغ بدل مہرِ فلک جلتا ہے　　　دستِ قدرت نے ترا ایسا بنایا عارض
مین یہ سمجھا کہ نہان ابر مین ہے ماہِ منیر　　　سبزۂ خط مین جو مجکو نظر آیا عارض
سامنے اُسکے یہ بیرنگ ہین گلہائے چمن　　　ایسا رنگین ید قدرت نے بنایا عارض

ردیف طائے مہملہ

کیونکر کرون نہ قاصد دلبر سے ارتباط　　　کس کو نہین ہے اپنے پیمبر سے ارتباط
بے دیکھے کیا پڑا ہے مرے سر سے ارتباط　　　لڑکون کو ہے جہان کے پتھر سے ارتباط
دلکو نہین ہے قامتِ دلبر سے ارتباط　　　قمری کو ہو گیا ہے صنوبر سے ارتباط
سنتا ہے منعمون کی بہت ہی وہ لا سچے　　　شاید ہے اندنون ہن اُسی زر سے ارتباط
ہوئیگی میرے اشکِ موثر کی آبرو　　　ہوئے تو گوش یار کو گوہر سے ارتباط
کچھہ وہیان اندنون مین ہے ابرو یار کا　　　شاید گلی کو ہے مرے خنجر سے ارتباط
دنیا کے مالدار سے عاشق کو کیا غرض　　　ہوتا نہین گدا کو تونگر سے ارتباط
اُس حال کی نہین ہے فرشتے کو بھی خبر　　　جو کچھہ رہا ہے یار و پیمبر سے ارتباط
اُلفت ہے اندنون بت سفاک سے مجھے　　　رکھتا ہون ایک مرد دلاور سے ارتباط
دنیائے دون پرست کو مجھسے گریز ہے　　　کیا ہو زن خبیث کو شوہر سے ارتباط
کیونکر حسین نہ حسن کی دولت کرین عزیز　　　ہوتا ہے مسکون کو بہت زر سے ارتباط
وہ دل تعلقات زمانے سے دور ہے　　　جسکو ہے کچھہ مذاقِ قلندر سے ارتباط

رکھا ہے جب سے کوئے توکل مین پاؤن کو

رہتا ہے منتہی کو مقدر سے ارتباط

وصل مین ہے قدم یار سے ربط — سرکو ہے ہجر مین دیوار سے ربط

تجکو جام مئے گلنار سے ربط — مجکو ہے دیدۂ خونبار سے ربط

سادہ رو یار سے ممکن ہے وصال — آجکل ہے گل بیخار سے ربط

حلقۂ دام بلا ہین دونون — دل نہ رکھہ سبحۂ زنار سے ربط

زمزمے کرتا ہون بلبل کے پسند — ہے مجھے یار کی گفتار سے ربط

عاشق روئے صنم ہے جو یہ دل — اسلئے ہے گل گلزار سے ربط

بیٹھے ہین سرکو جھکائے عاشق — ہے جو سفاک کو تلوار سے ربط

حسن نیرنگ پہ ہے زیبا زلف — کیسا طاؤس کو ہے مار سے ربط

اُس مسیحا سے یہ کہنا قاصد — ہے دوا کو ترے بیمار سے ربط

دہن یار پہ دل ہے مائل — ہے مجھے عالم اسرار سے ربط

مفلسون کی نہین سنتا ظالم — جب سے ہے درہم و دینار سے ربط

زلف ہے مصحف رخ کے نزدیک — ہے عجب کافر و دیندار سے ربط

دل کو ہے چشم خماری مرغوب — ہے مجھے خانۂ خمار سے ربط

قاصدونکا مین کرون منھ میٹھا
ہو جو اُس لعل شکربار سے ربط

ردیف ظای معجمہ

ہے آپ کو ضرور دل زار کا لحاظ — کیسے مسیح ہو نہین بیمار کا لحاظ

عاشق ہین ایک گل بھی نہ توڑینگے باغ مین — دل مین رہیگا بلبل گلزار کا لحاظ

دم بھر رہا ہے دل مرا حسن ملیح کا — تمکو بھی ہے ضرور نمکخوار کا لحاظ

نالون نے آسمان کو ملا دیتے خاک مین — ہوتا نہ اپنے دل مین اگر یار کا لحاظ

آنسو جو ٹپکا چشم سے دامن مین لے لیا — پیش نظر رہا دُر شہوار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

کل کی شب اک بزم مین مطرب تھو خوش آہنگ و شمع
آج وہان ٹوٹے پڑے دیکھے رباب و چنگ و شمع

رکھ کے انگلے جوہر آئینہ پہ بولا وہ بت
گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو موج بحر گنگ و شمع

گردن مینا مین دست ساقی گلفام تھا
شام سے دیکھا کیا تا صبح بندہ چنگ و شمع

کس طرح تشبیہ دون مین فرق نور و نار ہے
کس طرح مین ایک سمجھون وہ رخ گلرنگ و شمع

وہ سر بازار عریان بزم مین یہ بے حجاب
ایک پانی کے گھڑے ہین عاشق بے ننگ و شمع

زمزمے کیا کیا کئے ہین دلنے پیش روی یار
شام سے تا صبح تھا اک شخص خوش آہنگ و شمع

دیکھکر انگشت فندق اپنی یہ کہتا تھا وہ
ہے عجب اک شاخ سے نکلا گل او رنگ و شمع

ہجر کی شب داغ الفت سطح تھا ناگوار
عالم تنہائے مین جیسے کوئی دل تنگ و شمع

برق و انجم ہو میسر تجکو اے گردون دون
ہے ہماری بھی بغل مین یار شوخ و شنگ و شمع

کہتے ہین شیشے کو شاعر شمع مینا تھی
سخت حیران ہون یہ سمجھے ایک کیونکر سنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عنصر یہ چار پاس مرے ہین وہ چار باغ
صدقہ کرون جہان کے جن پہ ہزار باغ

ہلتے نہین ہین شاخ گل و لالہ متصل
شاید کسی کے واسطے ہے بیقرار باغ

نکھرا ہوا ہے یار چمن سے ہرا بھرا
کیسا ہی اندنون مین ہے باغ و بہار باغ

شبنم جو چشم گل سے ٹپکتی ہے صبحدم
یارب یہ کس کے واسطے ہے اشکبار باغ

صیاد کی گزند سے گلچین کے جور سے
چھاتی پہ اپنی رکھتا ہے ہر دم غبار باغ

ہر اک چمن مین طرۂ شمشاد ہے بلند
رکھتا ہے اندنون مین سر افتخار باغ

رنگین اداؤن سے تری کیا مثال دون
یکسو تری ادائین ہین یکسو ہزار باغ

آنکھین کھلین گلون کی ہوائے بہار سے
خواب عدم سے یعنے ہوا ہوشیار باغ

آئی بہار گل کی جو ہین جانب چمن
راز نہان کو کرنے لگا آشکار باغ

جسدم خیال اوس رخ رنگین کا آ گیا
منہ سے نکل گیا میری بے اختیار باغ

فردوس و خلد و حور مبارک ہو شیخ کو
کافی ہے منتقی کو ترے رخکا یار باغ

ردیف فا

کھل گیا مجھ پہ جو رخ پیر صاف — ہون عدم کے خواب کی تعبیر صاف

وصل گل کی دھوم ہے او شاہ حسن — حکم دے ہون خانۂ زنجیر صاف

چودہوین کا چاند کہتے ہین جسے — ہے جوانی کی تری تصویر صاف

دل نے سن کر نغمۂ بلبل کہا — ہے اسی گلرو کی یہ تصویر صاف

ناوک مژگان جسے کہتے ہین لوگ — ہے قضا کا عاشقون کے تیر صاف

لوگ کہتے ہین جسے ماہ تمام — ہے تمھارے حسن کی تصویر صاف

ولہ

دیکھے گا کب وہ عالم ایجاد کیطرف — دیکھا ہے جسنے حسن خداداد کیطرف

کھینچا اس آب و دانہ نے صیاد کیطرف — تقدیر لے گئی مجھے جلاد کیطرف

گلشن مین عکس قامت جانان کو دیکھکر — دیکھا کیا مین پھرون ہی شمشاد کیطرف

آئینہ دیکھکر صنم بے مثال نے — دیکھا غضب سے مانی و بہزاد کیطرف

زاہد کو اپنے کنج عبادت پہ ناز ہے — اپنی نگاہ ہے تری امداد کیطرف

ناصح سوائے نالہ و افغان و آہ کے — ہوئے گا کون عاشق ناشاد کیطرف

حور جنان بغل مین سمجھتے ہین رند پاک — کرتے ہین دھیان جب تری امداد کیطرف

گر جانتا کہ یار رہین نا آشنا تمام — آتا کبھی نہ عالم ایجاد کیطرف

دل خط و خال قاتل عالم پہ لوٹ ہے — ہم ذبح دیکھتے ہین جوہر فولاد کیطرف

تجویز گر لباس کرون مین برائے زلف — کالے کی کینچلی سے بناؤن قبائے زلف

ہوشیار رہ یار مصحف رخ تک نہ آئے زلف — حد اوس سے دیکھ کہین بڑھ نجائے زلف

اے یار زیر پا کہین جھک کر نہ آئے زلف — بگڑی نشہ ہو گی کہین بن نجائے زلف

مقراض سے سوا مرے منہ مین زبان ہے — معلوم ہو جو بڑھ کے ذرا دم ہلائے زلف

اندھیر کے سوا نہین کچھ سوجھتا اونہین — نا آشنا جان کے ہین آشنائے زلف

وہ باندھے ہوا نہ جلین کالون کے چراغ — وہ پیچ ڈالئے کہ بہت پیچ کھائے زلف

دیکھیں ہیں ایسے پیچ بہت سے جہان کی
ایسی لگی ہوئی ہے بہت سے ہوائی زلف

مارسیہ کو گنج کے قربت ضرور ہے
اسواسطے ہے پاس ہی رخ کے جائے زلف

ہیں اسکے دام میں دل پر داغ سیکڑون
ہر روز چاہیے کہ نیا گل کھلائے زلف

دل سے نکل رہے ہے جو یہ آہِ پیچدار
یعنے میانِ نی میں کرون گا تماشائے زلف

دیکھے بہارِ سنبلِ تر گر یہ باغ میں
زنجیر تمہارے سر کی قسم ٹوٹ جائے زلف

چھاتی پہ سانپ سا جو مرے لوٹتا ہے آج
شاید کہ دل ہوا ہے مرا مبتلائے زلف

طرارِ نیکے یہ جو اگر چرخ پر چڑھے
دزدِ دلی سے مرے کہان اوڑ کر جائے زلف

پھر بہار گل گئی شاید گلستان کی طرف
کھینچتی ہے پھر مجھے وحشت بیابان کیطرف

دیکھتا ہے دل مرا یون روئے جانان کیطرف
دیکھتا ہے جسطرح بیمار درمان کیطرف

ہاتھہ دوڑے موسمِ گل میں گریبان کیطرف
پاؤن پھر وحشت نے پھیلائے بیابان کیطرف

گل شگفتہ دیکھکر گل کو چمن میں یار نے
پھر وہی دیکھا ہے میرے زخمِ خندان کیطرف

موسمِ گل کیا ہوا چکر میں ہے دستِ جنون
سوئے دامان گاہ ہے گاہے گریبان کیطرف

اس دلِ پر داغ میں کثرت ہے جیسی آہ کی
دیکھتا ہے غور سے شیرِ نیستان کیطرف

زمزمے بھولا ہے دل آہ و فغان کا ورد ہے
لیچلو اکدن اسے مرغِ خوش الحان کیطرف

کیا کسی کے روئے رنگین کا مجھے ہوتا ہے عشق
دل کھنچا جاتا ہے کیون از خود گلستان کیطرف

کیا خوشی ہوتا ہے ظالم کرکے کارِ ناصواب
دیکھکر ہنستا ہے میرے زخمِ خندان کیطرف

اوڑ گیا ہے وہ پری وش پاس سے مدت ہوئی
ڈھونڈنے چلکر اسی ملکِ سلیمان کیطرف

حلقہ ہائے سبحہ و زنار سے دل یہ ڈرا
جا نہ نکلا پھر کبھی گبر و مسلمان کیطرف

محو ہوتا دل سے انکے حضرتِ یوسف کا داغ
ایکدن جاتا اگر تو پیرِ کنعان کیطرف

خاک بھی پایا نہیں یاران رفتہ کا پتا
بارہا بندہ گیا گورِ غریبان کیطرف

دیکھ اپنے گیسوئے پر پیچ کی جانب صنم
دیکھتا کیا ہے مرے حالِ پریشان کیطرف

وامق و فرہاد و مجنون عشق کے ساتھہ تھا

یہ سطری دوڑتے ہوئے جاتے تھے زنداں کی طرف

جگھڑی تجکو ہوئی حسن کی جاگیر معاف
بہر عشاق ہوا خانۂ زنجیر معاف

وہ جنون مانگتا ہون خسرو گل سے چلکر
عمر بہر جس سے کہ ہو زحمتِ زنجیر معاف

دار منصور کو فرہاد کو تیشہ بخشا
بہر عشاق نہ کی عشق کی تعذیر معاف

کونسی تھی وہ نہین حکم مین تیرے دلبر
رنج و راحت ہے تیری ذات سے تقصیر معاف

تیرے لکھنے سے اُٹھاتا ہون مین ایذا ناحق
نہ کرونگا بخدا اکا تبِ تقدیر معاف

غیر مرتھی تری کچھ منھ سے جو نکلا میرے
کیجیو اُسکو تو اے بانئے تقریر معاف

سینہ حاضر ہے مرا دل بھی ہے حاضر بخدا
تجکو اسے دستۂ مژگان کئے سو تیر معاف

عشق بازی نہ گئی دل سے مرے تا دمِ زیست
نہ ہوئی پر نہ ہوئی یہ مری تقصیر معاف

بقدر طاعت ہی ترے پاس نہ ہو دولت عجز
منتظمی ہوئے گی کیونکر ترے تقصیر معاف

دیر و کعبہ یون اگر ہے دو طرف
حق تو یہ ہے ایک ڈر ہے دو طرف

گیسو و ابرو پہ وہ خود لوٹ ہے
یار کی مد نظر ہے دو طرف

سوئے گلشن گاہ سوئے دشت ہو
بلبل بے بال پر ہے دو طرف

جسکو کہتے ہین کفِ جود کرم
رو سکنے کو یہ سپر ہے دو طرف

جاؤن کعبے کو و یا مین سوئے دیر
آج کل قصدِ سفر ہے دو طرف

شوق ہے صحرا کا یا گلزار کا
مجھ سے دیوانہ کا گھر ہے دو طرف

دھیان ہے دنیا کا عقبے کا خیال
اندنون اپنا گذر ہے دو طرف

گاہ ابرو کا کبھی گیسو کا دھیان
یار کی مد نظر ہے دو طرف

خوف عالم اسکو اسکو خوفِ جان
قتل عاشق ایک ڈر ہے دو طرف

گاہ عاشق پر گاہی غیر پر
یار رکھتا کی نظر ہے دو طرف

دیکھتا ہے دل مرا گاہی جگر
یار کی تیغِ نظر ہے دو طرف

جھکتا ہے کعبے پر گاہی دیر پر

منتھی کا ایک سر ہے دو طرف

ہو نہ انسان کو یہان خدا کا خوف ... گر نہ ہوئے وہان جزا کا خوف
کر دلا اُس سے انتہا کا خوف ... جس نشئے کو نہ ہو خدا کا خوف
ہوگی اکروز پرسشِ اقرار ... اس خبر مین ہے مبتدا کا خوف
جی مین یہ ہے پکارتے پھرئے ... ان بتون کو نہین خدا کا خوف
مُکھڑ ی نظر وسنئے ترچھی چتون سے ... وہشتِ جور ہے جفا کا خوف
ڈر ہے فرقت کا تیرے عاشق کو ... جیسے انسان کو ہو قضا کا خوف
پیش عاشق ہے قدر ذکرِ ستم ... جیسے بیمار کو ہوا کا خوف
جب سے دیکھا ہے مارگیسوئے یار ... دلکو ہے میرے کس بلا کا خوف
نہین لیتا ہون جذب ویسے کام ... یار کرتا ہون مین خدا کا خوف
استخوان گر ہین دعوتِ سگِ یار ... دلپہ چھایا ہے پر ہُما کا خوف
تھی جوانی مین دہشتِ پیری ... ابتدا مین تھا انتہا کا خوف
دشمنِ صعب سے نہ ڈر ایسا ... کر غریبون کے بددعا کا خوف
گورکا روزِ حشر کا ناصح ... دل کو رہتا ہے جابجا کا خوف

دشمنون سے کوئی ڈرے لیکن
منتھی کو آشنا کا خوف

تیر کا ہے نہ وہ تبر کا خوف ... یار جو ہے تری نظر کا خوف
قہر چتون غضب ہے تیغِ نگاہ ... یار رکھون کدہر کدہر کا خوف
ڈر ہے دنیا کا وہشتِ عقبے ... مجکو تو ہے ادہر اودہر کا خوف
نام ہے اپنا عاشقِ جانباز ... ڈر کسی کہتے ہین کدہر کا خوف
کوچہ تیغ زن مین عاشق کو ... پاؤن کا ڈر ہے کچھ نہ سر کا خوف
مرضی یار سے ہے کام ہمسے ... خیر کی ہے خوشی نہ شر کا خوف
گھورتے ہین عدوئے بدطینت ... تمکو پیارے نہین نظر کا خوف

دیکھئے کیا جواب خط لائے ۔۔۔ دلکو رہتا ہے نامہ برکا خوف
بڑھ چلین گیسوے رسا تو ترے ۔۔۔ یار رکھہ تو ذرا کمر کا خوف
لب شیرین سے دلکو دہشت ہے ۔۔۔ اس مگس کو ہے کیا شکر کا خوف
بھیگ جاے نہ دامن عصمت ۔۔۔ رکھیو میری بھی چشم تر کا خوف
منتقی بخشے اُسنے جُرم مرے
مٹ گیا دم مین عمر بھر کا خوف

ردیف قاف

اک فقط یار سے جدا ہے عشق ۔۔۔ ورنہ عالم کا آشنا ہے عشق
دشمن رند و پارسا ہے عشق ۔۔۔ ایک کا فر ہے بد بلا ہے عشق
آب ہے آگ ہے ہوا ہے عشق ۔۔۔ ہم سمجھتے نہین کہ کیا ہے عشق
مجھہ سے پوچھے کوئی کہ کیا ہے عشق ۔۔۔ مرض الموت کی بنا ہے عشق
گہہ انا الحق کبھی انا لیلے ۔۔۔ کہتے ہین جکا بے ریا ہے عشق
عاشقون کا ہے دشمن جان سے ۔۔۔ ان حسینونکا مبتلا ہے عشق
عہد طفلی سے ہون فدائے صنم ۔۔۔ میرا چھٹ پن کا آشنا ہے عشق
نان نعمت جو ڈھونڈھتے ہین یہان ۔۔۔ واسطے اُنکے بد مزا ہے عشق
اہل بینش کے واسطے اے دل ۔۔۔ صاف اک جلوۂ خدا ہے عشق
اس جہان خراب کے اندر ۔۔۔ سب فنا ہین مگر بقا ہے عشق
زہد و تقوے ہو زاہدونکو نصیب ۔۔۔ یہان فقط اپنا مدعا ہے عشق
ہجر حسن صنم کا حال نہ پوچھہ ۔۔۔ اُسکا مدت سے آشنا ہے عشق
وہ حسین بر خلاف رہتا ہے ۔۔۔ اندنون ہمسے کچھہ خفا ہے عشق
مارا خسرو کو جان شیرین نے ۔۔۔ ایک مفسد ہے فتنہ زا ہے عشق
بھیجتا ہے پیام وصل حسین ۔۔۔ اندنون ہم سے پھلا ہے عشق
جس سے رغبت نہ ہو حسینون کو

منتقی اوسکو نا روا ہے عشق

جہان مین یون تو ہین بسیار معشوق
مگر اُس سا کہان ہے یار معشوق

تصدق جن پہ ہون بسیار معشوق
ہمارے پاس ہین وہ چار معشوق

چھپا رہتا ہے میرے دلکے اندر
نہایت ہے وہ پردہ دار معشوق

جو اُنے مین سمجھتے تھے مجھے گل
مگر اب جانتے ہین خار معشوق

نہین سنتا ہون قتل عاشق زار
کچھ ان روزون مین ہے بیکار معشوق

بہار آئی ہے پھر اہلِ جنون کا
ہوا ہے لالہ و کہسار معشوق

گیا جوش جوانی آئی پیری
کہان ہے یار خوش اطوار معشوق

اگر بینائی ہو آنکھون مین میرے
نظر آئین در و دیوار معشوق

رخ رنگین پہ دل کیونکر نہ لوٹین
ہر اک بلبل کا ہے گلزار معشوق

رہا جبتک زر و زورِ جوانی
لگی ہی رہتے تھے دو چار معشوق

جوانی منتقی جبتک تھی اپنی
کیا کرتے تھی ہمکو پیار معشوق

سر کرے نذرِ جنون کون سا دیوانہ عشق
کس سے دیکھین ہوا سجدۂ شکرانہ عشق

بیگنہ قتل ہوا کرتے ہین دیوانہ عشق
صرفِ لِتدر ہا کرتے ہین پیمانہ عشق

شور و شر حشر کا جسدن کہ ہوا عالم مین
مین یہ سمجھا کہین بگڑا کوئی دیوانہ عشق

پیشوا منزلِ مقصود کا ہے پیرِ مغان
ساغرِ مے ہے چراغِ رہِ کاشانہ عشق

یہ وہ دل ہے کہ جہان بزمِ تبا لگا ہے خیال
یہ وہ شیشہ ہے کہ جسمین ہے پری خانہ عشق

گو نثر زردہوتے ہی اوصافِ صنم دم نکلا
آ گئی نیند مجھے سنتے ہی افسانہ عشق

یارِ پُرحسن جوانی نے کرم فرمایا
مئے اُلفت سے لبالب ہوا پیمانہ عشق

دلِ بیمار نہ اچھا ہو مسیحا سے کبھی
نہ اُگے آبِ بقا سے جو بچے دانہ عشق

شاد و آباد رہین رندِ خرابات مُدام
مے عشرت سے لبالب رہے خمخانہ عشق

نہ کیا قتل بہت سر کو جھکایا ہم نے
مشقت [?] برباد ہوئی ہمتِ مردانۂ عشق

داغِ سودا ہے مداوائے دلِ اہلِ نیاز
سنگِ طفلاں ہے علاجِ سرِ دیوانۂ عشق

شمع رو یار کا جب دن سے ہے سودا دل کو
بزمِ زنداں میں لقب ہے مرا پروانۂ عشق

منتہی ہے یہ سچ سمجھتا ہوں مذاقِ کونین
منہ لگا ہے میرے جب دن سے کہ پیمانۂ عشق

شاید اُس دل میں اتر کر گئی آہِ عاشق
آج کچھ کج نظر آتی ہے کلاہِ عاشق

دل میں اُس شوخ کی ہوتی نہیں راہِ عاشق
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے گناہِ عاشق

نخوت و کبر او سے اسکو سرِ عجز و نیاز
ہے الگ جادۂ معشوق سے راہِ عاشق

مصر سے دیکھا زلیخا نے مہِ کنعاں کو
تا کجا دور پہونچتی ہے نگاہِ عاشق

داغِ سودا و سرِ عجز جسے کہتے ہیں
یہ دو عادل نظر آتے ہیں گواہِ عاشق

تیغ سے تیز اگر ہے نگہِ یار رہے
تیر کا کام بھی کر جاتی ہے آہِ عاشق

غم و اندوہ و الم حسرت و حرمان افسوس
ہر گھڑی رہتی ہے تیار سپاہِ عاشق

جلوۂ حسنِ رخِ یار کرے گا روشن
گیسوئے یار رسا ہے روزِ سیاہِ عاشق

کششِ عشق و دلِ زار ہے رہبر جسکے
عقل پہنچے نہ جہاں پر وہ ہے راہِ عاشق

پیروی تو نے نہ کی حضرتِ منصور کی یار
منتہی تو نہ چلا حیف ہے راہِ عاشق

ردیف کاف

چڑھی رہتا ہے مری داؤں پہ یار ایک نہ ایک
ہاتھ آ جاتا ہے ہر روز شکار ایک نہ ایک

مر ہی مٹتا ہے ترے کوچے میں یار ایک نہ ایک
اٹھتا رہتا ہے ترے در سے غبار ایک نہ ایک

داغ ابھرتے ہیں کبھی زخمِ جگر کھلتے ہیں
رنگ دکھلاتی ہے ہر سال بہار ایک نہ ایک

قتلِ عشاق ترے کوچے میں ہوتے ہیں مدام
بنتا رہتا ہے ترے در پہ مزار ایک نہ ایک

اشکِ خوں روتا ہوں گاہی کبھی لختِ دلِ زار
اٹھتا ہی رہتا ہے اسدل سے شرار ایک نہ ایک

اسے کہتے ہیں [?] مجھے لوگ سکندر طالع
رہتا ہے آئینہ رو مجھ سے دوچار ایک نہ ایک

نالۂ دل ہے گہے گاہ ہے آہ و افغان — کھل ہی جاتا ہے اُسے اپنا شعار ایک نہ ایک

چھبن تا ہے کبھی دل گاہ جگر وہ ظالم — لٹتا رہتا ہے یہان اپنا دیار ایک نہ ایک

صورتِ لالہ و گل باغِ جہان کے اندر — آہی جاتا ہے ترا سینہ فگار ایک نہ ایک

نالہ کرتا ہے کوئی کوئی فغان ہے پیارے — اُٹھتی ہے تیرے ہی کوچے سے پکار ایک نہ ایک

فکر دنیا ہے گہے دہشتِ عقبٰے گاہی — رہتا ہے سینہ پہ حاجی کے غبار ایک نہ ایک

گہے غماز ترے پاس ہو گا ہے اغیار — گل کے نزدیک رہا کرتا ہی خار ایک نہ ایک

روز و شب مجکو طلسماتِ جہان کے اندر — نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک نہ ایک

منتفی ہوئے کہ ہو وامق و فرہاد حزین
ہو ہی رہتا ہے ترا عاشقِ زار ایک نہ ایک

کون لایا عالمِ ایجاد تک — کس نے پہنچایا مجھے جلاد تک

کون تیری دید کا مائل نہین — دل سے لے آئینۂ فولاد تک

ناصحو مجکو تلاشِ یار مین — لائی قسمت عالمِ ایجاد تک

ہون وُہ لاغر صید باغِ دہر مین — رُخ نہین کرتا ادہر صیاد تک

جاہ و حشمت شاہی و طبل و علم — یہ فقط ہے یار کی امداد تک

شکوۂ جور و جفا اُسکے حضور — کھل نہین سکتے لبِ فریاد تک

فکر و ملت مین تبانِ ہند کی — بھول جاتا ہون خدا کی یاد تک

اُسکا مین طالب ہون جسکے حکم سے — موم ہو وے کوہ سے فولاد تک

ہمت عالی کا اپنی ہون غلام — جو نہین تکلیف دی اُستاد تک

روح کے باعث فروغِ حسن ہے — روشنی ہے خانۂ آباد تک

کون تیری دید کا طالب نہین — مہر و مہ سے کورِ مادرزاد تک

ہون وہ مجنون ناتوان اس دہر مین — ہو پہنچتے مجکو نہین فصاد تک

سخت جانی گر کرون اپنی رقم — ٹوٹ جائے خامۂ فولاد تک

گیسوے پرپیچ کا لکھون جو وصف — بل اُٹھائے خامۂ فولاد تک

منت وزاری کی بھی حد ہو چکی کرچکے ہم نالہ و فریاد تک

منتہی عشق بتان ہند مین
بھول جاتا ہے خدا کی یاد تک

وہ پلادے مے جو بیہون ساقی سرشار تک منکشف ہو جائے جتنے عالم اسرار تک
کیا بیان ہو گردش چشم صنم کا ناصحو دیکھکر جسکو مین آئے گردش دوار تک
گھات مین صیاد و گلچین باغبان ہی برخلاف آجکل مشکل ہے جانا باغ کی دیوار تک
کون دکھلائے گا مجکو دیدۂ مخمور یار کون لیجائے گا مجکو خانۂ خمار تک
اس دل بیمار کی صحبت نے وہ تاثیر کی ہوگئے بیمار تیرے نرگس بیمار تک
اسطرح آیا عدم سے ہو مین ہستی کیطرف جسطرح جاتا ہے کوئی سیر کو بازار تک
قیس کے ذرہ دکے ماتم سے ابتک دہر مین خاک برسر دشت مین روتے ہین سب کہسار تک
اس شراب ناب سے مجکو چھکا دو ساقیا یار جس سے رہتے ہین بیہوش یہان ہوشیار تک
دور تر ہے اسقدر رستہ دیار عشق کا جا نہین سکتا وہان پیدل سے لے اسوار تک
جان پہ کھیلا ہون اکثر بھر دنیائے دنی ناصحو اکثر پیا ہے مینے زہر مار تک
تیرے ہے جانب ہر اک نیک و بد کی بازگشت منھ کئے ہین تیرے جانب گل سے لیکر خار تک
حلقۂ دام محبت مین اسیلے ہین پھنسے صاحب سبحہ سے لیکر صاحب زنار تک
حلقۂ کاکل مین کب آیا ترا روئے صبیح کب پیالہ شیر کا پہونچا دہان مار تک
وا تو ہو وین عقدہ ہائے گیسوئے عنبرفشان دوڑتے آئین گے بو پر آہوئے تاتار تک

کس نے بھیجا ہے یہان دم دیکھے تجکو منتہی
کون لایا ہے تجھے اس عالم غدار تک

نصیب ہوگا نہ مجھے یار نیک خو کبتک مٹے گی دیکھئے اس دل کی آرزو کبتک
پھرونگا صورت خورشید کو بکو کبتک رہے گی یار مجھے تری جستجو کبتک
چلیگی باد خزان گلستان مین تو کبتک اوڑیگا رنگ گل و لالہ مثل بو کبتک

جو تیرے تیغ کے قاتل بھی روانی ہے — بچا رہیگا مرا کو چہ گلو کبتک
بہار دیکھئے کب تک چمن مین آئیگی — دکھائے دینگے مجھے شیشہ و سبو کبتک
شراب سرخ کے ساغر اڑینگے کب گل سے — بھیگا شیشہ ساقی ترا لہو کب تک
کرون مین تا بکجا احتیاطِ چار عنصر — دعا خیر کرون بھر چار کبتک
بہار آئیگی پیر مغان چمن مین کب — نصیب ہوگی مجھے بیعتِ سبو کبتک
وصال یار ملیگا اگر مقدر ہے — پھرے گا ساتھ مرے آسمان تو کبتک
بھینگے صورتِ خاشاک رنج و غم دل سے — بغل مین آئیگا وہ بحر آبرو کبتک
کھلے گا کب چمن روزگار کا وہ گل — دماغ مین مرے آئیگی اوسکی بو کبتک
حرم مین ڈہونڈہون تجھے یا کہ دیر کے اندر — کہان کہان مین کرون تیری جستجو کبتک
وصال یار کی صورت نظر نہین آتی — پڑہون نماز کرون شیخ یون وضو کبتک
بہار آئے گی دستِ جنون کا ہوگا زور — رہیگا جامۂ تن قابلِ رفو کبتک

نشان و نام مٹائے گا مصحفی گر
رہیگا یہ تو بتا آسمان تو کبتک

ردیف لام

آیا مگر کسی پہ ہے بے اختیار دل — پہلو مین ہے بہت جو میرے بیقرار دل
ہوتے اگر بغل مین ہمارے ہزار دل — جاتا اسی طرح سے ہر اک بار بار دل
یون تو ہزار صید فگن ہین جہان مین — صیاد ہے وہی کہ ہے جسکا شکار دل
شداد کو بہشت دے قارون کو گنجِ زر — مجکو عطا کرا یہے پروردگار دل
دیکھے کسی حسین کو رہے اپنے حال پر — اسباب مین ہے کس کو ترا اعتبار دل
کھا کھا کے داغِ عشق حسینون کے اندنو — پھولا ہے کسقدر مرا باغ و بہار دل
بیہوش جو کہ ہو مئے سر جوشِ یار سے — خمخانۂ جہان مین ہے وہ ہوشیار دل
نیرنگِ حسنِ یار کے کھا کھا کے داغِ عشق — دکھلا رہا ہے مجکو عجائب بہار دل
دیکھا ہے جب سے اُس بتِ مہوش کو بزم مین — جاتا رہا ہے ہاتھ سے بے اختیار دل

جوش و خروش لیکے میرا اوڑ گیا شباب
ہر سمت تو جہان مین یہ جا کر پکار دل

مانند برگ کاہ ہے روز وصال مین
فرقت کی رات ہے صفت کوہسار دل

معلوم ہو نہ اہی کدورت سے زینہار
کرتا ہے آئینہ کو صفا تر غبار دل

بھایا ہے جب سے وہ بت خورشید رو اسکو
رہتا ہے شکل صبح مرا بیقرار دل

سب سے بدتر ہی زمانہ مین گرفتاری دل
ہووے یارب نہ کسی شخص کو بیماری دل

وہ مسیحا نہین کرتا کبھی غمخواری دل
کس طرح دور ہو یارب مری بیماری دل

ایک مدت سے حسینون کی ہون صحبت سے بری
ایک مدت سے مین کرتا ہون خبرداری دل

کوئی بے زر کی نہین کرتا ہے خاطر داری
کوئی بیکس کی نہین کرتا ہے غمخواری دل

نہ تو نالان ہے نہ افغان ہے نہ ہے جوش و خروش
اندنون رہتی ہے کس مرتبہ بیکاری دل

مبتلا اسکو حسینونکا نہ ہرگز کرنا
مرد دانا ہے تو کرنا نہ عبث خواری دل

یار کو دیکھتے ہی کر دیا پہلو خالی
ناز تھا تجپہ مجھے خوب وفاداری دل

زہر کھا جائے گلا کاٹ کہین ڈوب مرے
ہو گرفتار نہ انسان بہ گرفتاری دل

ابھی کونین کے جھگڑے سے رہائے پاؤن
گر کرے دست جنون آکے مددگاری دل

زیست مین حرص و ہوس سے رہے دنیا کے بری
اس سے بہتر ہی نہین ہرگز کوئی ہوشیاری دل

موسم گل مین یہ کیا کیا نہین بگڑا مجھسے
مینے کیا کیا نہین جھیلی ہے جفاکاری دل

بلبل یا رخزان جاتی ہے آتی ہے بہار
خوب ہی کرنا خبردار خبرداری دل

دور مین اس گل کے ہے بیکار گل
یار سے کھاتا ہے کیا کیا خار گل

آتے ہین گلشن مین سو سو بار گل
ہین ہوا کے گھوڑے پر اسوار گل

مارے مارے پھرتے ہین ہر سو حسین
بکتے پھرتے ہین سر بازار گل

پانی شبنم نے جو آیا رات بھر
شب رہا شاید بہت بیمار گل

پیچ مین ہین جسکے مرغان چمن
رکھتا ہے کس رنگ کی دستار گل

بو سے رشک کے لیتا ہون دو چار روز
توڑتا ہر وقت ہون دو چار گل

خیر ہو وے عندلیبِ باغ کی
ہے جو شکلِ دیدۂ خونبار گل

جلتے ہی بادِ خزان کے عندلیب
باغ سے کیون ہو گئے بیزار گل

آ کے لپٹا رات مجھ سے وہ حسین
شب رہا میرے گلے کا ہار گل

اسقدر ہے اسکو کس کا انتظار
ہے جو شکل دیدار بیدار گل

کس جگہ بے خیر ہے کوئی حسین
ہمنے دیکھا ہی نہیں بے خار گل

دھجیان کیون کر ہوا جامہ ترا
کسنے ٹکڑے کی تری دستار گل

اس قناعت کا تری دیوانہ ہون
ہے وہی جامہ وہی دستار گل

داغِ عشق یار دل پر ہے سو ہے
آئے گلشن سے گئے سو بار گل

چل بسی بادِ بہاری منحفی
سینہ گلزار پہ ہے بار گل

جو ہنس کے دے کبھی وہ گل جوابِ خندۂ گل
ہو خشک آتش غیرت سے آبِ خندۂ گل

جو زیرِ لب کبھی خندہ کیا ہے اُس مہ نے
ہوا ہے مجھ پہ ہویدا حجابِ خندۂ گل

کیا ہے غنچہ کو گل باغ مین نہین جا کر
صبا نے بند تھی کھولی کتابِ خندۂ گل

دکھاؤن زخمِ دلِ داغدار گلشن مین
جو عندلیب کو دو ن مین جوابِ خندۂ گل

ہر ایک بزم مین تعریف ہے ہنسی کی تری
ہر اک چمن مین کھلی ہے کتابِ خندۂ گل

نظر پڑا جو کوئی یارِ خندہ رُو مجکو
کہا یہ دل نے یہی ہے جوابِ خندۂ گل

دکھا نا برقِ تبسم اسے گل خوبی
جو عندلیب کھے لاجوابِ خندۂ گل

کبھی ہنسا جو ہے وہ نوجوان گلشن مین
گرا ہے آنکھ سے میری شبابِ خندۂ گل

بہار آئی ہے جو بلبل غزل سرا ہین تمام
کھلا ہے دفترِ گل یا کتابِ خندۂ گل

کھلا جو گل تو جلا عندلیب کا دلِ زار
چمن مین خوب بنا ہے کبابِ خندۂ گل

خالق کرے کسی پہ تمھارا بھی آئے دل
میری طرح سے کہتے پھرو ہائے ہائے دل

طرفہ ترانہ نون مین یہ ہے اجرائے دل — دل مبتلائے یار ہے مین مبتلائے دل
سنتا نہین کسی کی بھی فرمان روئے دل — نا آشنا جہان کا ہی آشنائے دل
پہلو مین دیکھتا ہون جو خالی ہی جائے دل — بے اختیار منہ سے نکلتا ہے ہائے دل

دیکھا کرے جمال مبارک کو یار کے — پیدا جو مثل آئینہ ہووے صفائے دل
جو تین اُٹھاتا ہین تیری تیغ نگاہ کی — پہلو مین سنگ سخت جو ہوتا بجائے دل
نالہ بھی بے اثر ہے نہ قاصد شفیق و یار — ملتا نہین کوئی مجھے حاجت روائے دل
زنہار مبتلا نہ کسی بت کا ہو کوئی — آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل
ایسی مریض عشق کا بہتر نہین علاج — عناب لب ہین آپ کے پیارے دوائے دل
اسکو فغان کا زور مجھے ضبط کا گھمنڈ — مین آزماؤن دل کو مجھے آزمائے دل

چاہے حرم کو جائے وہ یا دیر کیطرف — راضی ہین ہم اسی مین کہ جو ہی رضائے دل
ملتا نہین حسین موافق مزاج کے — پاتا نہین جہان کے اندر مین جائے دل

زر جائے مال جائے زمانہ کا مشفقی
ہوشیار ریار ہاتھ سے جانے نپائے دل

ولہ

کیئے برس مین ہوئے ہین وہ پیار کے قابل — بہت دنون مین ہوئی ہین شکار کے قابل
نصیب دل بھی تو ہو داغ عشق کہانتکو — زمین بھی تو ملے لالہ زار کے قابل
کمال عشق سے کب بوالہوس خبر ہووے — جنون خام نہ ہووے بہار کے قابل
کبھی حرم مین کبھی بتکدے کو جاتا ہون — زمین ڈہونڈھ رہا ہون مزار کے قابل
جسد کو چھوڑ کے جو روح چل بسی شاید — نہ تہا یہ اسپ گلی اس سوار کے قابل

اثر نہین ہے دلا تیرے آہ و نالے مین
ابھی سخن نہین ہے اعتبار کے قابل

فقر و نسبہ ہے بہت بت پیر آج کل — کیسی ہوا بہ ہے میری تقریر آج کل
پہلو مین ہے مرے بت بے پیر آجکل — جگر مین ہے بہت فلک پیر آج کل

رہتے ہیں دستِ یار میں جو تیغ آج کل
ہر جا ہیں انتظار میں نخچیر آج کل

سکھلا رہا ہوں دل کو محبت کے رنگ ڈھنگ
کرتا ہوں میں مکان کی تعمیر آج کل

آہِ جگر خراش نکلتی ہے دم بدم
چلتے ہیں کس طرف کو مرے تیر آجکل

گیسو گلی میں رہتے ہیں اُس مہ کے رات بھر
کس درجہ بل پہ ہے مری تقدیر آجکل

زاری سے زر سے زور سے لاتا ہوں یار کو
لیکن جو بن پڑی مری تدبیر آجکل

مدت کے بعد ٹھہری ہے وصلت کی یار سے
ہے لطف ہاتھ آئے جو اکسیر آجکل

آئی بہار کہتے ہیں دیوانگانِ عشق
آباد ہو وین خانۂ زنجیر آجکل

دل سے کروں گا یاد میں اُس خوش جمال کو
کھینچوں گا اپنی لوح پہ تصویر آجکل

معشوق سیم بر سے جو صحبت ہے اندنون
مٹی کے مول بکتی ہے اکسیر آجکل

قابو میں کس کے ہو گئے بولو تو منتہی
کس نے کیا ہے آپکو تسخیر آجکل

عاشقِ یارِ جانِ جان ہے دل
دوست ہے اپنا مہربان ہے دل

جسکے سینے پہ لوٹتے ہیں حسین
باغِ عالم میں وہ مکان ہے دل

پس گیا آج بارِ اُلفت سے
میں سمجھتا تھا پہلوان ہے دل

جب سے ہے جوشِ گل گلستان میں
قابلِ سنگ کو دکان ہے دل

ہے خوشی میں حباب سے ہلکا
رنج میں کوہ سے گران ہے دل

بارِ الفت اُٹھا لیا سر پر
پیر ہوں میں مگر جوان ہے دل

فکر ہے یارِ باوفا کی اُسے
آج عنقا کا آشیان ہے دل

جان کے ساتھ جسم رہتا ہے
جس جگہ یار ہے وہان ہے دل

منتہی دیکھ بھال کر جانا
حضرتِ عشق کا مکان ہے دل

ردیف میم

آگ ہیں آب ہیں ہوا ہیں ہم
کچھ سمجھتے نہیں کہ کیا ہیں ہم

[illegible]

یار کو ہے کمال ہم سے ربط
جو ہے مقبول وہ دعا ہین ہم

خار ہین دشت و بر ہین لیکن
گلشن خلد مین صبا ہین ہم

دم نکلتا ہے دختر رز پہ
بزم رندان مین پارسا ہین ہم

بے سبب دہر مین نہین آئے
کسی صاحب کے مدعا ہین ہم

اُنکے عناب لب یہ کہتے ہین
مرض عشق کی دوا ہین ہم

خوف سے ان بتون کے ہین خاموش
گویا ناقوس بے صدا ہین ہم

ایک عالم ہے ان بتون پہ فدا
کیا عجب گر کہین خدا ہین ہم

بُو جین کعبہ کرین پرستش دیر
یار تیرے ہی آشنا ہین ہم

زاہد اس بحر عشق کے اندر
زورق دل کے ناخدا ہین ہم

دل جگر دیکھ کر اوسے بولے
ایسے معشوق پر فدا ہین ہم

غیر حالت ہے ہو نہین کچھ غم
اُس شہ حسن کی گدا ہین ہم

سرکشی مثل شیشہ کرتی ہین
یہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم

دل لگاتے ہین اُس ستمگر سے
زیست سے اپنی کیون خفا ہین ہم

کہتا ہے نالۂ دل اپنا
مصحفی غیب کی صدا ہین ہم

رہ رہ گئے جو ہمرہ رفتگان سے ہم
شاید بنے ہین گرد پس کاروان سے ہم

کو دے ہین اس گھڑی ہی مین گر آسمان سے ہم
لقمہ بنے ہین گور کا آکر کہان سے ہم

گذری ہے عمر اس چمن روزگار مین
واقف ہین خوب سی روش باغبان سے ہم

جام شراب و کنج خرابات چاہئے
باز آئے زاہدا تری حور جنان سے ہم

پست و بلند دہر کی جھیلے ہین سختیان
سمجھین گے ایک دن زمین آسمان سے ہم

تو بھی تو آ ذرا در دولت تک اپنے یار
آئے ہین تیرے واسطے پیارے کہان سے ہم

مرغان بوستان دکن تم نہ بھولنا
بچھڑے ہوئے ہین بلبل ہندوستان سے ہم

کیا کٹ گئے ہین عدو سخن آبدار سے
لیتے ہین کام تیغ کا اپنی زبانسے ہم

دو دن کے آشنا نظر آئے جہان مین
اس سے ہوا ثبوت کہ ہین مہانسے ہم

اظہار عشق نے انہین مغرور کر دیا
مارے پڑے ہین آپ ہی اپنی بناسے ہم

معدی نہ چھوٹ جائیگی پاؤنکی آپکے
دیر تک تو آو آئے ہین دیکھو کہانسے ہم

نکلا نہین قدم ترے حکم حصار سے
باہر نہین ہوے ہین ترے امتحانسے ہم

امید خلد و بیم جہنم مین کٹ گئی
خالی کہین نہین رہے وہم و گمانسے ہم

سودا رہا فقط خط و رخسار یار کا
آگہ بہار سے ہین نہ واقف خزانسے ہم

کل جو ترے روبرو کرتے تھے وا ہر بار چشم
آج آنکھ کھولنا کیون ہوگیا دشوار چشم

کیا وصال یار کا مژدہ مجھے ہوگا نصیب
سوئے گلشن دوڑتی ہے ہر گھڑی ہر بار چشم

زلف کے سودے مین شب بھر ٹکٹکی باندھے رہے
عابدون کی طرح تھی اپنی بھی شب بیدار چشم

رات بھر جو وا رہی ہے انتظار یار مین
جانتا ہون اسکو شکل طالع بیدار چشم

خندۂ جام مے گلرنگ وصل یار مین
خوش نما شیشے کے ہونٹ گل ہین ہے خونبار چشم

رسائے دل شیدا ذرا نہین معلوم
ابھی جناب کو بوئے وفا نہین معلوم

عبث وہ کہتے ہین کر کے جفا نہین معلوم
وہ کون ہے جسے اپنی خطا نہین معلوم

کہا یہ اسنے مرا سنکے حرف مطلب کو
مقدرات کا لکھا ترا نہین معلوم

شب فراق کی ایذا جو انکو لکھتا ہون
وہ ہنسکے کہتے ہین یہ ہمکو کیا نہین معلوم

طریق عشق مین پست و بلند کی ہے یہ مشق
ذرا ابھی عالم ارض و سما نہین معلوم

جو صدمۂ شب فرقت کہا تو کہتے ہین
جناب کو ابھی رسم وفا نہین معلوم

دکھا کے خال لب اپنا وہ یار کہتا ہے
یہی ہے حب شفا تمکو کیا نہین معلوم

مری طرف ہے تمھاری نگاہ دزدیدہ
خوشی ہو مجھ سے ویا ہو خفا نہین معلوم

نہ زردی رُخ عاشق پہ جائے صاحب | مگر تمھین صفتِ کبریا نہین معلوم
نہ بتکدی مین نہ کعبے مین دیر مین ہے وہ | ہوئے کس کا یہ دل مبتلا نہین معلوم
طلب کرو دل وجان اور سر بعیر وصال | جو منتقی کی تمھین انتہا نہین معلوم

ردیف نون

زیب رُخ اپنی وہ پھر زلف سیہ فام کرین | خوب عشاق نظارا سحر و شام کرین
قتلِ عشاق کا قاتل نہ سر انجام کرین | خود نہ بد نام ہون انکو بھی نہ بدنام کرین
ایک بوسہ لب لعین کا عنایت ہووے | ہم کوئی کام اگر قابل انعام کرین
کوئی شب ایسی بھی ہو جسکی سحر کو پیارے | ہم بھی حمام کرین آپ بھی حمام کرین
حلقہ زلف مین دیکھے رُخ رنگین صنم | جا بجے مرغ چمن خواہشِ گلدام کرین
التفات اور سوا اونہہ سری ضد سے کرے | غیر سےجو کام اگر قابلِ الزام کرین
آزمالیوین پھر اک روز مقدر اپنا | ایکدن یار سے پھر وصل کا پیغام کرین

منتقی کو کلمہ پیر خرابات پڑھائین
کافر عشق کو یون داخلِ اسلام کرین

نہ کیا خوب کیا یار نے شب باش ہمین | جو کہ اوباش تھے وہ بولتے عیاش ہمین
سقف پر سقف فلک فرشِ زمین بستر ہے | خانہ گور مین کیا حاجتِ فراش ہمین
شب فرقت کی سیاہی نہ ڈرائی ہمکو | داغ دیا ہو یاد وہ صفت کاش ہمین
نقش ہے نقشۂ رخ یار کا لوح دل پہ | آج نقاش ہرا کہتا ہے نقاش ہمین
سدِ رہ وصلتِ جانان کے رہا کرتے ہین | دیکھہ سکتے نہین دشمن کبھی خوش باش ہمین
کسی مرغوب تھا دنیا مین لباس نخوت | ندیا خوب کیا تونے فلک تاشش ہمین
ہر گھڑی رھتا ہے اک شکوۂ جانان لب پہ | ہر گھڑی رہتی ہے تقدیر سے پرخاش ہمین
فرقتِ یار مین یہ عمر بسر اپنی ہوئی | نہ ملی آجتک اس رنج کی پاداش ہمین
عشق کا قیس کے آغاز نہ انجام کھلا | نہ تو زندہ نظر آیا نہ ملی لاش ہمین

نقدِ دل پاس وہ ہم رکھتے ہیں اللہ اللہ
منتہی جانتے ہیں مفلس و قلاش ہمیں

مریدانِ مغاں کو شیخ جی گمراہ کہتے ہیں
مگر یہ رندِ مشرب بندۂ اللہ کہتے ہیں

لٹا کر نقدِ دین و دل جو بیٹھے ہیں ترے در پر
گدائے دہر انکو سب محمد شاہ کہتے ہیں

خبرِ راز محبت سے جو رکھتے ہیں نہ دانی ہیں
دلِ شیدا جو رکھتے ہیں دلِ آگاہ کہتے ہیں

بہت اونچی دوکان تیری اگر ساقی گردوں ہے
مغانِ اہلِ ہمت کو بھی عالیجاہ کہتے ہیں

جسے پہلے پہل صحبت ہوئی ہو دخترِ رز سے
تمامی میکشانِ دہر اسے نوشاہ کہتے ہیں

اثر پیدا کریگی جب گھڑی اس یار کے دلمیں
سرِ محفل کہونگا جب کے اسکو آہ کہتے ہیں

طریقِ عشق میں کہنا نہ سن تو شیخ و زاہد کا
چلا جا بیڈر کر دل اسکو سیدھی راہ کہتے ہیں

پیا ہے جس گھڑی ساغر مئے عشرت کے چھلکتے ہیں
یہ مئے آشام اسکو ساقی جمجاہ کہتے ہیں

سنا ہو وصلتِ جاناں کسی عاشق کو ممکن ہے
یہ سب باتیں کسی کی ہیں اسے افواہ کہتے ہیں

عیاں ہوتا ہے دلپر رازِ عشقِ یار کا ہر دم
خراباتِ مغاں کو ہم کرامت گاہ کہتے ہیں

کشش نے رشتۂ الفت کے کھینچا ماہِ کنعاں کو
زلیخا لی چلی کنعان سے اسکو چاہ کہتے ہیں

سنا کر منتہی کو یوں لگا پیرِ مغاں کہنے
قدم جب عشق میں رکھتے ہیں بسم اللہ کہتے ہیں

یار جو ملکِ عدم سے ادہر آجاتے ہیں
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹا جاتے ہیں

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر میں وہ آجاتے ہیں
پوچھنے والے مری جان کو کھا جاتے ہیں

شوخ چشمی جو کبھی اپنی دکھا جاتے ہیں
جو گھڑی عاشقِ شیدا کی بھلا جاتے ہیں

آکے وہ باتیں جو کرتے ہیں کدورت آمیز
خاک میں عاشقِ بیدل کو ملا جاتے ہیں

شبِ فرقت میں جھپکتی ہیں جو آنکھیں میری
غشِ عبث خواب کا طوفان لگا جاتے ہیں

تاڑ لیتے ہیں مری آنکھ محبت کی حسین
کس طرح سے وہ مجھے بزم میں پا جاتے ہیں

در پہ جب تشنۂ دیدار کا ہوتا ہے ہجوم
آبِ شمشیر سے وہ پیاس بجھا جاتے ہیں

[illegible] کبھی [illegible] کنار
بختِ خفتہ مرے جھٹ مجھکو جگا جاتے ہیں

وعدہ وصل کیا کرتے ہین ہر روز نئے — راہین ہر وقت نئی آگے دکھا جاتے ہین
سوجھتا کچھ نہین جز یار دلِ زار کو لی — حضرتِ عشق جو نظروں مین سما جاتے ہین
ہاتھ آئی ہے انہین منزلِ عشقِ جانان — غم کو چٹ کرتے ہین غصے کو جو کھا جاتے ہین
نزع کے وقت وہ بالین پہ ہر اک عاشق کی — آتے ہین شربتِ دیدار پلا جاتے ہین

مشفقی جذبۂ دل میرا سلامت ہے اگر
آپسے آپ میرے پاس وہ آجاتے ہین

تپ ہجر دل کو گوارا نہین — جو آئی ہے اپنی تو چارا نہین
ہوئی پیری مے سے کنارا نہین — ابھی تک مین ہمت کو ہارا نہین
ہمین ضبط و افغان کا یارا نہین — اُسے اُسکا سُننا گوارا نہین
اگر دردِ فرقت کا چارا نہین — ہمین زندگی بھی گوارا نہین
جسے نیک و بد سے کنارا نہین — ہم اُسکے نہین وہ ہمارا نہین
ہمیشہ رہا ضبطِ آہ و فغان — کب اس نفس کو ہمنے مارا نہین
پھنسایا ہے تقدیر نے دل وہان — فرشتے کا جس جا گذارا نہین
بدن کے یہ جتنے ہین اعضا دلا — سمجھ کی تو کوئی ہمارا نہین
اذان دے گئے ناقوس کو پھونک کر — تجھے ہر طرح کب پکارا نہین
حقیقت کے دریا کو دیکھو ذرا — کہین نام کو بھی کنارا نہین
نہین کوئی شئی یار سے بھی عزیز — ہمین نقد جان تک بھی پیارا نہین
جہان پردہ پردہ نشین یار ہو — فرشتے کا اُس جا گذارا نہین
نہ لایا کشش سے کبھی دل اُسے — کبھی اُسنے یہ مال مارا نہین
قناعت کی رہ مین جو پھیلائے پانْو — کبھی ہاتھ کو پھر پسارا نہین
فغان کی سے گہہ گاہ نالہ کیا — تجھے ہمنے کس دن پکارا نہین

جسے چاہا دل ہمنے اُسکو دیا

ناصح بھے پتے مرے قاتل کے گھر کے ہین
پرزری خطوں کے ٹکڑے پُرزے نامہ بر کے ہین

مدّتسے اشک کے عشقین گھر کے نہ در کے ہین
یہ جو صلے ہمارے ہی دل کے جگر کے ہین

اوڑتے ہین برگ گل جو پڑے صحن باغین
ٹکڑے یہ عندلیب کے دل کے جگر کے ہین

میرا گلا کہان یہ کہان خنجر آپ کا
یہ حسن اتفاق قضا و قدر کے ہین

دیکھا جو ہمنے گورِ غریبان کو غور سے
ثابت ہوا نشان یہ ہر اک رہگذر کے ہین

تا زیست جائیگی نہ کبھی عشق بازیان
یہ روگ ناصحا مرے ہمراہ سر کے ہین

دل ان بتون کے پاس پھٹکنا نہ زینہار
خواہان یہ نقد جان کے ہین طالب زر کے ہین

لو اس حسین سے چشم مروت کے ہین امید
تشنہ دل و جگر مرے آب گہر کے ہین

دکھلا کے مجکو خنجر و شمشیر آبدار
بولا کہ یہ علاج ترے درد سر کے ہین

عاصی ہین اہل جرم خطاوار ہین مگر
قادر نہ خیر پر ہین نہ مختار شر کے ہین

دیوینگے کس کو باغمین یہ منہ بھرا بیان
غنچے گلون کے جتنے ہین سب مشت زر کے ہین

عاشق ہین جب سے نام نہ تھا کائنات کا
شمس و قمر یہ داغ دلی پیشتر کے ہین

کچھ ایک ہی ہے عاشق و معشوق پہ بلا
یہ منتظر ہین شام کے پھر وہ سحر کے ہین

ولہ

اوسکا بندِ نقاب وا تو نہین
درِ باغ ارم کھلا تو نہین

ہجر محشر سے کچھ جدا تو نہین
اوس خبر کی یہ مبتدا تو نہین

ہے اوس بت کا دل صفا تو نہین
آئینہ اوسکا آئینہ تو نہین

تیرے عناب لب جو ہین پیارے
درد دل کی مرے دوا تو نہین

کرتا ہون ذکر بیوفائے یار
خلوت و بزم مین ہوا تو نہین

کہتے ہین خال ہے تہ گیسو
ہے زحل زیر سنبلا تو نہین

منزلین عشق کی بہت طے کین
شکر ہے مین تھکین رہا تو نہین

سر بھی حاضر ہے جان عاشق بھی
اور صاحب کا ادعا تو نہین

[illegible]
[illegible] کھلا تو نہین

بزم مین ہے شراب سرخ کا جام — مست ساقی کی چشم وا تو نہین
چشم بے سرمہ ہے پریشان زلف — صبرِ عاشق کہین پڑا تو نہین
بار فرقت سے آ گئے صاحب — آج تک مین کبھی دبا تو نہین
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — اُسکی اوتری ہوی قبا تو نہین
جسکو کہتے ہین لوگ مارِ سیاہ — یار کا گیسوئے رسا تو نہین
طلبِ وصل پر بگڑتے ہو — پیار کی بات بد دعا تو نہین
عقل کے گل چراغ ہوتے ہین — کہین اوسکی بندھی ہوا تو نہین
ہرطرف بو اوڑی ہے کاکل کی — اُس گلی مین گئی صبا تو نہین
قیصرِ روم جسکو کہتے ہین — تیری در کا کہین گدا تو نہین
تیغ کھینچے ہوئے وہ آتا ہے — منتہی کی کچھ انتہا تو نہین

ہے پسینہ منھ پہ یا ہے روئے روشن آب مین — یا نظر آتا ہے مجکو مہ کا خرمن آب مین
جب سے یہ ماہِ فلک ہے پرتو افگن آب مین — لوگ کہتے ہین کہ ہے گوری کا جوبن آب مین
واہ رے دیوانگی اللہ رے خود رفتگی — جوہر آئینہ کو سمجھا مین روزن آب مین
کون پردہ نشین آئیگا بہرِ غسل آج — کثرت امواج نے ڈالی ہے چلمن آب مین
آئینہ دیکھا جاکر اُسنے مستی کی دہری — ہنسکے خود کہنے لگا پھولا ہے سوسن آب مین
ڈوب جاؤن مین جو بہرِ عشقِ حسنِ یار مین — پھینکدینا مرا نعشہ بعد مردن آب مین
روئے رنگین عکس افگن جب ہوا آئینہ مین — مین یہ سمجھا خوب ہی پھولا ہے گلشن آب مین
وصف لکھا ہے بہت مین نے شرابِ ناب کا — طبع کا دوڑا مرا خوب توسن آب مین
چشم اشک آلودہ میری دیکھکر کہتی ہین لوگ — مردم آبی کا دیکھا آج مسکن آب مین
پانی پانی ہو گی خجلت سے رگِ ابرِ سیاہ — توڑکر پھینکون گا جب مین تار دامن آب مین
چھانتے گذری ہے برسون ہمکو خاکِ میکدہ — ایک مدت سے ہمارا تر ہے دامن آب مین

مدتون لکھا ہے وصفِ مے قلم نے ساقیا — خوب ہی دوڑا ہے بروں اپنا توسن آب مین
سلکِ دندانِ صنم پر ایسی آب و تاب ہے — موتیوں کی جسطرح ڈوبی ہو تمرن آب مین
کونسا ڈوبا ہے مضطر کرکے نالہ بحر مین — ہر طلاطم موجمین ہے شور وشیون آب مین
کب گران مایہ سبک و صعوانسے ہو وین ہم گنا — ل نہین جاتا کسی صورت سے روغن آب مین
غرق بحرِ حسن و دل پر ہو گیا ہے منتقی
چاہیئے اوسکا بناوین یا دفن آب مین

در دنیا سے یار ہٹتے ہین — اوسکے کوچے مین چلکے ڈٹتے ہین
کوچۂ یار سے پھرا نہ کوئی — کب عدم کے گئے پلٹتے ہین
در بدر پھرتے ہین جو مہر و ماہ — خوان نعمت کے گویا بٹتے ہین
نہ کیا وعدہ وصال وفا — آپ کہکر سخن سے پلٹتے ہین
میرے رونے سے کب دل اوسکا جلے — کہین شبنم سے چاہ سپٹتے ہین
یا صنم کہتے ہین سگھے یا رب — ہر طرح ہم سے تجھے کو رٹتے ہین
نخل باغ جہان کے ادنا فل — جتنے بڑھتے ہین اوتنے گھٹتے ہین
جھوٹ کہہ کر مکرتے ہین موذے — سانپ ہین کاٹ کر پلٹتے ہین
فصل گل مین جنون کے ہاتون سے — صورتِ گل لباس پھٹتے ہین
اہل عقبا سے یہ سگِ دنیا
بھوت بن بن کے کیا جھپٹتے ہین

قدم رکھیو سنبل کر حضرتِ دل عشقباز و مین — گذر کنجشک کا ہوتا نہین ہے شاہ باز و مین
بنائے کون تیرے گیسوئے پرپیچ کو ظالم — جہان مین کیا غرض مشہور جو ہو جالسازونمین
بنا ہر رندمے آشام کو کھکر سر ممبر — لگا یا ہے کا دہبہ زاہد فون نے جا نمازونمین
بناکر گیسوئے پر پیچ تیرے اوپرے پیکر — جہان مین کس لئے مشہور ہو وین جالسازونمین
مگر آلائش دنیا کو دھویا جائۂ تن سے
گنا جاتا ہے زاہد اب تو لوگ کیا پاکبازونمین

جلا کر زاہدوں کو میکشوں کو شاد کرتی ہیں ۔ گرا کر مسجدوں کو میکدے آباد کرتے ہیں

شب فرقت میں جب ہم نالہ و فریاد کرتے ہیں ۔ ہر اک صورت سے او غافل تجھے کو یاد کرتے ہیں

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے عاشق ہیں ۔ ہمارے حق میں کیئے آپ کیا ارشاد کرتے ہیں

اشارے ابروئے خمدار کے او قاتل عالم ۔ دل عاشق پہ کار خنجر فولاد کرتے ہیں

سنا ہے یار قیس بندیہ اللہ کرتا ہے ۔ مگر بردے براے اندوں آزاد کرتے ہیں

کمر باندہی ہے قتل عاشقاں پر یار نے کب سے ۔ نیا شہر خموشاں آج کل آباد کرتے ہیں

چمن میں فصل پھر آئی ہے بلبل کے پکڑنے کو ۔ مرمت اپنے اپنے دام کی صیاد کرتے ہیں

بہار گل ہر روز روں پر جنوں نے سر اٹھایا ہے ۔ گھروں میں اپنے خوشیاں آجکل فصاد کرتے ہیں

شب فرقت کی صدموں میں صنم کا دھیان آتا ہے ۔ مصیبت جبکہ پڑتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں

الٰہی تو ہی ہے اہل جنوں کا حافظ و ناصر ۔ جوانان چمن گلشن کو پھر آباد کرتے ہیں

خوشی رہتے ہیں غیروں سے وہ تڑپاتے ہیں عاشقوں کو ۔ جسے ناشاد کرتا ہے اسی کو شاد کرتے ہیں

شہیدان صنم میں اوسکا ذکر خیر رہتا ہے
عدم کے رہنے والے منتقی یاد کرتے ہیں

چھوٹی اُس سن میں ہم سے جائے چمن ۔ کچھ ہمیں یاد ماجرائے چمن

یاد جب آ گئی فضائے چمن ۔ مرغ دل نے کہا کہ ہائے چمن

بگڑی ہی جب دم ذرا ہوائے چمن ۔ اوڑ گئے مرغ خوش نوائے چمن

ہمصفیروں سے میرے کہیو صبا ۔ کبھی ہم بھی تھے آشنائے چمن

اوس پڑتی تھی روز ہر گل پر ۔ طرفہ تر تھا یہ ماجرائے چمن

خسرو گل سے ہو عدو کو نصیب ۔ دست صیاد سے بلائے چمن

چار دن ہے بہار گل بلبل ۔ دیکھ ہونا نہ مبتلائے چمن

چشم خونبار کا خدا حافظ ۔ رنگ لائی ہے پھر ہوائے چمن

کیا ہوئی کثرت گل و لالہ ۔ کیا ہوئے مرغ خوش نوائے چمن

کثرت گل جہاں تھی خار ہیں واں ۔ ابتدا وہ یہ انتہائے چمن

باغبان گر خوشی سے نذر کرے | سمجھوں ایک پھول کو بجائے چمن
زر سے جنسے بھرا ہے ساغرِ گل | پُر کرے کاسۂ گدائے چمن
دیدہ گل کو چشم نرگس کو | سوجتا کچھ نہین سوائے چمن

منتہی تیغ جب خزان کی کھنچے
کٹ گئے گل مثلِ فدائے چمن

نقشِ دل بت کا نام کرتے ہین | گھر کو بیت الحرام کرتے ہین
نیک و بد سے کلام کرتے ہین | خاطرِ خاص و عام کرتے ہین
جو کہ اُس بت کو رام کرتے ہین | بخدا وہ ہی کام کرتے ہین
کون کافر فراق مین سویا | مجھہ غش اتمام کرتے ہین
اے صنم تنگیٔ دہن مین ترے | شعرا کیون کلام کرتے ہین
باوفا یار ڈھونڈھتے ہین جو یار | پختہ سودائے خام کرتے ہین
زاہد اُس بت کا پڑھتے ہین کلمہ | برہمن رام رام کرتے ہین
ہم نہ بھاگین گے نفسِ سرکش سے | حرکت یہ غلام کرتے ہین
دیر و کعبے مین ڈھونڈھتے ہین اُسے | فکر سودائے خام کرتے ہین
آج دل دیتے ہین سرِ محفل | آج لو ہم بھی نام کرتے ہین
کون ہے مشتِ خاک کے اندر | کس سے اب انتقام کرتے ہین

وصف لکھتے ہیں مصحفِ رُخ کا
منتہی نیک کام کرتے ہین

غم پھٹکتا نہیں اربابِ صفا کے گھر مین | موت کو دخل نہین ہے شہدا کے گھر مین
جز صفا کے نہین اربابِ صفا کے گھر مین | فقر و فاقہ رہا محبوبِ خدا کے گھر مین
سوزشِ عشق سے جب دم مرا گھبراتا ہے | دشت کو بھاگتا ہون آگ لگا کے گھر مین
اُس شہِ حسن کو ایک بھی لکھہ بھیجون گا | بادشہ آئے ہین اکثر فقرا کے گھر مین
خاکسارون پہ کرم کرتے ہین ادنیٰ اعلیٰ | رزقِ مقسوم ہے ہر شاہ و گدا کے گھر مین

کھینچتی ہے ہوس دل مجھے دنیا کی طرف — جھونکتی ہے مجھے تقدیر بلا کے گھر مین
آپ مین نے کیا اظہار محبت اوسنے — آپ مین کو دیڑا جا کے قضا کے گھر مین
بزم مین یار کے اغیار کو قدرت ہے کمال — دخل شیطان کا پاتا ہون خدا کے گھر مین
کوچہ یار مین جبدن میرا بستر ہوگا — بوریا جا کے بچھاؤنگا خدا کے گھر مین
بارش اشک نے کب سے مرا دم مارا ہے — آپ تو بیٹھہ رہے چھاؤن نے چھا کے گھر مین

عشق سے اس دل شیدا کو نہین پھیرا ہے
منتقی لائے ہو روٹھے کو منا کے گھر مین

عبث ہندو مسلمان دیر و کعبہ پہ جھگڑتے ہین — یہ نادان راہ وہ چلتے ہین جسمین بھیر پڑتے ہین
سخن وصف حسینان کے گل لالہ سے لڑتے ہین — بجا ہے گر کہین منہہ سے ہمارے پھول جھڑتے ہین
جوانی جاتی ہے جوش و خروش عشق مٹتا ہے — یہ دورا ختم ہوتا ہے یہ قصے سب نبڑتے ہین
صداقت ہی سے دل ملتا ہے اس محبوب عالم کا — نگینے کو جواہر کے ترے کندن سے جڑتے ہین
فغان و آہ نے دل سے گرایا مجکو دلبر کے — ہوائے تند سے اکثر شجر جڑ سے اوکھڑتے ہین
بنایا مفلسے مین وضع کو جوش جوانی نے — بظاہر تنتے ہین باطن مین جاڑے سے اکڑتے ہین
ہر اک عضو بدن سے دور طاقت ہوتی جاتی ہے — عجب ہے جامہ خاکی کے بھی ٹانکے اودھڑتے ہین
دماغ و دل سے سودا دور ہوتا ہے جنونکا — غضب ہے ایک مدت کے بسے قریہ اوجڑتے ہین
گذر ہو گر حضور یار تک قاصد تو یہ کہنا — تمہارے واسطے اب وہ ہمارے پاؤن پڑتے ہین

ہمارے عاشقانہ شعر پڑھوا کر لگے کہنے
سنا لو منتقی بھی اب تو باتین خوب گڑھتے ہین

جو کہ ٹالے نہین ٹلتا ہے وہ پتھر مین ہون — جسکا گاہک نہین دنیا مین وہ گوہر مین ہون
قدر دان جسکا نہین ہے وہ سخن ور مین ہون — باڑ ہو جسکو نہین ممکن ہے وہ خنجر مین ہون
دل مین جا اسکی ہے گو صدمے سے لاغر مین ہون — بال کیطرح اس آئینہ کے اندر مین ہون
لطف اے چرخ ستمگار کہ گھبراتا ہون — رحم اس جور و جفا کا نہین خوگر مین ہون
وہ زبان ہون کہ سراسر ہے تراوٹ جسمین — آبداری مین جو ڈوبا ہے وہ خنجر مین ہون

دل نے کل چاہ ذقن یار کا دکھلا کے کہا
آپ کے واسطے یوسف کا برادر مین ہون

جلوہ مجکو بھی دکھا دے صفتِ موسیٰ طور
وہ پیمبر ہے تو فرزند پیمبر مین ہون

یہ صدا آتی ہے ہر وقت شکست دل سے
جسکو پھوٹا ہوا کہتے ہین مقدر مین ہون

طالبِ وصل سے اپنے وہ یہ فرماتے ہین
یہان کسی حال مین تجھے نہین باہر مین ہون

داغ سودا یہی کہتا ہے مرا ہجر کے دن
شکل خورشید قیامت ترے سر پر مین ہون

ہون وہ قاصد کہ جو بھولا ہے مکانِ دلدار
جو تباہی مین پڑا ہے وہ کبوتر مین ہون

شیفتہ ہو کے پریوش کا یہ دل کہتا ہے
پھر گیا ہے جو ہوا مین وہ کبوتر مین ہون

صفتِ آمد و رفتِ نفس اے جوشِ جنون
گھر کے اندر رہون کبھی جامے سے باہر مین ہون

دم گریہ یہی کہتا ہے مرا اشکِ قبول
بند جس قطرے کے اندر ہے سمندر مین ہون

خفقان ہوتا ہے جب ہم شب تنہائی مین
موت کہتی ہے نہ گھبرا ترے سر پر مین ہون

روبرو مہر درخشان کے ترے کوچے کا
ذرۂ خاک نشین کہتا ہے اختر مین ہون

آئینہ ہوتا ہے شیشے ترے رخ کے جب دم
جانتا ہون کہ پس سدِ سکندر مین ہون

داغ دل کا یہ اشارا تھا شب فرقت مین
منتہیِ آئینہ عشق کا جوہر مین ہون

کھینچتا ہے وہ مرا مہ تیغ دو پیکر اندنون
کھیلتی ہے موت لو کس کس کے سر پر اندنون

آئینہ مین منہ چھپاتا ہے وہ بت عشاق سے
روبروئے یار ہے سدِ سکندر اندنون

ہے مجھے خواہش رہے سینے آنچل دل سے ملا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہر سو تیر خنجر اندنون

ہے کشش پر جذبۂ دل جلوہ مین اپنے یار ہر
مارے مارے پھرتے ہین کیا کیا پیمبر اندنون

کوچہ سفاک کا قاصد بتا بس ہے یہی
اوڑتے پھرتے ہین وہان بال کبوتر اندنون

کیون بتان سنگدل کی کر رہا ہے دل تلاش
پڑ گئے ہین عقل پر کیا اسکی پتھر اندنون

آمد و رفت نفس کی طرح جذبِ عشق سے
گاہ ہون جامے کے باہر گہ ہون اندر اندنون

سرکشی کی ہے چمن مین قامت دلدار سے
چھانٹے جاتے ہین وہان سرو صنوبر اندنون

غمزے کرتا ہے بہار حسن کھو کر پھر وہی
چل رہے ہین دل پہ میرے کند خنجر اندنون

عارض و رخ کا تصور دل میں رہتا ہے مُدام
آنکھ پھرتی ہی نہیں شمس و قمر پر اندنون

اُن لب و دندان کا اک مدت سے ہے دلکو خیال
دوڑتی پھرتی نہیں لعل و گہر پر اندنون

صورت نقش قدم افتادگان خاک ہون
خاکساری کی مجھے ممکن ہے چادر اندنون

صدمۂ فرقت سے لب پر آہ ہے نالہ کبھی
گاہ دلبر چوٹ ہے گاہی جگر پر اندنون

وصف اُس بحر لطافت کا جو ہے ورد زبان
منھ کے اندر ہے ہمارے نغمۂ تر اندنون

کیا ہوا کے گھوڑے پر اسوار ہے وہ پر غرور
تیز چلتی ہے نہایت باد صرصر اندنون

بھیجتا ہون خط شوقیہ میں اُسکو اسقدر
منتہی ملتا نہیں مجکو پیمبر اندنون

قرار و قول کا کچھ اُسکے اعتبار نہیں
جو ایکبار کہے ہان ہزار بار نہیں

صبا چمن میں نہیں ہے ابھی ہزار نہیں
عروس گل نے کیا ہے ابھی سنگھار نہیں

ہنوز ہوش نہیں اُسکو ہوشیار نہیں
وہ صید وہ ہے کہ جو قابل شکار نہیں

بلند آہ ابھی طفل دل نہیں کرنا
ابھی وہ گود میں پلتا ہے شہسوار نہیں

جہان میں پنجۂ دست جنون ترے ہاتون
برنگ جامۂ گل کب ہے دل فگار نہیں

عدم سے آیا ہون ایکدن عدم کو جاؤنگا
سرائے ہستی فانی مرا دیار نہیں

سرائے ہستی فانی میں دل نہ گھبرانا
ترا مقام نہیں ہے ترا دیار نہیں

مسافران عدم کی خبر نہیں معلوم
دیار کونسا ہے کونسا دیار نہیں

وہ عندلیب ہون میں گلستان عالم میں
کہ ایک گل کی نظر میں بھی خار خار نہیں

بلند نام نہیں چاہتے زمانے میں
نشان قبر سے بندیکو افتخار نہیں

جہان میں گو نہیں فرزند منتہی رکھتا
کلام نیک بھی کیا اوسکا یادگار نہیں

اُن انکھڑیون میں ابھی نشۂ شراب نہیں
ابھی طلوع ہوا جام آفتاب نہیں

بغل میں یار نہیں ساقیا شراب نہیں
جہان میں مجھ سے زیادہ کوئی خراب نہیں

ہوائے سنگ حوادث سے دخل کیا ٹوٹے
یہ دل ہے مردونکا کچھ کاسۂ حباب نہیں

محبت سے وہ معشوق اُسکو ہے زیبا ۔۔۔ سفید بال نہین موسم خضاب نہین
صدائے قلقل مینا مجھے نہین آتی ۔۔۔ مرے سوال کا شیشے مین کچھ جواب نہین
نہ دیکھ دل تو کبھی چشم بے مروت کو ۔۔۔ وہ جام منھ نہ لگا گر شراب ناب نہین
پسند طبع نہین تنگ چشمی جانان ۔۔۔ ہزار شکر کہ مین مورد عذاب نہین
دکھا کے آئینہ اُس شوخ کو کہا ہم نے ۔۔۔ تو بے مثال نہین یار لاجواب نہین

ولہ

ہے شباب صنم بہار کے دن ۔۔۔ عاشقون کے یہ ہین شکار کے دن
دیکھ لے تنگ چشمی جانان ۔۔۔ یاد کر صدمہ فشار کے دن
توبہ کی ہے قمار عشق سے آج ۔۔۔ گذری جو کچھ تھی اپنی ہار کے دن
صبح جنت سے کم نہین ہرگز ۔۔۔ سخدا مجکو وصل یار کے دن
منڈ گئی زلف اُس پری وش کی ۔۔۔ کٹ گئے اپنے انتشار کے دن
گیارہ بارہ برس کا ہے سن و سال ۔۔۔ اُسکے جوبن کے ہین بہار کے دن
یہ دم احتراز ہم پہ کھلا ۔۔۔ تھے بہت سخت انتظار کے دن
وحشت دل ہے اپنی زورون پر ۔۔۔ شاید آ پہنچے پھر بہار کے دن
خواہش دخت رز ہے آئے بہار ۔۔۔ پھر پھرے رند بادہ خوار کے دن
گذرا جوش شباب کا عالم ۔۔۔ چل بسے اپنے افتخار کے دن
رنگ لائی ہے پھر بہار چمن ۔۔۔ پھر ہین تفریح بادہ خوار کے دن
عفو ہوگا نہ جرم اہل نفاق ۔۔۔ نہ پھرینگے گنہگار کے دن

پیری آئی شباب چل نکلا
مصحفی یاد کر مزار کے دن

بزم عالم مین بہت ہمنے مارے ہاتھ پاؤن ۔۔۔ تیری صورت کے نہ دیکھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن
بحر الفت مین بہت سے ہمنے مارے ہاتھ پاؤن ۔۔۔ لگ رہے مانند خس آخر کنارے ہاتھ پاؤن
عالم پیری ترا دو نوجوان مین ہو برا ۔۔۔ موم کر ڈالے مرے کیسے کرارے ہاتھ پاؤن

عاشق ہوئے کمر کی لیے پھرا وہ بے خبر — سوکھ کر تنکا ہوئے ہیں اُسکے سارے ہاتھ پاؤن

میری خدمت سے نہایت خوش ہوا وہ بد مزاج — وصل کی شب کام آئے اپنے بارے ہاتھ پاؤن

بحرِ ہستی میں ملا ہمکو دُرِ مقصد نہ حیف — موج کے مانند کیا کیا ہمنے مارے ہاتھ پاؤن

وقتِ ذبح بولا قاتل عاشقِ ناشاد سے — ٹکڑے کر ڈالا کبھی تونے جو مارے ہاتھ پاؤن

کھیل رہتا ہے لوگوں پہ مری اوقات کا — چلتے پھرتے ہیں ہمارے بے سہارے ہاتھ پاؤن

تیکھی تیکھی اونکی چتون بانکی بانکی اُنکی چال — بھولی بھولی اُنکی صورت پیارے پیارے ہاتھ پاؤن

عجز نادانی اسے کہتے ہیں کیا روزِ جزا
منتہی اپنے کئے کو خود بکارےگا ہاتھ پاؤن

نہ دل مجھے نظر آتا ہے سینۂ نل میں — پتا نہ معنی کا پاتا ہوں شخصِ مہمل میں

یہ چشم کہتے ہے اشکی ابھی ابھی پل میں — کہو تو پھاڑ کے تھگلی لگاؤں بادل میں

خیالِ زلفِ صنم سے ہے دل مرا مملو — بھرا ہوا ہو لبالب یہ مشک بوتل میں

پڑا ہوں درد کشوں میں میں تیرہ بختی سے — اندھیری رات کے اندر پھنسا ہوں دلدل میں

گذر نہیں دلِ ویران میں اپنے نالے کا — گرج رہا ہے مگر شیر آج جنگل میں

نہیں ہے زلفِ سیہ کار روئے روشن پر — دھواں سا دیکھتا ہوں میں فروغِ مشعل میں

پسند ہیں دلِ صد چاک کو ہے ساعدِ یار — لٹک رہا ہے قفس اپنا شاخِ صندل میں

لطیف روح سا ہوتا نہیں ہے جسم کبھی — سوار کا نہیں دیکھا وقار پیدل میں

نشان خط کا نہیں اُسکے روے روشن پر — دھوئیں کا نام نہ تھا طور کی بھی مشعل میں

خیال گرمیِ رخسارِ یار ہے دل میں — دبی ہے آتشِ گل آج اپنی منقل میں

وہ دیکھے اگر یار کو مرے پل بھر — سلائی نیل کی پھیرون میں چشمِ احول میں

مری زبان میں عالم ہے تیغِ برّان کا — تری نگاہ کی شوخی ہے صاف چنچل میں

گرا ہیں دیتے ہو کس کس کے اتنے کیوں پیارے — مگر بندھا ہے کوئی دل تمھارے آنچل میں

سمور و قاقم و سنجاب شاہ کو ہو نصیب
یہ منتہی ہے گدا گرم اپنے کمل میں

ہمارے دل کو تسلی نہیں قیام نہین — فلک کی طرح کہین اسکا اک مقام نہین
رُخ حبیب پہ خط سیہ کا نام نہین — یہ صبح وہ ہے کہ جسکی جہان مین شام نہین
ہمارا جذبۂ دل ہم سے آج کہتا ہے — نہ اوسکو کھینچ کے لاؤن تو میرا نام نہین
ہوائے دہر مخالف سے بجھ نہین سکتا — یہ داغ دل ہے ہمارا چراغ بام نہین
نہ حکم کر کسی اغیار سے شہ خوبی — تمھاری خدمت عالی کو کیا غلام نہین
ابھی نہین دل نالان اسیر کاکل یار — ابھی یہ مرغ خوش الحان اسیر دام نہین
خدا ہی جانے کہ یاران رفتہ ہین کس جا — کبھی پیام نہین ہے کبھی سلام نہین
جدا جدا ہین زمانے مین عاشق و فاسق — جنون پختہ ہے اپنا جنون خام نہین
بزنگ ابلق ایام دشت عالم مین — سمند ناز کے منھ کو ذرا لگام نہین
کرے گی عود جوانی نہ عہد پیری مین — یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین
شہید تیغ تبسم کا ہون مگر ناصح — جو میرے خون کا دنیا مین انتقام نہین
گداز طبع کی خاطر ہے شاعری کی رمز — یہ بہر خاص ہے اے دل یہ بہر عام نہین
انیس دختر رز ہے رفیق ساغر مے — ہماری بزم مین ہرگز عدو کا نام نہین
رموز عشق سے جنکو نہین ہے آگاہی — اثر پذیر ہمارا انہین کلام نہین
کسی کے برق نگہ کی جگہ نہین دل مین — کسی کی تیغ ابھی قابل نیام نہین
نہین ہے اشک مسلسل مین اپنا لخت جگر — ہماری سبحہ صد دانہ مین امام نہین
حلال دختر رز ہے نکاح سے منعم — حرام اُسکو ہے جسکی گرہ مین دام نہین

نظر مین چشم مروت نگہ مین دست کرم
کچھ اور اوسکی بجز منتہی کو کام نہین

وہ جب اپنی تیغ دو دم دیکھتے ہین — یہ عشاق سوئے عدم دیکھتے ہین
کہین ہم جو نقش قدم دیکھتے ہین — وجود و عدم کو بہم دیکھتے ہین
جو تحریر لوح و قلم دیکھتے ہین — وہی لوح دلپر رقم دیکھتے ہین
کسی سے جو وصل صنم دیکھتے ہین — خدا کی خدا سے کو ہم دیکھتے ہین

نگاہیں تری یاد آتے ہیں پیارے
کسی دم جو تیغ دو دم دیکھتے ہیں

جو شیدائے چشم مخمور ہیں ساقی
وہ کب جانب جام جم دیکھتے ہیں

کوئی نقش نقشیں ایک صورت پہ مرتی
سرا سر حدوث و قدم دیکھتے ہیں

کمر کا تری دھیان آتا ہے جس دم
بہت پا رسوئے عدم دیکھتے ہیں

بھر آتا ہے دل اپنا کچھ یاد کر کے
کسی کی جو ہم چشم نم دیکھتے ہیں

کدھر بت کہاں کے حسین زمانہ
ہر اک شکل میں تجکو ہم دیکھتے ہیں

لگے رہتے ہیں سوئے در اپنی آنکھیں
یہ کس شخص کی راہ ہم دیکھتے ہیں

ہوا و ہوس تیرے تا تو نے انسان
زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہیں

زمانے میں یوں تو بہت سے ہیں خوش گو
مگر منتہی سا بھی کم دیکھتے ہیں

بتوں کے وہ جور و ستم دیکھتے ہیں
نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہیں

جو پھر پھر کے ہم دمبدم دیکھتے ہیں
تری راہ فضل و کرم دیکھتے ہیں

صفا صورت آئینہ دل ہے کس کا
بہت اس زمانے میں کم دیکھتے ہیں

مگر ڈھونڈتا ہے جوانی کو شاید
بہت پشت گردوں جو خم دیکھتے ہیں

پئے سیم و زر اس جہاں میں ہر اک کو
برنگ ندیم و ندم دیکھتے ہیں

وصال صنم یاد آتا ہے ہمکو
کسی کا جو جاہ و حشم دیکھتے ہیں

گدا سے اگر کے شاہ تک جاتے ہیں
ترا جب یہ لطف و کرم دیکھتے ہیں

ہر اک آشنا دوست ظاہر کئے تھے سب
وہی دوست اک اپنا غم دیکھتے ہیں

جنھیں خاکساری کی دولت ہے حاصل
وہ کب سوئے جاہ و حشم دیکھتے ہیں

ہر اک طائر دل کو باغ جہاں میں
گرفتار دام الم دیکھتے ہیں

جنھیں شوق ہے جنس وصلت کا انکی
وہ کب سوئے دام و درم دیکھتے ہیں

کھلی جنپہ ایسے ہے بے ثباتی جہان کی
وہ جو اپنا نقش قدم دیکھتے ہیں

کہو منتہی سا کن کربلا سے

سجیے تو تمھارے قدم دیکھے ہین

ولہ

پھر بہار آئی ہے پھر زخم جگر آلے ہین
شاد ساقی ہے وہان جان کے یہان لالے ہین

جگر و دل جو مرے گو دیونکے پالے ہین
طپش عشق سے آتش کے وہ پرکالے ہین

قیس سے وامق و منصور سے کہیو یہ صبا
ہم نے بھی کوئی محبت مین قدم ڈالے ہین

زعین دیکھ کے ہمکو وہ لگا یون کہنے
ہے جوانی کی انھین نیہ یہ متولے ہین

دل مین جا جکی رہی ہے یہ وہی گیسو ہین
آستین مین جو پلے ہین یہ وہی کالے ہین

کیا بہار آئی ہے کیا آتش گل بھڑکی ہے
شجر گل نہین ہر باغ مین جو لے ہین

فرقت یار مین ہے کون مرا یار و امین
شب تنہائی ہے یا دل کے مرے نالے ہین

صفت گوہر دندان ہے سراسر اسمین
میرے اشعار نہین موتیونکے مالے ہین

نغمۂ بلبل شیدا کو کہا سن سن کر
بس یہی عاشق بیدل کے مرے نالے ہین

سو جتی براہ محبت نہین تجکو ہرگز
پردے آنکھون کے نہین شیخ تری جا بیز

منتھی کرتے ہین وہ جور و ستم جا بیجا
جگر و دل نہین ہمنے اونھین ڈالے ہین

ہزار دل ہین جسکے خریدار ہین
ہم اوس یار کے ایک ہی یار ہین

ہم اوس چشم کے عاشق زار ہین
وہ بیمار ہے جسکے بیمار ہین

ہم اوس نرگسی چشم کے زار ہین
کہ جسکے مسیحا بھی بیمار ہین

صبا سے سوا تیز رفتار ہین
ہوا کے وہ گھوڑے پہ اسوار ہین

نظر آئی ہے جب سے تصویر یار
ہم اوسوقت سے نقش دیوار ہین

غم و رنج و اندوہ و حرمان و یاس
ہمارے بھی کیا کیا مددگار ہین

طلب کر رہا ہے وہ دل پے وصال
وہ عیار ہے ہم بھی ہشیار ہین

گل باغ گلشن مین بے روئے یار
نظر مین مری صورت خار ہین

خزان آئی دست جنون چل بسا
یہ ہاتھ اندنون اپنے بیکار ہین

وفا و عدہ وصل کرتے نہین بڑے آپ جھوٹون کے سردار ہین
بھرے دل مین ہین سکۂ داغ عشق خزانے مین اپنے بہ دینار ہین
عدم مین گہے گہ میان وجود گھے وار ہین ہم گھے پار ہین
ہوا و ہوس مین نہین مبتلا بلاؤن مین گو یا گرفتار ہین
ہمارے سخن بس درم امتحان عدو کے لئے تیز تلوار ہین
زمانے سے ہین بے غرض منتہی
وہ اس مرتبہ تو گرفتار ہین

جب وہ پہلو سے ہنس کے ہٹتے ہین زخم دل کے تمام پھٹتے ہین
وہین گور پر نہین ہوتے یہ گڑے ہے کب کسی سے پٹتے ہین
قدر اہل سخن کی گھٹتے ہے شجرہ میوہ دار چھٹتے ہین
تند خو ہین کہ بات بات مین تاؤ آستینون کو وہ اولٹتے ہین
جو ہین تیغ نگاہ کے کشتے اوسکے کوچے مین اور کٹتے ہین
جب سے عہد شباب گذرا ہے چاند کیطرح روز گھٹتے ہین
اہل دنیا بھی خوان نعمت سے کیا مگس کیطرح چمٹتے ہین
لب پہ آہ و فغان نہین شب و روز اسطرح تیرا نام رٹتے ہین
گیسوئے یار دل کو عاشق کے کیا بلا کی طرح لپٹتے ہین
جھیلتے ہم ہین جنگ حسن و عشق مرد میدان بھی کوئی ہٹتے ہین
پھلی باتون کا گر کرونگا بیان پھر کھوگے ہین اوسلٹتے ہین
نہین آفتادگان ہون چین جبین خاک کے فرش کب سمٹتے ہین
جو ہین دنیائے دون پرستی پہ
منتہی ذرہ او سنے ہٹتے ہین

مینا ہے مے ہے یار ہے غمگسار ہین
مجپر بڑے کرم ترے پروردگار ہین

دل سے در حبیب کے جو خاکسار ہین
اُنکے فلک پہ نام زمین پہ مزار ہین

سنتے نہین کسی کی چڑھا ہے غرورِ حسن
گھوڑے پہ اندنون وہ ہوا کے سوار ہین

رنگ رواں رواں ہے شب و روز دشت مین
شاید وہان پہ دفن دلِ بیقرار ہین

شبنم نہین پڑی ہے گلستان پہ رات بھر
موتی عروس گل پہ سراپا نثار ہین

سرخی نہین شفق کی فلک پر ہر جا بجا
شاید چڑھے ہوئے شہدا کے غبار ہین

انجم فلک پہ جلوہ نما گُل زمین پہ
پنہان جو تیرے راز تھے وہ آشکار ہین

دل مین ہر ایک بت کے ہے آتش بھری ہوئی
پنہان جگر مین سنگ کے جیسے شرار ہین

غافل کسی کے حکم سے چلتے ہین ہاتھ پاؤن
جسپر کہ اختیار ہے وہ بے اختیار ہین

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے
دم سے ہوا کے بیٹھتے اُٹھتے غبار ہین

خال سیہ ہے جب سے ترے رخ پہ آشکار
مٹی کے مول نافۂ مشکِ تتار ہین

حسنِ قبول رکھتے ہین جو اشک ناصحو
آنسو نہین وہ سلکِ دُرِ شاہوار ہین

رندانِ پاک باز جنم کا یہ قول ہے ہم غمگسار عشق ہین ہم سنگسار ہین

دل میرا دور بین محبت ہے منتہی
آنکھون کے سامنے شہدا کے مزار ہین

دل و جگر مرے ناز بتان اوٹھاتے ہین
ذرا سے بات پہ کوہ گران اوٹھاتے ہین

خدا ہی خیر کرے رکھ لے ابرو میرے
وہ آج تیغ پئے امتحان اوٹھاتے ہین

دلا ضرور ہے پیری مین عشق سے پرہیز
یہ بوجھ وہ ہے جسے نوجوان اوٹھاتے ہین

صدا یہ زمزمۂ عندلیب سے آئی
مری زبان کا مزا خوش بیان اوٹھاتے ہین

سر سجود کبھی گہ بلند دست دعا
عبث یہ سر پہ زمین آسمان اوٹھاتے ہین

قدم ملال یہ کھتا ہے دل مرا مجھ سے
وہی ہین مرد جو کوہ گران اوٹھاتے ہین

نہ پوچھ حال تو کچھ مجھسے رقص بسمل کا
مزا کچھ اوسکا ترے نیمجان اوٹھاتے ہین

ولہ

ہون نسل شاہ سے کہ امیر کبیر ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون ترے درکا فقیر ہون

گو بینوا ہون عشق کی دولت سے سیر ہون
آنکھون مین ہمنون کی عبث مین حقیر ہون

تھا یہ اشارا اوس نگہہ برق یار کا
عاشق کے دل کے واسطے بیداد تیر ہون

مدت سے شوق کنج قناعت کا ہے مجھے
روز ازل سے عاشق نان فطیر ہون

وارفتہ ہون مین جادۂ کوئی طریق کا
سچ تو یہ ہے لکیر کے اوپر فقیر ہون

سمجھا حسین نہ مجسا ہے عاشق جہان مین
تو لاجواب یار ہے مین بے نظیر ہون

مدت سے ہون مین شیفتہ گیسوئے صنم
روز ازل سے دام بلا مین اسیر ہون

جاؤن حرم کی سمت کہ بتخانے کی طرف
قدرت ہی کیا مری کہ مین عبد قدیر ہون

کہتا ہے وقت گریہ مرا دامن مژہ
مین ابر زر فشان ہون مین ابر مطیر ہون

دل مین ہے میرے داغ محبت کا جلوہ گر
ماہ فلک کی طرح سے روشن ضمیر ہون

دیہیم و تخت و ملک نہ دیتا وہ کیا مجھے
خود منتہی مین قابل فرش حصیر ہون

کون اس دام محبت مین گرفتار نہین
صاحب سبحہ نہین صاحب زنار نہین

ملتے کس وقت مجھے درہم و دنیار نہین — ابر رحمت مرا کس روز گہربار نہین
زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد — ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین
کون دنیائے دنی کے نہین رہتا درپے — دام تدویر مین یہان کون گرفتار نہین
دلکو دنیائے دنی سے نہین رہتی رغبت — حبت ہرجائی سے رکھتا مین سروکار نہین
نہین بچتا نہین بچتا کبھی مارا اسکا — نگہ یار تو خنجر نہین تلوار نہین
پھر بھی دیوانگی کسدن نہین ہوتی مشہور — کب یہ سودا مرا اکبا سر بازار نہین
کس کو اوس زلف سیہ کا نہین سودا رہتا — کون اوس نرگس بیمار کا بیمار نہین
طینت بد کے سوا کوئی نہین بدخصلت — خوش طبیعت سا کوئی اور خوش اطوار نہین
سائبان ہو میرے سر پہ ترے دامن کا وہان — سیکڑون کوس جہان سائۂ دیوار نہین

کثرت عالم امکان بجز واحد پاک
منتہی یاد رہے کوئی ترا یار نہین

دیر و حرم کو چھوڑ کے اے دل چل بیٹھو میخانے مین
خوب گذر جائیگی اپنی ساقی سے یارانے مین

سیر طبیعت ہو جائیگی نشہ جو ہے ہووے گا وہی
فرق نہین ہے ساقی ہرگز چلو مین پیمانے مین

روح ہے جب تک جسم کے اندر جسم پہ رونق ہے
کاشانہ آباد ہے جبتک بلبل ہے کاشانے مین

دشت تمنا قطع ہوا برباد ہوئی ہے حرص و ہوا
زیست کی صورت اپنی بندہی اے نفس ترے مرجانے مین

سچ ہے دلکو اپنے بھی جز یاد صنم کچھ دہیان نہین
دیکھ تو اے ناصح کیسی ہشیاری ہے دیوانے مین

فکر دنیا سے چھٹے اس رنج جہان سے پائی نجات
لاکھ طرح کی راحت پائی اک اپنے مرجانے مین

پیشِ جنون بخیہ ادل سوت زیست سے خوشتر ہے
شمع کے آگے رقص کنان تھا پروانہ جلجانے مین

حسنِ نیرنگ اوس مہروکا دلِ حزین مین رہتا ہے
چشم بنا ہو تو دیکھے بستی ہے ویرانے مین

نقشِ محبت کہین نپایا لوحِ دلِ پرانسان کے
پھرا قلم کی صورت سے مین برسون اک اک خانے مین

ولہ

جدا کب وہ دیر و حرم جانتے ہین
جو تحریرِ لوح و قلم جانتے ہین

مزہ جو قناعت کا ہم جانتے ہین
زمانیکی عشرت کو غم جانتے ہین

نصیحت ترسے واعظِ بے حقیقت
وہ فقرے ہین ہم اُنکو دم جانتے ہین

ہر اک شے مین ہے جلوہ گر اُسکا جلوہ
اُسی کی قسم اُسکو ہم جانتے ہین

تنفر ہے نعمت سے دنیا کی جنکو
وہی نوش دار و کو سم جانتے ہین

حبیبِ خدا عاشقِ حق تعالے
حدوث آپ کا ہم قدم جانتے ہین

سوا ہے گذر جب سے دشتِ فنا مین
وجود اپنا نقشِ قدم جانتے ہین

اگر ہفت اقلیم کا پادشا ہے
ترا بندہ بے درم جانتے ہین

جو ہین محو نیرنگ حسن صنم کے
وہ صحرا کو باغ ارم جانتے ہین

قدم جب سے رکھا ہے دار فنا مین
وجود و عدم کو ہم جانتے ہین

قناعت کا جن کو مزا آگیا ہے
وہ جام گلی جام جم جانتے ہین

ہر اک دل مین ہے جلوہ اُس رب کا پلد
ہر اک گھر کو بیت الصنم جانتے ہین

حبابون کی مانند بحرِ جہان مین
وجود و عدم کو بہم جانتے ہین

وہ ہے میرے معبود کا ایک بندہ
جسے لوگ میر اُمم جانتے ہین

نہ ہم دوست کیا نیکا جنکو مزا ہے
وہ شادی زمانیکی غم جانتے ہین

مئے عشق پیتے ہو چھپ چھپکے ہم سے

میان منتھی ہمتکو ہم جانتے ہین

کہتا ہے زمانہ اک تدبیر ہے یا مین ہون — میرا یہ مقولہ ہے تقدیر ہے یا مین ہون
مین دیکھتا رہتا ہون مہ کو شب فرقت مین — اُس چہرۂ انور کی تصویر ہے یا مین ہون
وہ عالم رؤیا مین مجکو نہ نظر آیا — اُس خواب پریشان کی تعبیر ہے یا مین ہون
جس روز کہ ہوویگا ہر اک کا حساب دل — اُس روز مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون
اُنکا ہی نفرت ہو وہان نام سے عاشق کی — یہان جذبہ الفت کی تاثیر ہے یا مین ہون
وہان عفو کرم تیرا ہو جوش پہ اے پیارے — یہان جرم ہے عصیان ہے تقصیر ہے یا مین ہون
ہووے دل شیدا کو گر شوق شہادت کا — پھر قاتل عالم کی شمشیر ہے یا مین ہون
وحشت مین نظر آئی شب خواب مین اُس کاکل — اکدن در جانان کی زنجیر ہے یا مین ہون
جس روز کہ پوچھین گے محشر مین عمل میرے — اُس فرد مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون
وصف اُس گل رعنا کے ہین ورد زبان سب کے — گلزار مین بلبل کی تقریر ہے یا مین ہون

جس تیر نگہ نے کل برمایا دل عاشق
اے منتھی ہان اکدن وہ تیر ہے یا مین ہون

جور افلاک بسکہ جھیلے ہین — ایسے پاپڑ بہت سے بیلے ہین
گہ حضوری ہے گاہ ہے دوری — گہ اکیلے ہین گہ دوکیلے ہین
اسپ تازی نظر نہین آتے — ٹٹو خرون سے بھرے طویلے ہین
کہتے ہین یہان جسے قمار عشق — کھیل ایسے بہت سے کھیلے ہین
جیتے ہین وہ قمار عشق مین یار — جان پر اپنی جو کہ کھیلے ہین
ٹھوسے کب جنگ حسن مین یہ شیخ — ایک مدت کے یہ بھگیلے ہین
پاس اپنے دوئی کا نام نہین — جب سے پیدا ہوئی اکیلے ہین
نہ دکھا ناصحہ مین آنکھین بکسر — پاس اپنے بھی قل کے ڈھیلے ہین
کفر و دین کا ہو فیصلہ کیونکر — ایک مدت کے یہ جھمیلے ہین
دیر و کعبہ کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا — ایسے دیکھے بہت سے میلے ہین

گریہ پراثر کے شدت ہے
صاف آبِ بقا کے ریلے ہین

بھیجا اپنا خیال اُس بت نے
جب سنا منتھی اکیلے ہین

خنجر حرص و ہوا سے یہ گذرتا ہی نہین
نفسِ اماره کسی طرح سے مرتا ہی نہین

جن چڑھا عشق کا سر پر تو اُترتا ہی نہین
ڈوبا دریائے محبت کا اوبھرتا ہی نہین

شوخیِ حسن نے مغرور کیا یہ اُسکو
نقدِ دل لیکے کسی کا وه مکرتا ہی نہین

تا گلِ حسن سے دامان نگہ بھر جائے
سامنے سے وه مرے شوخ گذرتا ہی نہین

پھر عبث رند قدح خوار کو کہتا ہے برا
قہرِ قہار سے اے شیخ تو ڈرتا ہی نہین

گو تہِ زد یار کے ہوتا نہین سودا میرا
داغ اس دل کا کسی طرح اُبھرتا ہی نہین

عشق کا ل نہین جائیگا مرا تا دمِ مرگ
یہ وه دریا ہے چڑھا جبکہ اوترتا ہی نہین

سیر ہوتا نہین دل دولتِ وصلت سے مرا
جس طرح دیدۂ حارص کبھی بھرتا ہی نہین

جب سے جوبن نے جوانی کے اُبھارا ہے اُسے
پاؤن پورا وه زمین پر کبھی دھرتا ہی نہین

منع کرتا ہون نہ جا کوچۂ سفاک کو یار
دل تو کمبخت کسی صورت مرا کرتا ہی نہین

طول نے عمر کے ایسی مجھے ایذا دی ہے
جس سے کچھ کہتا ہون وه کہتا ہے مرتا ہی نہین

منتھی ہے متوکل مجھے معلوم ہوا
شام کو ملتا ہے جو صبح کو دھرتا ہی نہین

حسنِ شباب لگیا تدبیر کیا کرون
افسوس ضبط ہو گئی جاگیر کیا کرون

پوچھا جو مجھ سے حشر مین کہد و گنا ہلا
عاجز گناہگار ہون تقریر کیا کرون

دنیائے دو ٹکا شیخ طلبگار ہین نہین
پھر لیکے تیرا جامۂ تذویر کیا کرون

عاصی گناہگار ہون مجرم ازل سے ہون
مین پھیر کے زاہدا خطِ تقدیر کیا کرون

ہے لوحِ دلپہ نقش جو صورت نگار کی
مین لیکے کاغذی کوئی تصویر کیا کرون

عاشق ہین اُسکی زلفِ سیہ فام کا نہین
پھر دیکھ کر نوشتۂ تقدیر کیا کرون

جوشِ جنون ہے اور نہ فصلِ بہار ہے
حدّاد لیکے مین غل و زنجیر کیا کرون ہا

کہنے لگا وہ عاشق مفلس کو دیکھ کر
یہ ہے ضعیف صید مین نخچیر کیا کرون

وارفتہ مزاج ہون صحرا نوزد ہون
مین ہول لیکے خانۂ زنجیر کیا کرون

قابو مین گر نہ ناربو یہ ہنیر جاسئے
قبضہ نہ ہوئے جسپہ وہ شمشیر کیا کرون

ہوتا نہین ہے اسمین کم و بیش آج کل
پھر دیکھ کر نوشتہ تقدیر کیا کرون

مین جذبہ دل سے اُسے کھینچ لاؤن گا
نقشِ درم سے اُسکو مین تسخیر کیا کرون

دنیائے دون کے واسطے عقبیٰ نہ لانہین دو
تقدیر کو حوالہ تدبیر کیا کرون

شب بھر فلک نظر نہین آتا ہے ملتفتی
آہ جگر خراش کو مین تیر کیا کرون

پردیس مین پھرا ہے سکندر کہان کہان
لے لے گیا ہے اُسکو مقدر کہان کہان

گاہے کمر پہ رخ پہ سرو دوش پر کبھی
دیکھی ہے ایک زلف معنبر کہان کہان

کعبہ مین وہ ملا نہ کبھی دیر مین صنم
کھائے ہین داغ دلپہ جگر پر کہان کہان

دیر وحرم مین جلوۂ جانان ہے اُسکا
روشن ہر ایک ہی یہ انور کہان کہان

مدت کے بعد مین جو گیا بزمِ یار مین
بولا وہ مجھ سے رُک کے ستمگر کہان کہان

آئینہ ہر حسین کو دل سے پسند ہے
سِکہ پڑا ہے ترا سکندر کہان کہان

ہوتی نہین اذان کہین بجتا گجر نہین
شاید شبِ فراق کو ممکن سحر نہین

نالے کا اپنے کس دل ویران مین گھر نہین
جنگل وہ کونسا ہے جہان شیر نر نہین

زلفِ دراز یار کے مانند نا صحو
طول شبِ فراق مگر مختصر نہین

نالے کئے دعائین بھی کین وصل کے لیئے
معلوم یہ ہوا کہ کسی مین اثر نہین

معشوق ہے یہ نام کو بوئے وفا نہین
موجود ہے گہر مگر آبِ گہر نہین

جاوے نہ کوئی جانبِ معشوق بے وفا
جسجا نہ ہووے راہ وہان رہگذر نہین

اس جنگ حسن وعشق مین عشاق کے حضور
داغ جگر سے بھی کوئی بہتر سپر نہین

معدوم دوست دشمن انسان ہین بے شمار
بیداد گر بہت ہین کوئی داد گر نہین

دیکھا نہیں ہے اُسنے ابھی روے آئینہ　　عاشق کے قتل پر ابھی باندہی کمر نہین
خالی نہین ہے عیب سے کوئی بجز خدا　　مجھہ مین یہ عیب ہو کہ مری پاس زر نہین

کیا کیا دُرِ سخن ہین مرے پاس منتہی
افسوس قدر دان نہین اہلِ نظر نہین

بھری ہے جب سے مئی خوش گوار شیشے مین　　عجب طرح کی ہے ساقی بہار شیشے مین
نہین ہے دخترِ رز گلعذار شیشے مین　　ہمارا بند ہے گویا نگار شیشے مین
نہین ہے جوش مے خوش گوار شیشے مین　　بغیر یار ہے گویا غبار شیشے مین
نہ کس طرح سے مجھے اضطراب ہو ساقی　　کہ میرے دل کا ہے صبر و قرار شیشے مین
پہ رند پاک جسے کہتے ہین سے گلگون　　بہار گل ہے پئے یادگار شیشے مین
پڑا جو عکس رخ و زلف کا ترے ساقی　　دکہاے دیتے ہین لیل و نہار شیشے مین
یہ کس کا نقش مرے دل سے مٹ نہین سکتا　　غضب ہے ہو گوئے کا فرنگار شیشے مین
مجھے عجب ہے وہ ساقی عزیز رکھتا ہے　　ہے صاف شکلِ دلِ بادہ خوار شیشے مین
یہ صاف دل نے کیا رازِ عشق کو ظاہر　　دہری جو چیز ہوی آشکار شیشے مین
صدائے قلقلِ مینا کو سن کے وہ بولے　　چھلک رہا ہے کوئی کیا ہزار شیشے مین
نہین ہے دہیان مرے دل مین ضعف پیری کا　　مئی شباب کا یہ ہے خمار شیشے مین
اوڑا ہے دید سے جسکی قرار دل ساقی　　پری ہے حور ہے کیا شے ہے یار شیشے مین
مذاق اوسکا مجھے دور کی سجھاتا ہے　　یہ کیا ہے ساقی گردون وقار شیشے مین
نہ بند کر اسے فصلِ بہار مین ساقی　　نہ ڈال دخترِ رز کا اچار شیشے مین

ہے نورِ حسنِ صنم منتہی میرے دل مین
بھری ہے رحمتِ پروردگار شیشے مین

ردیف واو

عاشقِ شیدا کا اُسدم دیدہ تر خشک ہو　　جسگھڑی اے جان جان سارا سمندر خشک ہو
اس لئے روتا ہون یاد یار مین مین دم بدم　　تا کسی صورت سے میرا دامن تر خشک ہو

ان حسینون کو کمال حسن سے آگہ کیا
یا الٰہی جلد تر دست سکندر خشک ہو

خار صحرا سے بھی کہیو تو اے باد صبا
جان کیا رکھتا ہے تو میرے برابر خشک ہو

گر رقم اسمین کرون سوز فراق یار کو
جل تجھے نامہ مرا خون کبوتر خشک ہو

پیش قدمی گر کرے اوسکی خرام ناز سے
خاک کا پیوند ہو پائے صنوبر خشک ہو

کام لون مین اپنی آہ آتشین سے جگر
جل تجھے آتش کدہ خون سمندر خشک ہو

پرورش مین ہے تماشا قدرت اللہ کا
تب چھڑے گر طفل کو تو خون مادر خشک ہو

مین وہ محروم ازل تشنہ ہون سوز یار سے
جاؤن جنت مین تو آب حوض کوثر خشک ہو

توڑ کر گلچین نے گل بلبل کو ویران کر دیا
یا خدا وندِ جہان دست ستمگر خشک ہو

جام مے مین نے پیا ہے ساقی گلفام کا
آفتاب حشر سے کب یہ لب تر خشک ہو

یہ زمانہ وہ ہے گر دیکھے برادر کو خوشی
بھڑکے آتش رشک کی خون برادر خشک ہو

میری آہ آتشین کی آنچ اگر اسمین سے لگے
صورت برگ خزان دامان صرصر خشک ہو

اشک آنکھون مین اگر پیدا کرے حسن قبول
رشک سے چشم صدف مین آب گوہر خشک ہو

منتظمی جب دل پسیجے اوس بت بے رحم کا
جگمگے دشت جہان مین سخت پتھر خشک ہو

جوش گل مین باغ کی ہر شجر بے بادہ ہو
ساقیا دست کرم تیرا اگر آمادہ ہو

زندگی سے سیر ہوئے موت کا آمادہ ہو
مجسا بھی یارب نہ دنیا مین کوئے دلدادہ ہو

لقمۂ تر ہوئیگا اکدن وہان گور کا
ہو گدا زادہ کوئی اسمین و یا شہزادہ ہو

اس دل محزون مین ہو وے نور ساقی جلوہ گر
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

دولت ایمان بھی دی حاضر ہے نقد جان بھی یار
ڈھونڈ کر لاؤ اگر مجسا کوئی دلدادہ ہو

زخم گر دل پر لگے تیغ نگاہ یار کا
رہبری کو عشق کی پیدا نیا اک جادہ ہو

طاعت پردہ نشین پر جبکہ گھڑی باندھ ہون کمر
پاش داماں ان کا ہر اک سیرہ کئے سجادہ ہو

کون ہوتا ہے پسند یار اسمین دیکھئے
بچۂ زاہد ہووے یا قلندر زادہ ہو

[illegible]
اسے جنون اگر ہو شوق اپنی رکاب پر آمادہ ہو

نفس کا دل ہی مرا دیکھونگا مین روز حساب　　ہے یقین فرد عمل مانند روئے سادہ ہو

گر کے آرایش کرون شہرہ نسبت الم نام کا　　گلستان اسکو بناؤن جو زمین افتادہ ہو

جو بگولہ دشت مین اوٹھے ہوائے تند سے　　شامیانہ خاکسارون کے لیئے استادہ ہو

کیون نہ پئے دنیا ہوا ہے دل کس لیئے ہو بے ثبات　　صورت نقش قدم کیون خاک پر افتادہ ہو

گر رہائے دو جہان سے چاہتا ہے منتہی

جا اسیر گیسوئے مشکین سید زادہ ہو

پھر زمان زیست مین در در نہ پھرانا مجکو　　ہوس دل سگ دنیا نہ بنانا مجکو

عاشقی سے نہ کرونگا نہ کرونگا توبہ　　کچھ کہین یا نہ کہین عاقل و دانا مجکو

مئی و معشوق کرون ترک بہار گل ریز　　نہین زیبا نہین زیبا نہین زیبا مجکو

جب کبھی آتا ہے اس بحر لطافت کا خیال　　خوش نہین آتی ہے سیر لب دریا مجکو

مئی و معشوق سے جبتلک نہ کہ توبہ کی ہے　　شہر خوش آتا ہے اسدن سے نہ صحرا مجکو

آمد فصل بہاری ہے چمن مین شاید　　لئے جاتا ہے کوئی جانب صحرا مجکو

باوفا یار مین سمجھا کیا ہر اک بت کو　　سالہا سال رہا دھوکے بیجا مجکو

بام پر قامت جانان جو نظر آجائے　　پھر نہ ہوئے ہوس عالم بالا مجکو

باوفا یار میسر نہین ہوتا ہرگز　　راست گو کہتے ہین اس بات پہ دانا مجکو

صورت آئینہ اے یار ترے جلوے نے　　غرق حیرت کیا کیا ہی سراپا مجکو

گردش چشم وہ تیرے ہے کہ توبہ توبہ　　ایک ہی دم مین کریگی تہ و بالا مجکو

دم پہ بنجائیگی یاد آئی گی تقریر اسکے　　نہ سنا بلبل گلزار ترانا مجکو

جانتے عشق کی ایسی ہی بلا ہے بد ہے　　ایکدن گور کا کردے گی نوالا مجکو

خبر وصل ہے عاشق کے لیے شادئ مرگ

منتہی تو نہ سنانا نہ سنانا مجکو

فغان و آہ سے پیدا کیا درد جدائی کو　　غضب مین جان کو ڈالا جتا کر آشنائی کو

نہ آیا بعد مردن بھی لحد پر فاتحہ پڑھنے — میں اتنا بھی نہ سمجھا تھا تری نا آشنائیکو
نہ دل اپنا ہوا اپنا نہ اک بت پر ہوا قابو — کر بن گئے با دیہم ابخدا تیرے خدائیکو
کسی محفل میں جسدم ذکر شمع طور ہوتا ہے — دکھا دیتے ہیں وہ جلکر سر انگشت حنائیکو
فقیر بے نوا اُسکے در دولت کا ہے بندہ — غنیمت جانتے ہیں شاہ تک جسکی گدائے کو
اثر پیدا کریگی آہ اپنی یار کے دلمین — نشانے تک خدا پہنچائے گا تیر ہوائے کو
کبھی ہے فکر دنیا کی کبھی عقبا کا ڈہرکا ہے — آتا رون جا بہ تن سے مین کیونکر ادھر دولائیکو
گریبان ہاتھہ آتا ہے نہ صحرا تک پہنچتا ہون — خدا کے واسطے دیکھو مرے بے دست و پائیکو
فلک وہ تفرقہ پرداز عالم ہے دلا سر پر — غنیمت جانتا ہون گو رسائی اپنی رسائیکو
شکستہ دل ہیں ہر دم ہر گھڑی ہین جانکے لالے — کرون کیا نوش دارو کو مین کیا لون مومیائیکو

تمنائے دلی نے منتہی کہو یا شیخت کو
ملایا خاک مین دست ہوس نے بیزرائیکو

ممکن مجھے جو ہو بے ریا ہو — مسند ہو کہ اسمین بوریا ہو
جب قابل دید دلربا ہو — اللہ کرے کہ باوفا ہو
بھیجا تھا مین خط شوق کب سے — معلوم ہوا کہ تم خفا ہو
بے تابئے دل اگر دکھاؤن — کوئے نہ کسی کا مبتلا ہو
مرتا ہے زر پہ اہل دنیا — نامرد کو کیا خواہش طلا ہو
مٹی کر دے جو آپکو تو — نظرون میں خاک کیمیا ہو
آئی ہے فصل گل چمن مین — اے ہوش و خرد چلو ہوا ہو
کیسا نہ مجھے دربدر پھرایا — اے خواہش دل ترا برا ہو
دکھلائے تو نے یار کی شکل — اے جذبۂ دل ترا بھلا ہو
لپٹو نہ مجھے آکے ہجر کی شب — اے گیسوئے یار اگر بلا ہو
اے منتہی بزم یار کا حال

غیر ممکن ہے ہوس نعمت کی دل سے دور ہو
جائے سے تکیہ زیر زانو گو سر فغفور ہو

روبرو قاتل کے کرتے چاہ کا مذکور ہو
منہ پہ کہتا ہے خوشامد حضرتِ دل شور ہو

بے کمالِ عشق سر چھوڑی چڑھے ہے دار پر
دخل کیا فرہاد ہو مقدور کیا منصور ہو

ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے آپکی
ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہو

فصلِ گل مین میکشی کی گر نہین دنیا صلاح
دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو

گر جگہ دل مین تمہاری یار کے باقی نہین
لب بلب ہو منحنی تو بھی نہایت دور ہو

جو بن بتِ سفاک کا ڈہل جائے تو جانو
کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو جانو

دل سے ہوس وصل نکل جائے تو جانو
سر سے مرے سودے کا خلل جائے تو جانو

شعلہ طپشِ عشق کا گو سر بہ فلک ہے
ساقی خمِ گردون یہ ابل جائے تو جانو

میخانہ سے میکش کہین نکلی تو یقین ہو
میخار رون کا دنیا سے عمل جائے تو جانو

بھکایا ہے دل کو مری الفت نے نہایت
ناصح تری باتون سے بہل جائے تو جانو

میری طپشِ عشق کی گرمی کے سبب سے
اکدن شمعِ طور پگھل جائے تو جانو

مدت سے طبیعت مری مضطر ہے پئے یار
واعظ ترے فقروں سے بہل جائے تو جانو

فصلِ گل و مل ایکی کہین خیر سے گذرے
واعظ ترے فقروں سے بہل جائے تو جانو

ولہ

بہتر ہو یہ کی کسی اور سے کچھ ساز نہو
حشر کو غیر کی جانب نگہہ ناز نہو

حسرتِ دید چمن دہشتِ دامِ صیاد
پوچھئے اوس سے جسے طاقتِ پرواز نہو

باتون باتون مین نہ آجائے کہین دل اوپر
بیٹھے بیٹھلائے طبیعت کہین ناساز نہو

ایک مدت سے فلک پر ہے دماغِ عاشق
اسکے پردے مین کہین وہ بتِ طناز نہو

دوست جانی جو بنا ہے کہین دشمن نہ بنے
جو کہ دمساز بنا ہے وہی غماز نہو

وہ بھی کیا دوست نہ ہو جسمین ذرا بوئے وفا
وہ بھی معشوق ہے جسمین کوئی انداز نہو

[illegible]

مال سمجھے نہ حقیقت کو ذرا اہلِ مجاز ‏— قائلِ سحر کبھی مائلِ اعجاز نہ ہو
بے اثر نالہ ہی ہو وے تو کرے کیا عاشق ‏— موت ہو صید کی گر قوتِ پرواز نہ ہو

منشی تیرہ وہ ماروں نہ ملے جسکا پتا
وہ کروں نالہ کہ جسمیں کبھی آواز نہ ہو

آبِ رواں ہو باغ ہو جامِ شراب ہو ‏— اپنی بغل میں یار کوئی انتخاب ہو
ساقی ہو بزمِ یار ہو جامِ شراب ہو ‏— پھولا ہوا چمن میں گلِ آفتاب ہو
دریا چڑھا ہے اس اشکِ مسلسل کا جس گھڑی ‏— میں جانتا ہوں گنبدِ گردوں حباب ہو
سایہ فگن ہو دامنِ محبوب اس گھڑی ‏— جس دم چمکتا سر پہ مرے آفتاب ہو
دکھے نہ دل کسی کا جہانِ خراب میں ‏— ایسا نہ ہو کوئی عملِ ناصواب ہو
اٹھے غبار اس دلِ مضطر کا جس گھڑی ‏— مجکو یقین یہ ہے کہ فلک کا جواب ہو
شوقِ دلی مجھے وہاں لیجائے گا ضرور ‏— جسجا کہ حور پاس ہو عہدِ شباب ہو
دنیائے بے ثبات کا افسانہ گر کہوں ‏— سیرِ جہاں دلا تری آنکھوں میں خواب ہو
دستِ طمع کو توڑ کے مقصد کو کر حصول ‏— دنیائے دوں سے ہاتھ اوٹھا کامیاب ہو
نعرہ کروں میں دل سے نیستاں جس گھڑی ‏— زہرا تمھارا شیرِ ژیاں آب آب ہو
ہوتا تو ہے بتوں کا طلبگار تو دلا ‏— ایسا نہ ہو ترا کہیں خانہ خراب ہو

کونین کا مزا تجھے حاصل ہو منشی
ہر نیک و بد سے تجکو اگر اجتناب ہو

چل بسا سوئے صنم یہ دلِ شیدا دیکھو ‏— پھر گیا مجھ سے مرے گود کا پالا دیکھو
پھر بہار آئی ہے پھر ہوتا ہے سودا دیکھو ‏— دل کھنچا جاتا ہے پھر جانبِ صحرا دیکھو
زلف ہے رخ کے قریں اور تماشا دیکھو ‏— پاس کالے کے دھرا شیر کا پیالا دیکھو
کثرتِ اشک نے پیدا نہ کیا حسنِ قبول ‏— موتیوں کا نہ لگا انگ تو لالا دیکھو
اشک باری سے مٹا وہ دلِ مضطر کا غبار ‏— خفقان ہو وے تو موجِ لبِ دریا دیکھو
لقمۂ بغض دنیا تھا ہمیشہ جس کو ‏— ہو گیا گور کا آخر وہ نوالا دیکھو

بارِ اُلفت کے اُٹھانے پہ ہوا جاتا ہے
دل کو دیکھو مرے اور حوصلا اسکا دیکھو

آ گئے ہو تم تو طلسمات جہان کے اندر
دور سے منزلِ ہستی کا تماشا دیکھو

لب پہ مرتا ہون کبھی سبزۂ خط پر گاہے
حال کو میرے ذرا خضر و مسیحا دیکھو

دمبدم دیتا ہے ترغیب خیالِ جاناں
مجکو دیکھو مرے اس دل کا تقاضا دیکھو

مے اُلفت سے جو اُس یار کے توبہ کی ہے
لوگ کہتے ہین مجھے عاقل و دانا دیکھو

پوچھتے کیا ہو مرے وحشتِ دل کی وسعت
اسکو دیکھو نہ کوئی دشتِ جنون زا دیکھو

جلوۂ داغِ دلی ہے مرا کس زور روں پہ
کس چمک پر ہے مرا عرش کا تارا دیکھو

وقفۂ زیست کھلے چشم حقیقت بین سے
جا کے جو وقت حبابِ لبِ دریا دیکھو

پور مہندی کا دکھا کر وہ لگے یون کہنے
منتہی آ ذرا یدِ بیضا دیکھو

اوڑ گیا خاک سا جسنے کہ اوڑایا مجکو
مٹ گیا آپ وہ جسنے کہ مٹایا مجکو

شب جو وہ گیسوئے شبگون نظر آیا مجکو
تیرہ بختی کی سیاہی نے دبایا مجکو

اُسنے جب موئے کمر اپنا دکھایا مجکو
عالمِ غیب کا نقشہ نظر آیا مجکو

گردشِ چشم صنم کا جو رہا آوارہ
نہ کبھی ابلقِ ایام نے پایا مجکو

مارِ گیسو مجھے دکھلا کے وہ طفلک جسکا
ڈر گیا آپ وہ جسنے کہ ڈرایا مجکو

ہوش جسدن سے ہوا چشم حقیقت بین کا
جسطرف دیکھا اودہر تو نظر آیا مجکو

عیش و عشرت کی ہوس نیست ہین کیا کیا نہوئی
نفس امارہ نے کیا کیا نہ ستایا مجکو

حسنِ نیرنگ نے رنگ جو لایا بجدا
قدرتِ حق کا تماشا نظر آیا مجکو

شام سے تا بہ سحر منتظرِ یار رہا
رات بھر طالعِ خفتہ نے جگایا مجکو

نہ کوئی میری طبیعت سے خبردار ہوا
نہ کسی نے کبھی اس بزم مین پایا مجکو

نام کے بدلے مجھے عشق نے بدنام کیا
عوض آبِ بقا زہر پلایا مجکو

اوڑ گئی نیند نہ پھر تا بہ سحر آنکھ لگی
اپنا افسانۂ غم جسنے سنایا مجکو

بیقراری نے شبِ ہجر دلِ مضطر کی
گاہ بٹھلایا مجھے گاہ اُٹھایا مجکو

روح کو میری ملا جسم گلی واہ نصیب — خاک مین صانعِ قدرت نے ملایا مجکو

جستجو نے تری اے شعلۂ حسنِ خوبی — دربدر صورتِ خورشید پھرایا مجکو

دیکھکر یار زمانے کے چلن کو ٹولا

منتقی سا نہ کوئی پھر نظر آیا مجکو

عشقِ بتان سے حضرتِ دل ناصبور ہو — معلوم یہ ہوا کہ بڑے بے شعور ہو

جسدم بہارِ گل کا جہان مین ظہور ہو — ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سے دور ہو

عاشق نہ ہوجے بت ہرجائی کے کبھی — کرئے نہ ایسی بات کہ جسمین فتور ہو

سایہ فگن ہو سر پہ ہمارے وہ آفتاب — جسوقت اس جہان مین شورِ نشور ہو

آہِ شرر فشان کو نہ پوچھے مرے کبھی — شاخِ چنار اسمین ہو یا نخلِ طور ہو

غیرون کے ہاتھ سے وہ حسین جام می پیئے — کیونکر کہون کہ حور سے ایسا قصور ہو

کیون بارِ عشقِ یار اٹھاتے ہو تم دلا — شیشے کیطرح ایسا نہ ہو چور چور ہو

جسوقت یار سے مین ہوا طالبِ وفا — ہنسکر کہا کہ تم بھی بڑے بے شعور ہو

شرم و حیا کجا و کجا عشق و عاشقی — عاشق وہ ہے جو فہم و فراست سے دور ہو

ہون رند مجکو ناسخ منسوخ ایک ہے — قرآن کا حکم ہو وے کہ حکمِ زبور ہو

اظہارِ عشق کرتے ہو قاتل سے کیون دلا — رستم ہو اپنے وقت کے واللہ سور ہو

اسکے لیے ہے عشرتِ بزمِ وصالِ یار — اے دل مرے شباب کا جسکو سرور ہو

ہے منتقی دعا مری خالق سے پیشِ حشر

ہو پاس یار جام شرابِ طہور ہو

دنیا مین یہی چور بناتا ہے عسس کو — اللہ کرے قطع کہین دستِ ہوس کو

دل دیتا ہون مین قامتِ دلدار کو اپنا — لٹکاتا ہو نہین نخلِ محبت مین قفس کو

جیسا کہ یہ دل دامِ محبت مین پھنسا ہے — کم دیکھتا ہون مرغِ گرفتارِ قفس کو

نکلے ہین خط و خالِ لبِ یار کے نزدیک — اللہ نے دیا شہد و شکر مور و مگس کو

دوڑاتی ہے یہ روح مری جسم کو ہر سو — اسوار اوڑاتا ہے زمانے مین فرس کو

زخمِ دلِ شیدا ہوا اچھا نہ مسیحا — خیاطِ ازل سے نہ سِلا چاک قفس کو
رہتے تھے ہم آغوش جو انہیں تو نے — اس پیری کے آتے ہی ترسنے لگی مس کو
کب پیچ سے اس رشتۂ الفت کے چھٹونگا — توڑونگا نہ جب تک کہ میں اس تارِ نفس کو
بیماری الفت سے جو میں بچگیا ناصح — ٹلجاؤنگا ابکی کہیں دو چار برس کو
دامن کا نشان ہے نہ گریبان کا پتا ہے — اے دستِ جنون مانتا ہوں میں تری بس کو
صیاد جو دیکھے مجھے الفت کی نظر سے — گلزار سے بہتر کہیں سمجھوں میں قفس کو
اے دل کبھی کھلنے کا نہیں رازِ محبت — اس وحشت میں دوڑا نہ طبیعت کے فرس کو

دل دیتا ہے اُس طفل پریزاد کو ناداں
کیوں منتہی شعلے سے بھڑاتا ہے خس کو

برق کا رتبہ ملا ہے مستِ چشمِ یار کو — دی ہے شمشیرِ برہنہ مردمِ میخوار کو
یادِ دندان میں ڈلا اشکِ رواں نے زار کو — میری آنکھوں نے گرایا ثابت و سیار کو
تا صحرا پنا سمندِ عمر رکھتا ہے یہی — طے کرونگا ایکدم میں منزلِ دشوار کو
یہ مسلسل اشک گر پیدا کرے حسنِ قبول — اپنی آنکھوں پر سے واروں موتیوں کے ہار کو
اشک پر تاثیر کو کیونکر نہ رکھوں میں عزیز — دوست تر رکھتا ہے انسان طفلِ برخوردار کو
حلقۂ طاعت کا اُس محبوب کے دیوانہ ہوں — سبحہ کو مانے کوئی پوجے کوئی زنار کو
پھاڑ ہی ڈالونگا میں اکدن نقابِ روئے یار — پھینکدونگا کھود کر گلزار کی دیوار کو
تار باندھا ہے مرے اشکِ رواں نے جھگڑی — پانی پانی کر دیا ہے ابرِ دریا بار کو
سیلِ دریائے محبت ہے مرے طبعِ رواں — موجِ بحرِ حسن لکھوں یار کی رفتار کو
مرگِ عاشق سے نہایت شاد ہوتا ہے وہ شوخ — دل لگا کر خوب سنتا ہے وہ اس اخبار کو
سوزشِ فرقت سے تسکین دلکو دیتا ہوں مدام — یوں بغل میں پالتا ہوں مرغِ آتشخوار کو

دل میں جا دیتے ہو عشقِ گیسوئے برہم کو
منتہی کیوں پالتے ہو آستین مار کو

نام چاہت کا وہ لے جو کوئی سودائی ہو — عشق بازی وہ کرے جسکی قضا آئی ہو

جنسِ دل مانگتے ہو ہم سے بغیر از وصلت — مفت تب دین جو کہین ہم نے بڑی پائی ہو
صاف بن صورتِ آئینہ عزیز دل ہو — یار خود تجھمین نظر آئے جو بینائی ہو
ناصحو فائدہ تمکو ہمارے سمجھانے سے — عاشقی تب کیجے اگر ذرہ دانائی ہو

گاہ بیگاہ فغان کرتے ہو کہتا ہو وہ شوخ
منتہی ایسا نہ ہو وے مری رسوائی ہو

نگہِ یار کا اس دل مین اثر ہو کہ نہ ہو — تیر کا تودۂ خاکی مین گذر ہو کہ نہ ہو
شیخ جی بزم مین رندون کو برا کہتے ہو — یہ تو فرمائیے اس بات مین شر ہو کہ نہ ہو
مبتلا اسکے ہین پر بوئے وفا آئے نہ آئے — پرورش نخل کی کرتے ہین ثمر ہو کہ نہ ہو
پر لگا دیگا مرا شوق دلی او ناصح — اوڑ کے جاؤنگا مین دیوار ہے در ہو کہ نہ ہو
آہ دل داغ جگر ہو کہ نہ ہو عاشق ہین — ہم سپاہی تو ہین شمشیر و سپر ہو کہ نہ ہو
ہے فروغِ رخِ روشن سے مرا دل روشن — اُسے کچھ کام نہین داغ جگر ہو کہ نہ ہو
مزرعۂ نظمِ سخن سلک جواہر ہے ہر اک — اس زمانے مین کوئی اہل نظر ہو کہ نہ ہو
فتنہ کی جا بھی ضرورت ہے بتون کے دلمین — جگرِ سنگ مین فرماؤ شرر ہو کہ نہ ہو
آہ سے عاشق جانباز کی اشتباہ نہین — شیخ جی آپکا شملہ دمِ خر ہو کہ نہ ہو
رات دن نالہ جانکاہ کیا کرتا ہون — بیخبر دل کو ترے یار خبر ہو کہ نہ ہو
اہل دنیا پئے دنیا نے دنی جا ہو نہ جائے — بوم کا جنگلِ ویران مین گذر ہو کہ نہ ہو
رکھتا ہون کوچۂ قاتل مین قدم بڑھ بڑھ کر — اسکے پروا نہین کچھ دوش پہ سر ہو کہ نہ ہو
جانتے ہون جگر و دل نہ اگر رتبۂ عشق — تنِ خاکی کو تری بارِ دو خر ہو کہ نہ ہو
شعر مین دستِ حنائی کی صفت لکھتا ہون — فکرِ رنگین سے مرا خون جگر ہو کہ نہ ہو
راہ باریک ہے اسدرجہ ترے کوچے کی — آدمی کیا ہے ہوا کا بھی گذر ہو کہ نہ ہو

منتہی یار کے بیمار کا یہ عالم ہے
شب کبھو یا نہ کٹے اور سحر ہو کہ نہ ہو

آہ کی طاقت دکھاؤن آسمانِ پیر کو — آزماؤن ایکدن اپنے ہوائی تیر کو

دشمنِ عاشق بنایا اُس بُتِ بے پیر کو — آفرین صد آفرین ہے صانعِ تقدیر کو
پیار کرتا ہون مین دل سے اُس بتِ بے پیر کو — توڑتا ہون سنگِ خارا سے مگر تقدیر کو
رام نقرون سے کیا اُس کا فریبِ پیر کو — آفرین صد آفرین کہنا مرے تقریر کو
رو رہے دیکھا ہے شب کو خواب مین یارِ تمام — کون سمجھے گا ہمارے خواب کی تعبیر کو
نامۂ اعمال دکھلائے گا ہر اک حشر مین — مین دکھاؤنگا تمھارے چاند سے تصویر کو
صانعِ قدرت کی قدرت کا تماشا دیکھئے — مرتبے کیا کیا دئے ہین اس گلی تصویر کو
زخم کا تیغِ زبان کے بس ہے مشکل اندمال — چاہئے قبضے مین رکھنا اس گلی شمشیر کو
بچ نہین سکتا نگاہِ یار کا مارا ہوا — روکتا ہے کون دنیا مین قضا کے تیر کو
خاکسار ایسے درِ جانان کے ہوئین سرفراز — کون پہنچے گا زمانے مین مری توقیر کو
خلد سے مجکو نکلوا کر کیا خانہ خراب — حضرتِ آدم نے چھنوایا مری جاگیر کو
پھلے کیا کیا کی لگاوٹ پھانسنے کو دل مرا — کیسی کیسی سحر سازی کی مری تسخیر کو

منتہی انسان ہے جوہر کو کیا پوچھے کوئی
کیا کرے لیکر کوئی بے باڑھ کی شمشیر کو

ہستی کے حوادث نے دئے رنج جو ہمکو — بھولے سے بھی بھولے نہ کبھی ملکِ عدم کو
دل دوڑ رہا ہے کمرِ یار کی جانب — خیمہ مرا نکلا ہے مین جاتا ہون عدم کو
جب عارضی اسبابِ تعلق نظر آیا — مُنھ پھیر کے دیکھا نہ کبھی جاہ و حشم کو
رندونکو نظر آئے رُخِ پیرِ خرابات — ارباب ہم دیکھ لین اصحابِ کرم کو
تا عالمِ نیرنگ کا نقشہ نظر آئے — ساقی تو مئے ناب سے بھر ساغرِ جم کو
کیا وامق و منصور ہوئے ملک سرافراز — مین ڈھونڈتا ہی رہ گیا اصحابِ کرم کو
دھو جائیگا یہ دفترِ اعمال ہمارا — دکھلا دینگے محشر مین اگر دیدۂ نم کو
دنیا کے عوض دین کو دین شاہ زمانہ — زلفِ شبِ دیجور کرین زلفِ علم کو
دنیا کی ہوس کرتی ہو مضطر مجھے ورنہ — سچ جانتا ہون یار ترے قول و قسم کو
ہات آیا ہے حیدر نسے مرے ملکِ قناعت — مستغنی ہون وہ داغ سمجھتا ہون درم کو

کونین کے احوال سے آگاہ ہے بندہ　　مین خوب سمجھتا ہون حدوث اور قدم کو
جبدن سے ہوا صبر و توکل کا سہارا　　کشکول گدا جانتا ہون ساغر جم کو

منتھی پھرا نہ تا زیست کبھی عشق بتان سے
مین جانتا ہون منتھی پیارے تیرے دم کو

قلقل مینا ہو بزم یار ہو　　زمزمہ بلبل کا ہو گلزار ہو
باغ ہو وسے مجھا اک میخوار ہو　　دور ساغر ہو بغل مین یار ہو
قوم کا بتدا ف یا عطار ہو　　ہے بشرا اشرا ف گر زردار ہو
پھر رہے پردہ دوی کا کیا مجال　　گرمی وحدت سے تو سرشار ہو
دیکھین کس سے لگ چلے زنار چمن　　دیکھئے کس کے گلے کا ہار ہو
چٹ کیا فرہاد کو منصور کو　　حضرت عشق ایک آدم خوار ہو
تنگ چشمی یار کی دیکھو اگر　　شیخ جی جینا تمھین دشوار ہو
جو ہر ہمت دکھا نا اسکو ہی　　یار جب کھینچے ہوئے تلوار ہو
مرد مفلس عشق بازی جب کرے　　بیٹھے بٹھلا سے ذلیل و خوار ہو
اسکے لچھن ہین خرابی کے ولا　　جسکو اس دنیا مین ننگ و عار ہو
مرتے پھرتے ہو حسینون پر عبث　　حضرت دل کیا ہے خوش کردار ہو
عشقبازون مین اسے کوہی فراغ　　جسکے دلبر زخم دامن دار ہو

پھاڑ کر جیب و گریبان آجکل
منتھی بیٹھے ہوئے بیکار ہو

پھونک دی گر آتش گل خانہ صیاد کو　　سیر گلشن ہو مبارک بلبل ناشاد کو
کس نے آرایش سکھائے اس ستم ایجاد کو　　دہر مین سکھ جا یا ظلم کی بنیاد کو
صاف آئینہ بنا خنجر نہ ہے تیغین بنین　　صانع قدرت نے کیا جوہر دئے فولاد کو
کون مجبور ازل کو شاد وصلت سے کرے　　روشنی دی کون نا بینائے مادر زاد کو

پر غلط ہین شاہ اہل کار ہین غافل تمام — کون بیکس کی زمانی مین سُنے فریاد کو

خوب دیکھی کارسازی تیری ای نیرنگ ساز — خوب دیکھا ہم نے تیرے عالم ایجاد کو

نفس امارہ کو اپنے قتل کرتا چین ہو — بیٹھہ راحت سے جہان مین مار کر جلاد کو

پہلوئے خسرو مین شیرین کو نہایت چین ہے — ہو مبارک مژدۂ خواب عدم فرہاد کو

خسرو گل آئے ہین باد بہاری پر سوار — نغمہ زن ہے باغ مین بلبل مبارکباد کو

ہوگئی پنہان بہار حسن اُس مغرور کی — کر دیا نظرو نے غائب گلشن شداد کو

ہمت عالی خدا نے مجکو بخشی ہے کمال — اسلئے تکلیف مین دیتا نہین اُستاد کو

کیا چمن مین پھر ہوا باد بہاری کا گذر — ڈہونڈتے ہین یار پیر یو اسطے فساد کو

نغمۂ بلبل اگر سننا ہے مجکو باغبان — چھوڑ جا چھانے نہ دینا باغ مین صیاد کو

نخل بند باغ عالم صانع روز ازل — آفرین صد آفرین کہئے تیرے اُستاد کو

جام مے ہو یار ہو پہلو مین فرش خاک ہو
اور پھر کیا چاہئے اس منتہی آزاد کو

آزمانا ہے مجھے کار ستم ایجاد کو — دیکھنا ہے چلکے اکدن جوہر فولاد کو

صید وہ ہون صیدگاہ عالم ایجاد مین — ڈہونڈتا پھرتا ہون ہر دم آپ مین صیاد کو

پے اُٹھائے رنج کب ہوتا ہے کوئی سرفراز — دی شہادت جان شیرین کے عوض فرہاد کو

زیب قد دیکھے جو گیسوائے اُس بت پر پیچ کا — بار ہووے ابنا طرہ قامت شمشاد کو

کارزار جنگ حسن و عشق یہان درپیش ہے — ہمت عالی پہنچ جلدی مری امداد کو

داغ آتش خیز وہ دل مین ہے میری عشق کا — صورت خاشاک پھونکے کوزۂ حداد کو

پختہ مغزان جنون کے خون لینے کی ہے فکر — فصد کی حاجت ہوسے ہے اندنون فصاد کو

قتل کرکے عاشق دیوانۂ بیجرم کو — کر دیا آزاد تو نے بندۂ آزاد کو

سبزۂ خط دیکھین گر نیرنگ حسن یار کا — چشمہ ارژنگ بھولے مانے و بہزاد کو

دو رہے گردون کا مین دل سے ہوا آوارہ گر — پھینک دونگا کھود کر مین ظلم کی بنیاد کو

عشق نے کیسا کیا قارون کو پیوند زمین — دیکھنے ہرگز نہ دی سیر ارم شداد کو

فصل گل آئی ہو گلشن مین لئے جام شراب
ڈھونڈھتے ہین رند مے آشام سب زہاد کو

رند مے آشام کو ناحق یہ کہتا ہے برا
اندنون مستی چڑھی ہے کسقدر زہاد کو

اوڑ گئے مرغ چمن سب گل کنارا کر گئے
جان کے لالے پڑے ہے اندنون صیاد کو

دل نہین قابو مین اس سفاک کا ہمنے کیا
سر کیا ہے آج ہمنے قلعۂ فولاد کو

کس لئے کرئے توکل سے اٹھانا ہے قدم
منشی کیون بھولتا ہے تو خدا کی یاد کو

زہرا پانی جگر لہو ہو
رستم گر اپنے روبرو ہو

پوری مری دل کی آرزو ہو
اس منزل دل مین یار تو ہو

گریان وہ مثال آبجو ہو
جس دل کو نہ تیری جستجو ہو

سمجھائے غرور حسن تیرا
آئینہ کبھی جو روبرو ہو

موسم مین گل کی آرزو ہو
ہم رند ہون بیعت سبو ہو

کیون مرغ سحر کو بولا
ہو کند چھری ترا گلو ہو

نالہ کرون گر مین کھولکر دل
گلزار برنگ دشت ہو ہو

بھر کر دیا جام مے چمن مین
ساقی دنیا ہوا اور تو ہو

دشمن ہے یار نا موافق
کیسا ہی حسین خوبرو ہو

دے پیر مغان جو مے کا ساغر
رندون مین ہمارے آبرو ہو

مانند مہر و مہ شب و روز
دلکو میرے تیری جستجو ہو

ہم نرگسی چشم کے ہون بیمار
دشمن کیسا ہی زرد رو ہو

تو شاہ ہے مین گدا ہون پیارے
کیونکر مرے ترے گفتگو ہو

صد چاک ہے اپنا جامۂ تن
کس جا بخیہ کہان رفو ہو

بد کہتا ہے میکشون کو اے شیخ
برباد نہ تیری آبرو ہو

تجھکو پرے ہے زیادہ
معشوق ہے وہ جو تند خو ہو

گر دست حنائی اسکے دیکھے
حسرت سے دل عدو لہو ہو

اے منتہی ابر ہو چمن ہو

معشوق ہو اور آبجو ہو

چھینیں گے لعلِ بدخشان نہ تری لعلونکو
مہر و مہ چھو نہیں جائینگے ترے گالونکو

روندنا خوب نہیں جانکے پامالونکو
لوگ اچھا نہیں کہتے ہین بری چالونکو

صدمۂ درد جدائی سے جو کچھ ہین واقف
گوشِ دل سے وہی سنتے ہین مرے نالونکو

کرم و جود سے جو دل کے ہے مملو منعم
گر دگر دیکا وہ دنیا کے ہرم سالونکو

کوچۂ قاتلِ عالم سے صدا آتی ہے
گورکن تھک گئے فرصت نہین غسالونکو

عشق کا بار نہ بندے سے کبھی اٹھے گا
کام یہ دیجئے بیگار کے حمالونکو

بس ہے آج مری آہ کا تیر بیداد
فلک اللہ بچا لیوے تری ڈھالونکو

بار گیسو نہین رخ پر ترے لہراتے ہین
باغ مین پھرتے ہین صیاد لئے جالونکو

عشق ان گیسوؤن کا رکھتا ہے دلمین عبث
آستین مین تو عبث پالتا ہے کالونکو

واعظو تمسے نہین ملتا نہین ہے کبھی
جانتا مین نہین ان پیچ کے دلالونکو

جگر و دل کو مرے کس نے ہلایا یارب
کس نے چھین لیا گو دیون کے پالونکو

جو کہ خود رفتہ ہی عشق سے رہتے ہین مدام
رند کہتے ہین دلا ایسے ہی متوالونکو

سنبلہ گردشِ گردون مین ہے تا بہ ابد
دیکھ لے اسکے اگر سر کے کھلے بالونکو

رشک سے ہوئین ستارے صفتِ چشم ہلال
دیکھ لیوین رخِ محبوب کے گر خالونکو

بار گیسو نہ ہٹا تو رخِ زیبا سے کبھی
نہ اٹھا یار مرے گنج کے رکھوالونکو

پھر عبث درپے دنیائے دنی ہوتا ہے
منتہی مان کہا چھوڑ دے ان جالونکو

ایضاً

عشقِ انسان ہے یا بلا ہے یہ
مین سمجھتا نہین کہ کیا ہے یہ

قتلِ عشاق پر نہ باندھو کمر
کام اچھا نہین برا ہے یہ

مری آہ و فغان کو سنکے کہا
درد فرقت کا مبتلا ہے یہ

نیک و بد جو کہ آپ کہتے ہین
نہین بیجا بہت بجا ہے یہ

اپنا گر وہوس سے پاک ہے دل | آئینہ سے سوا صفا ہے یہ
آدمی زاد وہ ہے جو وارفتہ | بخدا قید سے رہا ہے یہ
گردش دہر در پے دانا | صفت سنگ آسیا ہے یہ
بے خطا اس جہان سے اوٹھو | اپنے اللہ سے دعا ہے یہ
تیز خنجر اوٹھا کے کہتے ہین | منتہی تیری انتہا ہے یہ

ولہ

دل نہین قابل جفا ہے یہ | طفل ہے یار بے خطا ہے یہ
خون بہا کر وہ میرا کہتے ہین | عشق بازونکا خون بہا ہے یہ
ہاتھہ مین لیکے دیکھہ تو دل کو | آئینہ سے کہین صفا ہے یہ
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے | کس کی اوتری ہوئی قبا ہے یہ
میرے رونے پہ غیر ہنستے ہین | طرفہ بار ماجرا ہے یہ
آب شمشیر کل دکھا کے کہا | مرض عشق کی دوا ہے یہ
قیصر روم کا نہ پوچھو حال | یار کے در کا اک گدا ہے یہ
عشق بازی کو میری سنکے کہا | زیست سے اپنی کیون خفا ہے یہ
قتل عشاق بے گناہ نہ کر | دیکھہ ظالم بہت برا ہے یہ
نالۂ دل مین گو نہین آواز | یاد رکھہ تیر بے صدا ہے یہ
کر بھلا ہوئیگا بھلا تیرا | ہم فقیرون کی اک صدا ہے یہ
آمد و شد کے دم کو کیا کہیئے | کس کی باندہی ہوئی ہوا ہے یہ
گل تر مردہ دیکھکر بولا | کسی بلبل کا دل جلا ہے یہ
دل جو بھرتا ہے میرا ٹھنڈی سانس | چمن عشق کی صبا ہے یہ
نالۂ دل کو میرے کم نہ سمجھہ | اے صنم غیب کی صدا ہے یہ
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے | مرض عشق کے شفا ہے یہ
اشتیاق صنم مین تڑپانا | عشق کا خاص مدعا ہے یہ

جب سے بنت العنب سے صحبت ہے　　رند کہتے ہین پارسا ہے یہ
مبتلا جان کر مجھے اپنا　　بولا ہان قابلِ جفا ہے یہ
ٹھنڈی آہین مری نہیں تو کہا　　دیکھ لو دامنِ صبا ہے یہ
جسکو کہتے ہین دردِ فرقتِ یار　　میرا مدت کا آشنا ہے یہ
راز چھپتے نہین مرے دل مین　　صورتِ آئینہ صفا ہے یہ
بحرِ ہستی مین شکلِ موج و حباب　　آدمی زاد کی بقا ہے یہ
نمکینِ حسن زخمِ دل پہ مرے　　ہے نمک پاش کیا مزا ہے یہ
منتہی دخترِ رز پہ مرتا ہے
بزمِ رندان مین پارسا ہے یہ

سودا ہے زلفِ یار کا یون اپنے سر کے ساتھ　　داغِ جگر ہے جیسے ازل سے قمر کے ساتھ
پنہان ہوا نظر سے وہ نورِ نجر کے ساتھ　　اندھیر چھا گیا یہان نورِ سحر کے ساتھ
حرص و ہوا جو منزلِ دل مین مقیم ہے　　سو آفتین لگے ہوئے ہین ایک سر کے ساتھ
جائیگا صبحدم مرے پہلو سے ماہ وش　　میرا چراغِ زیست بجھیگا سحر کے ساتھ
ہمسائہ یار ہوتا ہے ہمسایہ کا ضرور　　رہتی دلگی میری دلکی جگر کے ساتھ
ہوش و حواس اوڑتے ہین پیری کے ہاتھ سے　　افسوس چھوٹتے ہین مرے عمر بھر کے ساتھ
موئے سفید دیکھتے ہی دم نکل گیا　　کیسے اوڑے حواس مرے اس خبر کے ساتھ
وہ بات کیجئے جو پذیرا ہو یار کو　　وہ آہ کھینچئے کہ جو نکلے اثر کے ساتھ
کہتا ہے شوقِ دل مرا مجھسے یہ بار بار　　خط کے عوض تو آپ ہی چل نامہ بر کے ساتھ
ہے داغِ عشق یون دلِ جانباز کو عزیز　　تیغ و سپر ہو جیسے سپاہی کے سر کے ساتھ
پھٹکے نہ میگسار کبھی پاس شیخ کے　　اہلِ ہنر رہے نہ کبھی بے ہنر کے ساتھ

ولہ

دیکھ کر رکھا جو مجھکو اوسنے منھ پر آئینہ　　ہو گیا حق مین مرے سدِّ سکندر آئینہ
میرے کہنے سے ہوا کب مجھسے دلبر آئینہ　　ہوئیگا اصلاح سے کس طرح پتھر آئینہ

ایک بوسہ جو دیا تھا عارضِ گلرنگ کا ــ دیکھتا ہے منھہ کو سَو سَو بار لیکر آئینہ

پھڑپھڑاتا لوٹتا دم توڑتا بے اختیار ــ حال میرا اسپہ کرتا یون کبوتر آئینہ

سادہ لوحی اسکی کچھہ دلکو پسند آتی نہین ــ ہر کس و ناکس کے منھہ چڑہتا ہی دنبھر آئینہ

روبرو ہوتی ہے میرے ڈال لے منھہ پر نقاب ــ سخت حیران ہون چھپا کیون منھہ دکھا کر آئینہ

ہو عزیز دل صفا سے ظاہر و باطن دلا ــ ورنہ وہ قیمت کہان جب ہو مکدر آئینہ

عکس افگن جب ہوا اُسمین رخ رنگین یار ــ ہو گیا بیساختہ پھولون کی چادر آئینہ

ہو گئے اکبار خود سر دیکھکر ظالم حسین ــ کیا غضب ڈھایا بنا کر اوسکندر آئینہ

جلوۂ حسنِ صنم آتا نہین دل مین مرے ــ میرے گھر سے رہتا ہے باہر ہی باہر آئینہ

کھو دیا اُسکا فروغِ حسن خط و خال نے ــ روشنی جاتی رہی لایا جو جوہر آئینہ

مانع نظارہ ہوتا ہی یہ اکثر سنگدل ــ توڑ ہی ڈالونگا مین اکدن منگا کر آئینہ

دل لگا کر بے مروت یار سے خجلت ہوئی ــ کیا ہی پچتا تا ہون اس بدخو کو دیکر آئینہ

شیفتہ شاید ہوا ہے شوخ اپنے حسن کا ــ ہاتھہ سے چھٹتا نہین اٹھ رہ کے دم بھر آئینہ

کو نسے دل مین نہین جلوہ تمھارے حسن کا ــ ایک جا رہتا نہین رہتا ہی گھر گھر آئینہ

غرض حاجت کی نہین کچھہ اُس سے ہرگز منتظمی
حال دل روشن ہی میرا یار پر ہر آئینہ

کہتا ہی میرے پیامِ وصل پر جانا نہ یہ ــ فصد لو اسکی ہوا ہی آجکل دیوانہ یہہ

برسون ہی سے دل ہی شیدا نورِ حسنِ یار کا ــ مدتون سے ہی چراغِ طور کا پروانہ یہہ

حسن کی دولت ملی تجکو مجھے فرد عمل ــ وہ تری جاگیر ہے پیارے مرا پروانہ یہہ

انکو بخشش کا بھروسہ انکو طاعت کا گھمنڈ ــ عادتِ زاہد دوہ ہے خصلتِ رندانہ یہہ

ساقی بدمست کی اُلفت کو دل بھی چاہیئے ــ وہ مئے پر شور اسکے واسطے پیمانہ یہہ

خالِ روے یار کی دل مین جگہ ہو وے ضرور ــ ناصحا اس کشت کی خاطر ہی زیبا دانہ یہہ

بود و باشِ آدم خاکی بیان مین کیا کرون ــ ہی مگر باغ جہان مین سبزۂ بیگانہ یہہ

دور دورِ جامِ مینا کب سے ہی اس دہر مین ــ مدتون سے ساقیا آباد ہے میخانہ یہہ

عاشقِ مفلس کے گھر آتا ہے یارِ سیمبر — قدرت اللہ ایسا گنج وہ ویرانہ یہہ
اس مسیحا کے رخِ روشن کا دل شیدا ہوا — بنگیا آخر چراغِ طور کا پروانہ یہہ
لے دل صدچاک کو میری جو ہووے کچھہ شعور — ایسی زلفون کے لئے زیبا ہو بیارہ شانہ یہہ
مین کہان مسیح ہو کہان ملک دکن کی سیر — کہینچکر لایا ہے اس بستی مین آب و دانہ یہہ
ہو گیا زاہد فروغِ اہلِ دنیا کا مرید — بنگیا آخر چراغِ غول کا پروانہ یہہ
تیغِ الفت سے نہ منہہ کو موڑنا او منتقی
کہتے ہین ہم سے ہمارہ ہو ہمتِ مردانہ یہہ

گر زیست مین تقدیر نہ دکھلائے مدینہ — یہہ روح پکاریگی مری ہائے مدینہ
ہو ساغرِ جم لالۂ حمرائے مدینہ — سروِ چمنِ خلد ہے مینائے مدینہ
ہو جائیگا اکرو زوہی شمعِ ہدایت — جس دل مین ہے داغِ سہرسودائے مدینہ
یارب مری مٹی کہین لگ جائے ٹھکانے — ہو جاؤن مین خاکِ رہِ صحرائے مدینہ
بو پائیگا وہ سنبلِ فردوسِ برین کی — سونگھے کوئی زلفِ شبِ یلدائے مدینہ

ولہ

یا دہو روزِ ازل اسنے کہا کیا کیا کچھہ — برخلاف اسکے یہان تونے کیا کیا کیا کچھہ
حور دی خلد دیا قصر دیا رہنے کو — مجھہ گنہگار کو خالق نے دیا کیا کیا کچھہ
سالہا سال بہارِ چمنِ عالم نے — رنگ دکھلائے ہین ہمکو بخدا کیا کیا کچھہ
گہ خزان آئی گلستان مین کبھی بادِ بہار — سامنے آنکھون کے نبدے کے ہوا کیا کیا کچھہ
تہمتِ جرم و خطا حرص و ہوا غفلتِ دل — ہمنے بازارِ سے ہستی کے لیا کیا کیا کچھہ
آسمان مہر فلک روئے زمین عرشِ برین — پیشتر اس سے خدا جانے ہوا کیا کیا کچھہ
بابِ فردوس حور درِ روضۂ رضوان زاہد — بندران آنکھون کے ہوتے ہی کھلا کیا کیا کچھہ
نزع کے وقت مین پوچھون گا کسی منعم سے — ساتھہ کیا اپنے لیا اور رہا کیا کیا کچھہ
وقتِ دل جانے کے ہرگز نہ خبردار کیا — اب سجھاتی ہے مجھے فکرِ رسا کیا کیا کچھہ
شدتِ رنج و الم صدمۂ دل سوزِ جگر — فرقتِ یار میں مجھپر نہ ہوا کیا کیا کچھہ

دیر کو پوجا حرم کو کیئے گاہے سجدے | کر لیا زیست مین بیجا و بجا کیا کیا کچھ

جو تلافی نہ ہو محشر مین عجب ہے اسکا | غور مین معقول کہ یہان ہمنے کیا کیا کچھ

گوش بر جام کے منھ رات کو رکھکر اپنا | کس کو معلوم ہے شیشے نے کہا کیا کیا کچھ

داغِ دل خونِ جگر آتشِ غم دردِ فراق | ہمکو بھی عشق کی دولت سے ملا کیا کیا کچھ

منتقی زورِ بدن قوت دل چالاکی
اک آنے سے ضعیفی کے گیا کیا کیا کچھ

نالہ جب بے درد ہو وقتِ سحر کیا فائدہ | کھینچنا فرقت مین آہ بے اثر کیا فائدہ

جب بہارِ گلشنِ عالم مین ہووی تازگی | مرغِ دل پھاندے اگر بے بال و پر کیا فائدہ

سایۂ زلف پر پرورش تھے ہین باطن مین وزر | ظاہرا ہین لوگ دیوانے اگر کیا فائدہ

میری گردش کے مقابل کس طرح ہون افلاک | روز و شب پھرتے ہین یہ شمس و قمر کیا فائدہ

جان جائے عشق جانان مین تو کچھ نقصان نہین | شوق دنیا مین اگر تڑپے جگر کیا فائدہ

عشق جسکے ساتھ ہو ہے موت اسکو خوب ہے | نیک جب صحبت نہو کرنا سفر کیا فائدہ

بزم عالم مین بہت ہوشیار رہنا ہے کشو | بادۂ غفلت سے رہنا بے خبر کیا فائدہ

دل لگا اہل وفا سے تا کبھی نقصان نہو
بیوفا کی دوستی سے ای بشر کیا فائدہ

ردیف یائے

ثبتِ سفاک دکھاوی تو شجاعت اپنی | کبھی قاصر نہین ہوئیگی یہ ہمت اپنی

یار سمجھے تھے جسے ہو گیا عیار افسوس | اسمین دم مارنیکی جا نہین قسمت اپنی

سامنا رہتا ہے ہر وقت شبِ فرقت کا | شکل دکھلاتی ہے ہر روز قیامت اپنی

دل و جان دینکو تیار رہین ہوجاتا ہو | اک زمانے سے نرالے ہے سخاوت اپنی

عشق بازی کی بڑی قدر حسینونکو نہین | مفت برباد ہوئی جاتی ہے دولت اپنی

خار صحرا کے دکھاتے ہے کہ گلشن کی بہار | دیکھئے لیکے کدھر جاتی ہے وحشت اپنی

صحبتِ غیر کا اقرار کرے وہ کیونکر | کوئی انسان بھی بیان کرتا ہے ذلت اپنی

چاہ گر تجکو صنم زیست سے بیزار ہوئی
ہو گئی دشمن جان اپنی مروت اپنی

جسکو جی چاہا اُسے چاہا دیا دل اپنا
اسمین کیا خوف کسیکا یہ عنایت اپنی

ای بت اللہ سے فریاد کرینگے اکدن
دور پہنچی گی مری جان شکایت اپنی

بہکا ہی جاتا ہے دل فصل بہار آئی ہی
نکلی ہی جاتی ہی ہا تو نسے طبیعت اپنی

نالہ تا زیست فلک سیر رہیگا اپنا
منھہ نہ پستی کا کبھی دیکھی گی ہمت اپنی

خط کے آنے پہ سنو گے مرا حرف مطلب
آپ کھل جائیگی صاحب پہ حقیقت اپنی

ان حسینون کی محبت کا نہ باور کرنا
ہی ہر اک پیر و جوان کو یہ نصیحت اپنی

کس کو منظور مداوای تب ہجر نہین
منتجی کون نہین چاہتا صحت اپنی

عاشق کی باتون کو صاحب فقرا سمجھے یا دم سمجھے
پہلو مین بٹھا کر غیرون کو مانند نفس ہمدم سمجھے

صادق کو تم فاسق سمجھو اکثر کو صاحب سہیم سمجھو
دریا کو تم قطرہ سمجھے قطرہ کو مثل یم سمجھے

گردش مین جو گردون دیکھا جاتا عاشق ہی اُس مہ کا
خورشید کو داغ دل اسکا زہرا کو چشم نم سمجھے

جسدم کہ مسلح کو دیکھا جاتا ہے گذرگاہِ عاشق
جس جا پہ نقش جب پایا اُس یار کا ہم مقدم سمجھے

عکس نیرنگی حسن صنم اسمین جو پڑا منعم ہم ہم
اس ظرف گلی دلکو اپنے مانند جام جم سمجھے

ہم سے عاشق مفلس کی ہتی لین جا سو غیر کو دی
محرم کو نامحرم سمجھے نامحرم کو محرم سمجھے

لاشے کو مری اُٹھنے نہ دیا ناصح اسکا یہ باعث تھا
انکو جو گمان بد آیا یہ بھی میرا اک دم سمجھے

دریائے راز محبت کو سیلاب صفت ہر در کا کیا
جو خالق مالک ہی میرا تجہسے او چشم نم سمجھے

آئینہ دل کو صاف کیا مدت مین ہم نے دقت سی
صورت تیری او ماہ لقا ہم مثل نظر ہر دم سمجھے

جو راز محبت عاشق نے معشوق سے تنہائی ہی کہا
وہ ہی ہمجر وہ ہی بوجھے کب تم سمجھے کب ہم سمجھے

گر ذرد دیا میکا ساقی چلو مین میرے محفل مین
شائق تھے ہم اُسکے ایسے زخم دل کا مرہم سمجھے

پابند ہون نہ فرقت کا محروم ہون وصلت کی شب کا
غم دوست ہون روز مولد کا کوئی نہ مجھی کو بیغم سمجھے

اے منتجی نام وصلت سی تیور انکے کیسے بگڑے ہی
وہ عین خوشی کی باتو نسے بیزار ہوی کیا غم سمجھے

عیسیٰ وقت سے لڑائی ہے — اے اجل کیا شری بن آئی ہے

سرمۂ چشم نے تیرے پیارے — کیا مجھے دور کی سجھائی ہے

مہ جو پھرتا ہے دربدر شب کو — چرخ کا کاسۂ گدائی ہے

شاہ مانگے خراج پر جاسے — یہ بھی اک طور کی گدائی ہے

جسکو کہتے ہین یار تیغ فراق — ہم سے مدت سے آشنائی ہے

چشم باطن سے دیکھ او نادان — اُسکی ہر رنگ مین سمائی ہے

اُسکی تیغ نگاہ ہے ترچھی — کسی عاشق کی موت آئی ہے

بھیجتا ہون اُسے پیام وصال — یہ بھی اک قسمت آزمائی ہے

چھپکے آئیگا یار پردہ نشین — منزل دل مین گر صفائی ہے

ہنسے عاشق سے پردۂ عصمت — طرفہ صاحب کی پارسائی ہے

آتش گل سے بارہا ہم نے — بطِ مے بھون بھون کھائی ہے

قفس تن شا یا پیری نے — روح کو مژدۂ رہائی ہے

بار آتا ہی یار آتا ہے — کس نے جھوٹی خبر اوڑائی ہے

ان بتون نے کھولگا حشر کے دن — بے اجل مارا ہے دوہائی ہے

سوتے ہین زیر خاک شاہ و گدا — بوریا ہے نہ چارپائی ہے

تھکے سوئے ہین رہروان عدم — کیسی غفلت کی نیند آئی ہے

تنگ دل کیون نہ ہو مین اہل سخن — قید بلبل کی خوش نوائی ہے

دیکھکر اُسکو آپ مین رعنا — یہ بھی اک عالم جدائی ہے

منتہی جانتے ہو سپنے دنیا

دل مین صاحب کے کیا سمائی ہے

جوانی کی حالت گذر جائیگی — چڑھی ہے جو سر پر اُتر جائیگی

جدھر کو مری چشم تر جائیگی — ادھر کام دریا کا کر جائیگی

زمانے کی ایذا کا شکوہ نکر — گذرتے گذرتے گذر جائیگی

کھلے گا تجھے عشق بازی کا حال — یہ حرص و ہوا جبکہ مرجائیگی
مرے جسم خاکی سے ہوکے جدا — یہ روح روان پھر کہان جائیگی
مرے نغمون سے عندلیب چمن — کہان اوڑکے تو مشت پر جائیگی
توجہ تری او بت بیوفا — مرا کام آخر کو کر جائیگی
بہار چمن جبکہ ہوگی خزان — مری وحشت دل کدھر جائیگی
اگر جذبۂ دل پہ قابو رہا — شب وصل کی پھر ٹھہر جائیگی
کھنچی ہے جو تیغ محبت دلا — یہی ایکدن تیرے سر جائیگی
چڑھی ہوگی تجھے گھڑے کی جیسے — اترتے اترتے اتر جائیگی
قمار محبت مین گر آہ کی — یہ جیتی ہوئی بازی ہر جائیگی

مری مرگ ایسی ہے [illegible]
کہ جسکی عدم تک خبر جائیگی

عالم ہستی کا یارب کچھ عجب انداز ہے — یہ نہین معلوم تیرا راز ہے یا ناز ہے
کھائے جاتا ہے اسے ہر وقت عشق جانگداز — مرغ دل پہلو مین ہے یا طعمۂ شہباز ہے
دار فانی مین ہوا کہہ کے حق وہ حق شناس — عشقبازون مین مگر منصور بھی ممتاز ہے
راستی پر اہل دنیا کی نجا ہرگز دلا — زور کا پتلا ہے یہ عالم سراپا آز ہے
ہے کہین عاشق کہین معشوق اکجا رند پاک — ناز کا تیری ہوا کیا پر نیا انداز ہے
مہر و مہ گل تکیہ ہین جس بار عالی جاہ کی — چرخ اطلس بھی اسیکا فرش پا انداز ہے
گاہ باتین رنج کی کرتا ہو گاہی عیش کی — یہ نہین معلوم مجکو سوز ہے یا ساز ہے
غفرے دیتا رہتا ہو وہم و گمان کے روز و شب — نفس امارہ مرے پہلو مین اک غماز ہے
بچ نہین سکتا ہو دل تیر نگہہ سے تا صحو — دیدۂ جانان ہو یا کوئی قدر انداز ہے
سیر گل ہووے مبارک باغبان اسکو مدام — جسکو گلزار جہان مین طاقت پرواز ہے
ڈالتا ہے دل مین اسکے وسوسے کیا عزبد — خانۂ اللہ مین شیطان خلل انداز ہے
آہ نے مجکو کرا دل سے اس مخموت کے — فرد قسمت کی مگر اپنے قلم انداز ہے

مجز میرا جبکہ قاصد سے سنا اُسنے کہا
اُسکے ہاتون پہ نجانا منتخبی دغاباز ہے

دل تو طرف دیر و حرم کیون نگران ہے
معلوم نہین یہ وہ گرفتار کہان ہے

رندان قدح خوار کی گویا رگ جان ہے
موج مے گلرنگ جو شیشہ کی زبان ہے

منصور سے صادق کو سر دار پہ رکھا
نافہم نہ سمجھے کہ یہ عاشق کا نشان ہے

اے دل نہ ذرا عشرت دنیا پہ خوشی ہو
بے سود وہ ہے جسمین کہ آخر کو زیان ہے

تم ڈہونڈتے پھرتے ہو جسے شیخ و برہمن
پہلو مین مرے روز ازل سے وہ نہان ہے

مین وصف کرون کیا تری ابرو و مژہ کا
بے پر کا ہے وہ تیر یہ بے چلہ کمان ہے

دیتا ہے مجھے حکم جو تو ضبط فغان کا
ظالم مرے قابو مین دل زار کہان ہے

دیکھونگا حسینون کو کرونگا صفت انکی
آنکھون مین بصارت مری قابو مین زبان ہے

میخانہ تو ہے رند خرابات کا مسکن
جنت جسے کہتے ہین وہ عاشق کا مکان ہے

وان صدمۂ محشر ہے یہان ہجر کا کھٹکا
راحت ترے بندونکو یہان ہے نہ وہان ہے

ابتک وہی سودا ہے سر زلف بتان کا
ہون پیر نود سالہ مگر طبع جوان ہے

اے باد صبا کہیو یہ مرغان چمن سے
گلشن مین بڑی اپنی بھی بلبل کی زبان ہے

اے منتخبی پھر تجکو سرافراز کرے کون
ہو وے جو سخن سنج وہ سردار کہان ہے

ولہ

یون دل نثار روے بت شوخ تنگ ہے
قربان جیسے شمع کے اوپر پتنگ ہے

زیبائش جہان سے مجھے ایسا ننگ ہے
تربت پہ گل نہین مری چھاتی پہ سنگ ہے

مسکن جنون عشق کا صحرا ازل سے ہے
اس دشت ہولناک کا بندہ پلنگ ہے

دریائے فن عشق کا غواص ہون بڑا
اُس بحر بیکران کا یہ عاصی نہنگ ہے

کر کے خضاب پیتا ہے جام شراب سرخ
اے شیخ بیحیا تری داڑہی پہ رنگ ہے

باتون مین کس طرح سے حسین جیتے ہین دل
حیران ہون کمال پر ہی عقل دنگ ہے

دل مین ہے مین نے ہزار آرزو کو قتل
کہتے ہین مجکو یار بڑا خانہ جنگ ہے

چین جبین نہین ہے بت بحر حسن کی
مین جانتا ہون موجۂ دریائے گنگ ہے

کیا حال اپنے اس دل پر داغ کا کہون — چیتا نہ شیر ہے نہ یہ ظالم پلنگ ہے
سردی سے چاندنی کی طپش روز حشر کی — بلی یار یہ پلنگ مثالِ پلنگ ہے
رہتی ہے دیکھ بھال جو ہر سمت ناصحو — باقی مئے شباب کی ابتک امنگ ہے
مشتی نہین ہے خواہش دل انکی منتہی
یہ غش ہیجا ترے انکھونسے تنگ ہے

پھر کہین دل یہ گرفتار ہوا چاہتا ہے — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
پھر جنون دلکا طلبگار ہوا چاہتا ہے — کیا یہ سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے
دل خوشی رہتا ہے پہلو مین طبیعت ہی شاد — یار کیا کوئی وفادار ہوا چاہتا ہے
آئینہ رو یونکی رہتی ہے تلاش اس دل کو — کس کا یہ طالب دیدار ہوا چاہتا ہے
آئینہ دیکھتا ہے یار سنگار کر ہر دم — حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
خط سبز آتا ہے رخ پر ترے او مایہ ناز — آئینہ مائل زنگار ہوا چاہتا ہے
کتنے یوسف ہین یہان کتنے زلیخا کردار — لکھنو مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
مشتی منہ وہ لگا وی بہت مر جائیگو
زیست سے اپنی جو بیزار ہوا چاہتا ہے

کیون ہے فروغ رخ تری بالون کے سامنے — جلتا نہین چراغ تو کالون کے سامنے
بے رنگ رنگ گل کا ہے گالون کے سامنے — بیرنگ لعل ہے ترے لعلونکے سامنے
غوغائے حشر ہو مری آہ و فغان سے بند — خاموش صور ہو مرے نالونکے سامنے
جلتے ہو تم عبث ہے اغیار شاہ حسن — ہوتے نہین شریف رزالونکے سامنے
ہمکو بلائے ہجر لگا کر چلے گئے — کہتو صبا یہ گیسوون والونکے سامنے
کرنا تو اسکے گیسوئے پر پیچ سے حذر — جانا نہ مرغ دل کبھی جالون کے سامنے
چشم صنم کی دید نے گم ہوش کر دئے — بھولا ہون چوکڑی مین غزالونکے سامنے
پردہ نشین یار کا احوال کیا کہون — رہتا ہے اپنے چاہنے والونکے سامنے
دیکھو بتان ہند پہ شیدا ہے دل مرا — مسجد بنی ہے خوب شوالونکے سامنے

کہتے ہین جسکو اختیار منتہی
یہ ٹھیرتے نہین مرے جھالو نکو

کس روز ترے یاد مین نالہ نہین کرتے
کب گنبد گردون تہ و بالا نہین کرتے

کس وقت ترے ہجر مین رویا نہین کرتے
کب دیدۂ تر صورت دریا نہین کرتے

بیمار محبت کا مداوا نہین کرتے
ہم جاؤ تمھین اپنا مسیحا نہین کرتے

دل پاک رہے یارکدورت سے جہان کی
یہ آئینہ وہ ہے جسے میلا نہین کرتے

دل دیکے حسینونکو غم و رنج اٹھانا
یہ کام تو نادان کا ہے دانا نہین کرتے

ویرانۂ دل دیکھتے گر حضرت مجنون
بھولے سے بھی منھ جانب صحرا نہین کرتے

ہو ضبط فغان مملکت عشق کے اندر
اس بات کا عاشق تو اعادہ نہین کرتے

اس عشق کی آتش مین جو ہین عاشق جانباز
پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے

دل لے کے سر زلف کا بوسہ نہین دیتے
اس مشک کا ہم سے کبھی سودا نہین کرتے

تھوڑی سی جگہ ہو جو مرے دل مین تمھاری
کونین کی پھر ہم کبھی پروا نہین کرتے

قائل ہین دل سبھی ترے عزّ و جلال کے
شیشے بھرے ہوئے ہین مے پرتکال کے

کیا کیا مزے اٹھائے ہین رنج و ملال کے
پہلو مین دل سا دشمن جان پال پال کے

دربان ہوسد راہ در خوش جمال کے
کچھ بند ہی نہین مرے مرغ خیال کے

صاحب نہ عذر کیجئے میرے ملال کے
چھینٹے نہ دیجئے عرق انفعال کے

پھنستا ہے انکے ایک اشارہ مین مرغ دل
حلقے نہین ہین چشم کے پھندے ہین جال کے

غنچے نہین گلاب کے گلشن مین باغبان
یہ قمقمے بھرے ہین گلینے گلال کے

اک شعبدہ ہے بزم جہان یار سا قیا
ساغر شراب سرخ کے شعلے ہین زال کے

شہرہ ہے جب سے دہر مین ابروے یار کا
نقشے بدل گئے ہین فلک پر ہلال کے

گل ہای باغ دہر مین بوے وفا نہین
پتلے یہ خاک کے ہین یہ گل ہین سفال کے

شیشہ ہے نازکی مین صفائے مین آئینہ
رکھے گا کون دلکو ہماری سنبھال کے

کعبہ و دیر ایک سمجھتے ہین رندِ پاک
پابند یہ نہین ہین حرام و حلال کے

قائل ہین جسکے شیخ برہمن ہین معتقد
ہم شیفتہ ہین اُس صنمِ بے مثال کے

دنیائے دون پرست کے درپئے نہ ہو دلا
مارے ہوئے جوان ہین اسی پیر زال کے

دربان تو سدِّ راہ نہ ہو کوئے یار کا
کر نبید راستے مرے پیکِ خیال کے

آیا پیام وصل یکایک جو یار کا
معلوم یہ ہوا کہ گئے دن زوال کے

دکھلائی تیغ و خنجر کین ذکر وصل پر
کیا دیدئے جواب ہمارے سوال کے

قعرِ جہان سے بچ کے چلون کیون نہ منتہی
گرتا نہین کنوئین مین کوئی دیکھ بھال کے

گھبرا کے روح ہجر مین تن سے جدا ہوئی
قیدِ قفس سے بلبل شیدا رہا ہوئی ہے

دیوانہ کر گئی جب ادھر کی ہوا ہوئی
ہمکو نسیم کاکلِ پیچان بلا ہوئی ہے

دیوانگان عشقکو دستِ جنون مین بھی
ہر شاخِ بید سایۂ بالِ ہما ہوئی

وہ ولولہ کہان وہ جوانی کدھر گئی
وہ کیا ہوا مزاج طبیعت وہ کیا ہوئی

آوارہ گان دشت کی مٹی خراب ہے
پھینکی گئی اُدھر کو جدھر کی ہوا ہوئی

کثرت نے وصلِ یار کی دیوانہ کر دیا
اُتنا مرض بڑھا مرا جتنی دوا ہوئی

ایذا اُٹھا کے فراق کی کس سے گلا کیا
راضی رہا اُسی پہ تری جو رضا ہوئی

فکرِ بلندِ عشق نے گم ہوش کر دئے
سودا ہوا مجھے جو طبیعت رسا ہوئی

باقی نہین ہے جیب و گریبان مین ایکتار
دستِ جنونِ عشق تری انتہا ہوئی

فرہاد نے ستونکے فسانے سے یہ کھلا
ڈھایا پہاڑ جسکی تری دل مین جا ہوئی

راحت مین رنج رنج مین راحت ہوئی ہمین
جب دل خوشی ہوا تو طبیعت خفا ہوئی

مدت کے بعد آئے گلستان مین منتہی
پوچھے کوئی کدھر تجھے کدھر کی ہوا ہوئی

مشتاق روح گنہگار کی ہے
دھوم جب سے تری تلوار کی ہے

وہ جو صورت تری رفتار کی ہے — چال ظالم وہی رفتار کی ہے
کھینچ لائے اُسے جب دم چاہی — یہ کشش اپنے دلِ زار کی ہے
تیغ پر ہاتھ دھر اب پوچھا — کچھ دوا بھی ترے بیمار کی ہے
زاہدا عاشقِ مفلس کو فقط — آرزو دولتِ دیدار کی ہے
قفسِ تن میں پھڑکتا ہے دل — یہ روش مرغِ گرفتار کی ہے
دہنِ زخم پہ اپنے قاتل — صاف پھبتی لبِ سوفار کی ہے
شاخِ سنبل جب کہتے ہیں یار — زلف وہ اپنی نشبتا ارکی ہے
سخت جاں ہنستے ہیں منھ پر قاتل — بھاڑ کیسی تری تلوار کی ہے
دیکھکر ہوتے ہیں چپ چپ ہمدم — اب یہ حالت ترے بیمار کی ہے
حلقہ گیسوئے پُرخم میں ترے — ساری صورت دہنِ مار کی ہے
شربتِ وصل طلب کرتا ہر — کیسی عادت ترے بیمار کی ہے
رونقِ کوچہ دلبر کے حضور — دھوم کیا مصر کے بازار کی ہے
کثرتِ دولتِ دنیا منعم — پوٹ گویا کہ خس و خار کی ہے
بوسہ لب نہیں دیتے پیہم — بات یہ بھی کوئی تکرار کی ہے
خوبی زلف و رخِ یار نہ پوچھ — آبرو کا فرو دیندار کی ہے

منتقی ہے جو ترشہ بتی رگِ جان
فرقت اک صاحبِ زنار کی ہے

کہوں کیا تم سے حال جسمِ خاکی — مرے نظروں میں کٹھری ہے نِگاہ کی
وفا دن پر مری تونی جفا کی — بُتِ کافر تجھے رحمت خدا کی
بنا کے برج ہفتم پر بنا کی — تمھارے دل میں پیار کی جو جا کی
اگر خال سیہ بس کی گرہ پر — تمھاری زلف بھی ہے کس بلا کی
نہیں قابو میں اپنا دل کسی کے — یہ کشتی ہے مگر بے ناخدا کی
ارم سے کھینچ لائی سوئے دنیا — مری تقدیر نے مجھ سے دغا کی

بوقتِ نزع تو بالین پہ آیا — مریضِ عشق کی اچھی دوا کی
وصال و ہجر کا شکوہ نہ کر دل — مین راضی ہون جو مرضی ہو خدا کی
کوئی بھی آپ کی نظرون مین ٹھہرا — کسینے بھی تمھارے دل مین جا کی
نہ دونگا بھول کر پھر دل کسی کو — قسم کھاتا ہون او کا فر خدا کی
جو سایہ بید کا دیکھا زمین پر — سیہ کملی مین سمجھا پارسا کی
نہ لایا جذبۂ دل اُس پریکو — اوڑہی تاثیر کیا میری دعا کی
دیا نقدِ دل و دین بیوفا کو
ہمارے منتخبی سنے انتہا کی

صرصر گیسو ہلا رہی ہے — سر پر کالی کھلا رہی ہے
فرقت مین خون رُلا رہی ہے — تقدیر یہ رنگ لا رہی ہے
داغون نے دل جلا رہی ہے — الفت سِکّے بٹھا رہی ہے
دامن مین ہے ترے بوئے کاکل — کیون مجکو صبا اوڑا رہی ہے
حال تپ ہجر کچھ نہ پوچھو — دل کھا چکی جان کھا رہی ہے
جیسی ہوئی ہے جفا طبیعت — برسون ہی مبتلا رہی ہے
کسرا محل نہ طاق حرم ہے — ایدل کس کی سدا رہی ہے
مرتا ہے دل بتون کے اوپر — تقدیر پچھاڑ ڈھا رہی ہے
طفلی و جوانی خوب گذری — دو دن اچھی ہوا رہی ہے
اوڑ تی ہے خاک اوس جگہ پر — برسون جس جا فرا رہی ہے
یہ نبتِ عنب بہار گل مین — یارون کی بھی آشنا رہی ہے
لاتی نہین بوئے یار نکہت — اس دل کی لگی بجھا رہی ہے
ہم بھی تھی کبھی جوان رعنا — اپنی بھی کبھی ہوا رہی ہے
کھلتا نہین حال گل کا ملبل — شبنم پانی چھوا رہی ہے
یہ فصل بہار بے خودی کا — رستہ ہمکو بتا رہی ہے

گلشن میں عروس گل کے اوپر — شبنم موتی لٹا رہی ہے
پھولے نہیں گل چمن کے اندر — وحشت آنکھیں دکھا رہی ہے

فقرے سے لے آئے اس صنم کو
کیون منتقی بات کیا رہی ہے

فغان و آہ سے ہر دم پکار رکھتا ہے — غضب میں جان دل بیقرار رکھتا ہے
گل چمن نہ ڈر تنا ہوا ر رکھتا ہے — بھرا بھرا جو بدن میرا یار رکھتا ہے
لطیف روح کے مانند جسم ہے کس کا — پیادہ کون وقار سوار رکھتا ہے
جدا جدا ہے حسینان دھر کا انداز — ہر ایک طرح کی ہر گل بہار رکھتا ہے
فریب حسن سے اللہ آدمی کو بچالے — چلے یہ ہیچ تو رستم کو مار رکھتا ہے
کمال عشق کو پاتا ہون خاکساری مین — طرف نشیب کے دریا گذار رکھتا ہے
بہار آئی ہے بنت العنب پہ جوبن ہے — گرہ میں دام کوئی بادہ خوار رکھتا ہے
سنا ہے جب سے کہ ہین دفن اسمین عاشق زار — قدم زمین پہ نہین وہ نگار رکھتا ہے

ہر ایک شیشۂ ساعت فلک کو کہتا ہے
کہ منتقی سے سراسر غبار رکھتا ہے

چھوٹا ہون جب سے مہر و محبت کے دام سے — پھلا کے پاؤن سوتا ہون ہر روز شام سے
آئی ہے فصل گل کی بڑی دھوم دھام سے — صیاد ہوشیار خبردار دام سے
ہو جاتی ہے ہوا قفس تن سے چھٹ کے روح — کیا صید بھاگتا ہے رہا ہو کے دام سے

ولہ

ہمیشہ سیر گل و لالہ زار باقی ہے — اگر بغل مین دل داغدار باقی ہے
طفیل روح مرا جسم زار باقی ہے — ہوا کے دم سے یہ مشت غبار باقی ہے
بغیر روح روان جسم زار باقی ہے — نکل گئی ہے سواری غبار باقی ہے
بہار مین تجھے نالے سناؤن گا بلبل — اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے
کھو نگا یار سے اگر وزرا نہ پھلا کے — مجھے بھی حسرت بوس و کنار باقی ہے

جہان کو چشم حقیقت سے دیکھ او غافل | کھلی ہے آنکھ ابھی اختیار باقی ہے
امید ہے ہمیں فردا ہو یا پس فردا | ضرور ہوئی گی صحبت وہ یار باقی ہے

ولہ

قصد کعبہ کا خیال خام ہے | کچھ نہیں وہاں بجز خدا کا نام ہے
خاک میں ملنا ہمارا کام ہے | خاکساروں کا اسی میں نام ہے
عاشقی جسکا جہان میں نام ہے | زاہدا وہ موت کا پیغام ہے
گل کھلے ہر سو لبالب جام ہے | دور دور رند بے آشام ہے
پیشتر بڑھتا رہے پائے طلب | منزل مقصود زیر گام ہے
یہ کہا سنکر پیام وصل کو | کام سنے اسکے ہمیں کیا کام ہے
رات گو دور قمر میں زاہدا | صبح کاذب کس طرح بدنام ہے
روئے گلگون زیر زلف عنبرین | میری نظرون میں اودھ کی شام ہے
راستی چاہیے جو زلف یار سے | اسکو سودا ہے خیال خام ہے

تارک دنیا ہے جب سے منتہی
مثل بیوہ مادر ایام ہے

دل میں بھری ہوئی ہے ہوس عز و جاہ کی | گٹھری دبی ہوئی ہے بغل میں گناہ کی
شاید کہ دل میں درد محبت نے راہ کی | کانون میں آ رہی ہے صدا آہ آہ کی
دل ہے نہیں مرا تپ دوری پھنک رہا | جلتا ہے مہر داغ ہے چھاتی پہ ماہ کی
خود رحم کیجئے دل امیدوار پر | آپ ہی نکالیے کوئی صورت نباہ کی
نفس حریص کو ہے توکل کی کرے فکر | الٹے فسونگر گھات میں ہے چور شاہ کی
دنیا میں بے کرم کو کوئی پوچھتا نہیں | مٹی خراب رہتی ہے بے آب جاہ کی
نقش سجود حق سے جبین نیاز پر | سرخط پہ اپنے مہر ہے عادل گواہ کی
مدت سے میکدے پہ نکلتا ہے دم مرا | صوفی مجھے قسم ہے تری خانقاہ کی
کھل جائینگے تمام ترے پیچ زلف کے | معلوم ہوگا دل سے اگر ہمنے آہ کی

اکسیر ہے نصیحتِ پیرانِ پارسا
ہر منتظمی مفید ہوا صبحگاہ کی

کون اہلِ الفتِ زلفِ دوتا پیدا کرے
کون اپنے واسطے کالی بلا پیدا کرے

دولتِ دنیا نہ یہان تاج ولوا پیدا کرے
آدمی دل مین ہر اک کے اپنے جا پیدا کرے

تیز عقل عشق ہو ایسی دوا پیدا کرے
جس سے سوجھے دور کی وہ توتیا پیدا کرے

اپنی آہ سرد سے شہرہ ہو حسنِ یار کا
بوئے گل کو دامنِ بادِ صبا پیدا کرے

دیکھکر مجکو تڑپتے یار سے کہتے ہین یار
آدمی کو چاہئے خوفِ خدا پیدا کرے

نور کا بکا نکالا جسنے مشتِ خاک سے
بیضۂ عصفور سے چاہئے ہما پیدا کرے

سنکے احوالِ محبت کو مرے بولا وہ شوخ
ضبط کی اپنے کہو اس سے دوا پیدا کرے

دم بھرین پیرِ مغان کا شیخ و زاہد ایفلاک
فصلِ گل ایکی کوئی اس سے ہوا پیدا کرے

مجبا عاشق آپ سا معشوق تب ہوئی نصیب
جب خدا اک دوسرا ارض و سما پیدا کرے

جان لے یا صبر دے دلکو خدائے دوجہان
یا کوئی محبوب تجسا دوسرا پیدا کرے

آہ و نالہ صورتِ تاثیر گڑے جسگھڑی
حال عاشق مرتبہ معشوق کا پیدا کرے

شاہ تجھکو ہو مبارک عدل و داد و تخت و تاج
در دگر دل مین تری ہجر گدا پیدا کرے

جنگ ہفتاد و دو ملت سر کرے اکبات مین
منتظمی جو تیغِ تسلیم و رضا پیدا کرے

دل مین بشر کے جوہرِ ذاتی اگر رہے
وہ آئینہ ہو جس سے کہ اہلِ نظر رہے

یون انتظار یار مین ہم عمر بھر رہے
جیسے نظر غریب کی اللہ پر رہے

وقفہ حیات و موت کا مدِ نظر رہے
شکلِ حبابِ بحر جو باندھے کمر رہے

گاہی ادھر کو گاہ ادھر سے ادھر رہے
ہم خاکسار صورتِ گردِ سفر رہے

اہلِ ہوس تجھے ہوسِ سیم و زر رہے
جبتک جہان مین ذرۂ شمس و قمر رہے

اے دل اثر ضرور ہے نالون کیواسطے
یہ وہ جگہہ نہین کہ جہان بے ہنر رہے

ایکبار یا وفا کی رہی عمر بھر تلاش
برسون جہان مین طالبِ خیر البشر رہے

لبریز دل رہے مئے حبِّ حبیب سے
شاید کبھی ضرور ہو یہ جام بھر رہے

خنجر بکف ہین اسکے خریدار سکیڑون
بالائے دوش اپنا سلامت تو سر رہے

جب بڑھ چلی یہ گیسوئے پرپیچ دوش سے
کیونکر کہون کہ آپ کی نازک کمر رہے

ثابت ہوا یہ شہر خموشان کی دید سے
آئے تھے دور دور سے تھک تھک کے مر رہے

صیاد دیکھونگا تری دام داریان
بچکر بہار تک جو مرے بال و پر رہے

ہو اسطرح سے خانہ دل مین مقام روح
جیسے کسی جگہ پہ مسافر ٹھہر رہے

جسجا پہ ہوئے یار وہین ہو بہار گل
جسجا ڈہلے شراب وہان ابر تر رہے

جسوقت بزم مین رخ انور ہو بے نقاب
سکتے مین شکل آئینہ پھرون قمر رہے

بیمار و تندرست کا بنتا نہین ہے ساتھ
ہاتونسے دل کے دیکھئے کیونکر جگر رہے

کیا کہیئے بے ثباتی عالم کو ناصحو
کیسے امید و بیم مین ہم عمر بھر رہے

مفلس کے ہم چراغ تھے عہدِ شباب مین
پیری مین زندہ صورت شمع سحر رہے

موئے سفید و ضعف بدن کو نہ پوچھئے
یہ وہ خبر ہے جسنے کہ ہم بے خبر رہے

باغ جہان مین سایۂ شمشاد کیطرح
اس منتھی کا پاؤن پہ اُس تکے سر رہے

آپ آئے تھے یہان جفا کیلئے
جائیے بھی کہین خدا کے لیئے

دل دیا تھا تمھین وفا کے لئے
ہوش مین آئیے خدا کے لیئے

تیرے بازار حسن مین گردون
ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لیئے

پاؤن ہین کوچۂ توکل مین
ہاتھ اُٹھتے نہین دعا کے لیئے

آ کبھی تو مرے قفس کیطرف
اے نسیم چمن خدا کے لئے

ہے تہ خاک فرش خاک لگا
شاہ کے واسطے گدا کے لیئے

دم پھڑکتا ہے طوفِ کعبہ پر
دل تڑپتا ہے کربلا کے لیئے

سر اُٹھائے ہین خار دشتِ جنون
منتھی سے برہنہ پا کے لیئے

جسے ذوقِ بادہ پرستی نہین ہے
مرے سامنے اسکی ہستی نہین ہے

جو تکلیف مین مے پرستی نہین ہے
دلا پھر تری فاقہ مستی نہین ہے

طبیعت وہ کیا جو رہے امتحان مین
وہ کیا تیغ ہے جو کہ کستی نہین ہے

کہا مین نے ہے اک نگہ جنسِ دل کا
وہ بولے کچھ ایسی تو سستی نہین ہے

پہنچتے ہین نالے مرے آسمان تک
بلندی ہے ہمت کو پستی نہین ہے

جوانانِ گلشن کی کثرت تو دیکھو
کوئی ایسی گلزار بستی نہین ہے

ستم ہے ستم ابرِ شمشیرِ قاتل
یہ بدلی بجز خون برستی نہین ہے

مژہ کو تری یا جنبش سے خم ہے
وگرنہ چھری کوئی کستی نہین ہے

توکل پہ ہے منتہی جب سے تکیہ
کسی حال مین تنگدستی نہین ہے

جان دی ان پہ مر مٹے سسکے
ہین حسین لوگ آشنا کس کے

انکو سکھلائی ہمنے آرائش
روح پھونکی ہے نقشِ بے حس کے

نالے پہنچے غریب کے تا عرش
بچ گئے ڈنکے مردِ مفلس کے

رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے
مار ڈالا اگر ذرا کھسکے

بزم مین جا ملی رقیبون کو
کانٹے بوئے ہین باغ مین کس کے

کیا بتائین کہ کس کے عاشق ہین
وہ نظر آئے تو کہین اس کے

نالہ کر کر کے دل ہوا خاموش
رہ گیا ہے یہ پھوڑا رس رس کے

کوئی کعبے گیا حرم کو کوئی
بندے درگاہ اپنے گھر کس کے

گیسوئے یار اگر ہے دامِ بلا
خالِ مشکین بھی کانٹے ہین بس کے

چھوڑا پیرہن روح نے تنِ زار
جامہ اوترا بدن سے کس کس کے

دیدۂ سرمہ سا کی الفت مین
منتہی خاک ہوگئے پس کے

صبحدم اٹھکر ترا پہلو سے جانا یاد ہے
لوٹنا دل کا جگر کا پھڑپھڑانا یاد ہے

یار تھا پہلو مین شیشی کی پری تھی سامنے — کیون دلِ نالان تجھے وہ بھی زمانہ یاد ہے
سنکے احوالِ محبت کو مرا بولا وہ شوخ — جان دینیکا تجھے اچھا بہانہ یاد ہے
ٹوٹ تھا دل قامتِ دلدار پہ مدت ہوئی — نخلِ طوبیٰ پر تھا اپنا آشیانہ یاد ہے
کون دیکھی خندہ کی طرف اے عندلیب — ایک مدت سے کسیکا مسکرانہ یاد ہے
کیا دیکھتا ہے فلک ابرِ سیہ مین روی ماہ — ہمکو بالون مین کسیکا منھ چھپانا یاد ہے
ہو مقابل نالۂ دردِ دلِ عشاق کے — باغبان بلبل کو ایسا بھی ترانا یاد ہے

ہجر کی شب نیند آئے عاشقِ بیمار کو
منتھی تجھکو کوئی ایسا فسانہ یاد ہے

شاکر ہون اُسپہ جو کہ قلیل و کثیر ہے — اِسکا گواہ خالقِ ربِ جلیل ہے
مشہور دہر مین جو بہت رو دنیل ہے — شاید کسی کریم کی چشمِ کحیل ہے
چشمِ مروت آبرو کھونیکو کم نہین — حرمت ڈبونیکو بہت آنکھون کی سیل ہے
رہتا ہے ساتھ پردون کے اندر وہ اگر — ثابت ہوا کہ یار نہایت جمیل ہے
پوچھے جو حالِ زار کو میرے وہ قاصد — کہیو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہے
دلکو نہ توڑیو کہ یہ منزل ہے عشق کی — کعبہ خدا کا گھر ہے بنائے خلیل ہے
چشمِ پرآبِ عاشقِ خانہ بدوش سے — گویا کہ ناصحو کسی صحرا مین جھیل ہے

ولہ

تم بھی کبھی ہم پہ مہربان تھے — ہم بھی کبھی اور جوان جوان تھے
بر مین جو مرے وہ جانِ جان تھے — چکر مین یہ ہفت آسمان تھے
اس ہستیٔ بے بقا سے پہلے — معلوم نہین کہ ہم کہان تھے
پھولے نفسن گل چمن کے اندر — وہ راز عیان ہین جو نہان تھے
رہ رہ گئے ہم لپٹ لپٹ کر — شاید پسِ گردِ کاروان تھے
کس بزم مین تھے ہمارے مسکن — کس باغ مین اپنے آشیان تھے
وصلت مین روبروئے دلبر — گویا کہ ہم گنگ کی زبان تھے

کام آیا نہ وقت کام ایدل — کیا کیا تجپر ہمین گمان تھے
پیری مین جو دل دیا تو بولے — ابتک کہو ملتے تھے کہان سے

ولہ

ہم ہین جور وستم یار اٹھانیوالے — ہم ہین تلوار پہ تلوار کے کھانیوالے
حرم و دیر کے جو لوگ ہین جانیوالے — بھولے سے بھی وہ نہین راہ پر آنیوالے
بے مٹے ہم نہین در سے ترے جانیوالے — نقش پا ہم ہین اٹھائین تو اٹھانیوالے
گوش پر جام کے منھہ رکھکے صراحی نے کہا — جھک بھی جاتے ہین بہت سر کے اٹھانیوالے
بدگمان یار نے میّت پہ مرے ہنسکے کہا — یہ نہا دھوکے کدھر آج ہین جانیوالے
مرگئے ہم جو بیان کرتے ہی افسانۂ غم — بولے کیون جب ہوئے باتونکے بنانیوالے
صفحۂ عالم ہستی سے نشان عاشق — صورتِ حرفِ غلط ہین وہ مٹانیوالے
نزع کے وقت کہا اسنے مری بالین پر — روٹھے جاتے ہین مرے آج منانیوالے
ہم سر بزم ابھی لاکھہ کی منھہ پر کہدین — شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
اپنے بھی آہِ شرر بار سے ڈرتے ہینا — بل کی لینا تو نہ زلفون کے بنانے والے
اسکو بھڑکاتے ہین دشمن مرے رلوانیکو — پانی کو دوڑتے ہین آگ لگانے والے
ایک دل کے لئے عاشق کو کرین قتل حسین — اینٹ کیواسطے مسجد کو ہین ڈھانیوالے
خاک ہو جاتے ہین چلکر کبھی سرمہ بنکر — دشمنون و دوست کی نظرون مین سمانیوالے
ارنی خود کہین گر ہو کشش اسدل مین مری — لن ترانی کی وہ آواز سنانیوالے
بے خطر راہ عدم ہے مجھے معلوم ہوا — بند آنکھونکو کئے جاتے ہین جانے والے
لے گئے ایک بھی تنکا یہ بجز تار کفن — تھے جو دنیا مین بڑے چھاؤنی چھانیوالے
گفتگو کرتے ہین اغیار سبب وصلت کی — غول ٹھہرے ہین مری راہ بتانیوالے
پان پر کھیلتے ہین دیکھنے والے اسکے — دل لڑا دیتے ہین آنکھون کے لڑانیوالے
ہم بھی لکھہ سکتے ہین آغاز خطِ یار کا وصف — ہم بھی ہین سبزۂ خفتہ کے جگانیوالے
آئینہ لاکے دکھاتے ہین نکھرتے ہین وہ جب — دور کی انکو سجھاتے ہین سجھانے والے

[illegible] سے آئینگے نہ وہ رخ بے نقاب ۔ نا ملے دیوار چمن کو نہین ڈہانے والے

منتظر ہون وہ گران جہان کے اندر
ہمسے جاتی نہین نہ جینا دیکے اُٹھانیوالے

[illegible] آنکھون مین کیفیت وصلت کیسی ۔ یاد آتی ہے مجھے زیست کی لذت کیسی

غم ہجر مین ہر گاہ اُٹھا لیتا ہون ۔ آپ کے آنے سے آجاتی ہے طاقت کیسی

ہر کھا جاتا ہو لگا اک روز گلا کا ٹو نگا ۔ پڑ گئی ہے مری پیچھے شب فرقت کیسی

سب دشنام کو کوئی یار نصیبن ملتا ہے ۔ جان تک ہمتو حوالے کرین دولت کیسی

شیفتہ اپنا مجھے خوب سا کرکے بولے
منتظر اب تری رہتی ہے طبیعت کیسی

بلند دل سے اگر تیغ آہ کی ہوگی ۔ ہزار ٹکڑے سپہر مہر و ماہ کی ہوگی

طلب دلا جو یہان عز و جاہ کی ہوگی ۔ بغل مین حشر کو گٹھری گناہ کی ہوگی

فلک پہ چھڑ ہوگے ہوتی برق دہر مین مشہور ۔ کسی نے ہائے کسی وقت آہ کی ہوگی

صنم نے حشر پہ رکھا ہے وعدہ دیدار ۔ کوئی تو بات ابھی اشتباہ کی ہوگی

مزے اوڑائے ہین جس نے سیاہ سپید کو ۔ خبر اسیکو سفید و سیاہ کی ہوگی

شہید ناز ہون اسکے خبر ہے عالم کو ۔ کسی کے خون کو حاجت گواہ کی ہوگی

مین خاکسار ہون بس ہے لباس عریانی ۔ سر غرور کو حاجت کلاہ کی ہوگی

بہت جہان مین مشہور ہے شب دیجور ۔ کنیز وہ مری روز سیاہ کی ہوگی

بہت جہان مین دست جنون کا ہی شہرہ ۔ خبر اوڑی یہ مری دستگاہ کی ہوگی

بنے گا لوح جبین پر ہمارے نقش سجود ۔ سند یہ مُہر اک عادل گواہ کی ہوگی

کبھی تو دولت وصلت سے ہونگے مالا مال ۔ کوئی تو شکل ہمارے نباہ کی ہوگی

خیال اُس صف مژگان کا دل مین آئیگا ۔ ہماری ملک مین بھرتی سپاہ کی ہوگی

طریق شیخ و برہمن پہ دوڑتے مین لوگ ۔ کوئی تو بات دلا انکی راہ کی ہوگی

کسی کو لیہ گرے گی تری صف مژگان ۔ کسی کڑی پہ چڑہائی سپاہ کی ہوگی

[illegible]

جہان میں قیصر و فغفور بنکے بیٹھے ہیں
کسی نے لطف و کرم کی نگاہ کی ہوگی

ملی جو آنکھ بھی پیدا ہوئے ترے مژگان
بنا کچھ ایسی ہے مردم گیاہ کی ہوگی

پھنکے کا صور نہیں روز حشر اے پیارے
بلند آہ ترے داد خواہ کی ہوگی

جزا کے روز سر پر غرور کے بدلے
ضرور دوش پہ گٹھری گناہ کی ہوگی

ادب سے کہتے ہیں جسکو جہان میں کعبۂ دل
وہ بارگاہ کسی بادشاہ کی ہوگی

سنا جو ہوگا گیا منتقی زمانے سے
ضرور یار نے حالت تباہ کی ہوگی

دیکھیئے بگڑی تری کیونکر دل مضطر بنے
کس طرح شیرازۂ مجموعۂ ابتر بنے

تا کسی صورت نہیں تجھسے او بت دلبر بنے
کتنے ہی مومن بنے کتنے یہاں کافر بنے

شور نے میرے اوڑایا اُس بت سفاک کو
نالۂ دل کیا ہمارے حسن کے شہپر بنے

بت نہ مٹی کے میسر تھے جنھیں زیر فلک
قدرت اللہ سے وہ صاحب لشکر بنے

سر کو پھوڑا ہر کوہ سے یا تیشہ فرہاد سے
بے کمال عشق کب فرہاد کا ہمسر بنے

بارہا روکا ہمیں نے ساقیٔ بدمست کو
بارہا اس کشتی مے کے ہمیں لنگر بنے

تھا جوانی میں برنگ سحر تابان داغ دل
عہد پیری میں یقین یہ ہے مہ انور بنے

لاکھ دھبے جسکے دامن میں لگے تھے انفکاک
آئینہ سے بھی سوا وہ صاحب جوہر بنے

ایک قتل عاشق بیچارہ کی خاطر صنم
کیا کیا تلواریں نہیں کیا کیا ترے خنجر بنے

گر برا کہنا نہ چھوڑا رند مے آشام کا
دیکھ لینا شیخ جی اکدن سر منبر بنے

سرکشی جا چھوڑ سکھاؤ جا ہو لکو عاجزی
تیر کی صورت کمان کی شکل شاخ تر بنے

دم میں کچھ ہے اکدم میں کچھ ہے صبا کا مزاج
پھر کسی سے آپ سے فرمائیے کیونکر بنے

عکس افگن ہوا اگر اسمیں لب شیرین یار
آب آئینہ بھی رشک شربت شکر بنے

ان حسینان جہان کا بھی نرالا رنگ ہے
گاہ داغ دل ہوئے گہ لالۂ احمر بنے

ظالم و اظلم کا ہر حالت میں نبھا تا ہے ساتھ
شاہ پر تیر نگہ کا یار کا خنجر بنے

آبرو ہو معرکہ میں حشر کے ثابت ہے
جاں زرون کے واسطے دنیا میں کیا افسر بنے

رکھہ نہ ظالم سے کسی عالم مین راحت کی امید
ٹوٹ جائے جسگھڑی تلوار تو خنجر بنے

شومی تقدیر سے یہ دل رہا خانہ خراب
ورنہ کتنے سامنے آنکھون کے بگڑی گھر بنے

جائے غیرت ہے نہ ہو ہم سے کدورت دلکی صاف
شیشہ گر کے ہاتھہ سے یون آئینہ پتھر بنے

بعد مرنیکے ٹھکانے لگ گئے مٹی مری
خاک سے عاشق کی کیا کیا یار کے ساغر بنے

آتے جاتے ہین رقیب روسیہ اُس بزم مین
رفتہ رفتہ چاہیئے شیطان کا لشکر بنے

اسلئے پیدا ہوئے ہین گل چمن مین دہر کے
آپکا زیور بنے میری کبھی چادر بنے

بد حقیقت شخص کے تن پر ہے یون گلگون قبا
جسطرح سے تیغ بد آہن پہ ہون جوہر بنے

کب رقیب روسیہ کو ہو مرے آگے فروغ
کرمک شبتاب کی کیا تاب جو اختر بنے

رکھنا تو ظاہر پرستونسے امید نیکوی
کام آنے کی نہین او منعم جو ہر بنے

فرقت بعد شاد کیا وصل یار نے
بخشا مرے گناہ کو پروردگار نے

غازہ ملا ہے مہدی لگائی ہے یار نے
کیا گل کھلائے ہین چمن روزگار نے

کی دل مین جا تصور روئے نگار نے
گھونگھٹ مین منھہ چھپایا عروس بہار نے

بوسہ جو مانگا بزم مین فرمایا یار نے
یہ دن دھاڑی آئے ہین پگڑی اوتار نے

تنہا لحد مین چھوڑ کے احباب جب چلے
بے اختیار ہو کے لگا مین پکار نے

چلنے دیا نہ پائے توکل نے دو قدم
دیوار کر دیا مجھے میرے وقار نے

چلدی ہے روح پیکر خاکی کو چھوڑ کر
پیدل کا ساتھہ چھوڑ دیا ہے سوار نے

اوستاد قیس جانکے گل دشت نجد مین
کیا کیا قدم لئے مرے ہر نوک خار نے

گیسوسیاہ جب رخ رنگین پہ چھا گیا
دھوکا بڑا دیا مجھے ابر بہار نے

اخگر تھا سوز ہجر سے گہ شعلۂ چراغ
کیا کیا دیا ہے داغ دل داغدار نے

اک دل لگی سمجھ کے کیا تھا کل اختیار
کیون عشق یار آج لگا جان مار نے

چھوڑے نہین چمن مین گل و لالے تھے
داغ جگر کو میرے لگے ہین ابھار نے

وہ چھپتے پھرتے ہین دبتے جو اک جہان سے نہ تھی ۔ وہ دربدر ہین کہ ہلتے کبھو مکان سے نہ تھی

کمال کرتے تھے اوصاف نغمۂ بلبل ۔ خبر جو یار ہمری خوبئ زبان سے نہ تھی

تمھارے عشق سے پہلے اگر نہ تھے شہزور ۔ خطا معاف ہو اتنی بھی ناتوان سے نہ تھی

دعائین دولت وصلت کی مانگتا کیونکر ۔ ہوئے یہ کام کبھی منت آسمان سے نہ تھی

شری سمجھتی تھے انکو بہت انہین بے ننگ ۔ جو لوگ واقف اسرار عاشقان سے نہ تھی

ہمارے ناز کبھی تم نہین اٹھاتے تھے ۔ تمھاری بزم مین کیا ہم کبھی جوان سے نہ تھی

اسیر ہمکو کیا کیا ستم کیا صیاد
ہم اتنا بھی ابھی اپنے آشیان سے نہ تھی

رنگ گلشن کا اوڑے وہ رنگ لایا چاہیے ۔ بلبلین خاموش ہون وہ راگ گایا چاہیے

فندق جانان کو گلشن مین دکھایا چاہیے ۔ چٹکیون مین آج غنچونکو اوڑایا چاہیے

گرمئ رخسار دلبر کو دکھایا چاہیے ۔ آتش گل سے دل بلبل جلایا چاہیے

حرف الفت کا نہ بھولے ویسے اسکے زینہار ۔ چلکے اس طفل حسین کو وہ پڑھایا چاہیے

زمزمے بھولین چمن مین ہوش تک اوڑتے پھرین ۔ بلبلون کو آج کچھ ایسا سنایا چاہیے

یار سے اغیار سے کل بزم مین یہ قصد ہے ۔ دل لڑایا چاہیے آنکھین لڑایا چاہیے

لٹیے چلکر حسینان چمن سے باغ مین ۔ آج کپڑے اپنے پھولونسے بسایا چاہیے

خود بگڑ گئے یار سے اب ہو چکی چشم امید ۔ لڑ چکین آنکھین مگر اب دل لڑایا چاہیے

پھر نہ آئے ہوش مجکو پھر نہ ہو فکر جہان ۔ ساقیا ایسے کوئی جو کہی پلایا چاہیے

دھوئے رو رو کے اپنے نامۂ اعمال کو ۔ یہ عمارت سیل سے اشکو نکے ڈھایا چاہیے

طائر مضمون فلک پر ہو کمند فکر سے ۔ دل مرا کہتا ہے اسکو باندھلایا چاہیے

تول کر تیغ طبیعت بزم مین اس بار کے
منتھی اغیار کو چلکر ہو بایا چاہیے

غم ہجران دل حرمان سے نکالے جاتے ۔ بھوت اس خانۂ ویران سے نکالے جاتے

دل کے ارمان رخ جانان سے نکالے جاتے ۔ اپنے مطلب اسی قرآن سے نکالے جاتے

نقش الفت دل حرمان سے نکالے جاتے / جوہر آئینہ حیران سے نکالے جاتے

غیر در کے ترے دربانسے نکالے جاتے / یہ وہ وہ ابلیس ہین شیطان سے نکالے جاتے

لخت دل گر دل گریانسے نکالے جاتے / گوہر و لعل نہ عمانسے نکالے جاتے

ولولے عشق کے جاتے نہ مرے جیتے طبیب / دیو کب طاقت انسانسے نکالے جاتے

دو گھڑی اور نہ آتا وہ اگر ساقی مست / مغبچے محفل رندان سے نکالے جاتے

دشوم ہو جاتے زمانے مین بہار گل کی / گر سڑی آپ کے زندانسے نکالے جاتے

کبھی بقراط سے جاتے نہ مرے جوش جنون / یہ بڑے جن نہ پریخان سے نکالے جاتے

دل چراتے تھے جو تیغ نگہ قاتل سے / چھانٹ کر وہ صف مردان سے نکالے جاتے

کھول دیتے وہ اگر گیسوئے مشکین اپنے / کاروان بو کے گلستانسے نکالے جاتے

نہ بگڑتی نہ بگڑتی کبھی ہمسے اوسکے / گر نگہبان در جانان سے نکالے جاتے

مدد اے دست جنون ضعف سے تنگ آیا ہون / اب نہین تار گریبانسے نکالے جاتے

صفت شمع جلاتا وہ اگر محفل مین / استخوان گور غریبان سے نکالے جاتے

پھاڑ کر پھینک دیا دشت جنون مین اسکو / خار کتنک مرے دامان سے نکالے جاتے

منتہی روز جزا راگ جو لاتا یہ جنون
بے سزا حشر کے میدان سے نکالے جاتے

جسکو ممکن ترا نظارا ہے / یار اللہ کا وہ پیارا ہے

اپنا اس دشت مین گذارا ہے / تیر گردون جہان چکارا ہے

دل مین جا دی ہے عشق جانان کو / جن پرا شیشے مین اوتارا ہے

رستم و زال سے نہین دبتا / نفس سرکش کو جسنے مارا ہے

کشتی نوح پر چڑھے ہے وہ کون / جسکو اللہ کا سہارا ہے

ہمنے نالے نہین کئے ہیہم / یار شب بھر تجھے پکارا ہے

کو بکو پھرتے ہین وہ مثل صبا / انکو جوبن نے یہ ابھارا ہے

بوئے کاکل سنگھا کے ہوش اوڑا دئے / کیا صبا تونے جال مارا ہے

گرمیٔ حسن و سرد مہر ہے یہ — مہر طلعت ہے ماہ پارا ہے

بحرِ عشقِ صنم ہے وہ دریا — جسکا ملکِ عدم کنارا ہے

نفسِ سرکش کیا ہے قابو مین — آج اک تیر ہمنے مارا ہے

بکس سعادت یہ ہے ہمائے فلک — اُسکے صدقے مین گل اوتارا ہے

مرغِ مضمون کا کھیلتا ہون شکار — شیر بیچارا کیا چکارا ہے

دولت وصل ہاتھ آئی ہے — خوب یارون نے مال مارا ہے

پھونکا ناقوس گہ کبھے دی اذان — اسکو کس کس طرح پکارا ہے

عشق جانکاہ وحسن روز افزون — یہ تمہارا ہے وہ ہمارا ہے

نہین ہمنے کیا ہے نالۂ گرم — آج دشمن کو بان مارا ہے

منتقی مین کھون گا روزِ جزا

یہ گنہگار بھی تمہارا ہے

قہر اُس بت کی چاپلوسی ہے — دولتِ دل ہماری ہوسی ہے

خونِ عشاق کا خدا حافظ — آج مہندی تری لہوسی ہے

گل کھلے ہین مہک رہا ہے چمن — یار کے پیرہن کی بوسی ہے

جگر و دل کہین نہ جلتے ہون — کچھ کبابون کے آج بوسی ہے

نعمتِ حق سمجھ کے کھاتا ہون

جو کہ قسمت کی باسی کوسی ہے

کوچے سے ترے عاشقِ شیدا اُجڑ گئے — او بے خبر صنم ترے کہین سے جڑ گئے

تم سے تمہارے عاشقِ شیدا بگڑ گئے — لو زخمِ تیغِ عشق کے انگور سڑ گئے

فرہاد و قیس و امق و منصور مر مٹے — دیوانگانِ عشق کے جھگڑے نبڑ گئے

کا بے گئے حرم کو گئے دیر کی طرف — اس ہستی کے دور لے مین کیا بھر پڑ گئے

ٹپکے عرق کے قطرے رخِ ماہ وش سے آ — گویا چراغِ طور سے یہ پھول جھڑ گئے

برسون کیا ہے حسنِ حسینان کا امتحان — میزانِ چشم مین یہ گہر خوب تڑ گئے

کیا کیا حسین جوان ہوئے خانمان خراب — کیا کیا نہ گل چمن میں جہان کے لٹ گئے
نیرنگِ حسن پر ترے آیا نہیں زوال — جسدرجہ دوست تھے ترے تجھسے بگڑ گئے
آنکھیں جفا و جور سے عاشق نے پھیر لیں — آخر قبائے حسن کے ٹانکے ادھڑ گئے
دل میں ہوائے حرص زمانیکی بھر گئی — اس رشتۂ حیات میں پیچ پڑ گئے
فرہاد و قیس عشق سے دل شاد کر چکے — یہ وہ نگین ہے جسکو کہ کندن سے جڑ گئے
احوال سرو قمری کا جسدم بیان کیا — مانندِ سرو باغ وہ سنکر اکڑ گئے
اوصاف مشتری نے نہین زلف کے گئے
زنجیر آہنی سے عشاق گھر گئے

جام میں عکس نگین ہونٹون کی لالی نہ ہوئی — موجِ مے یار کبھی پھولون کی ڈالی نہ ہوئی
کوئی کہتا ہے کمند اسکو کوئی مار سیاہ — آفتِ جان ہوئی کاکل تری کالی نہ ہوئی
رازِ منصور کا ہرگز نہ سمجھ میں آیا — حیف اتنی بھی طبیعت میرے عالی نہ ہوئی
کچھ تسکین دلِ زار کی ہوتی یا نہ — اسکی صورت کوئی تصویر خیالی نہ ہوئی
للّٰہ الحمد رہا یار سے عشق صادق — شکر صد شکر عبادت مرے خالی نہ ہوئی
منصبِ قیس ملا مجکو نہ ملک فرہاد — تری سرکار میں اپنی کبھی بحالی نہ ہوئی
مین خلوت میں جو ارشاد کیا کرتے ہو — پیار کی بات ہوئی آپ کی گالی نہ ہوئی
نہ پذیرا ہوا اسکو کبھی حرفِ مطلب — بات جو تینے کبھی منہ سے نکالی نہ ہوئی
غم رہا دل میں کبھی عیش رہا تا دمِ زیست — یہ حویلی کبھی مہمان سے خالی نہ ہوئی

ولہ

جو کچھ کہ ستم کرو بجا ہے — اس دل کے لگانے کی سزا ہے
وہان گیسوئے مشک بو کھلا ہے — یہان جان پہ سانپ لوٹتا ہے
جلتا نہیں ہے چراغ اپنا — اغیار کی یہ بندھی ہوا ہے
پہلو میں نہیں قرار اسکو — کیا جانئے دل کو کیا ہوا ہے
[illegible] — سارے ئے عشق [illegible] دوا ہے

لب تک لانا نہ رازِ اُلفت | خلوت محفل مین بھی صبا ہے
اغیار مین یار تجھپہ چھائے | اوپر کی اندنون ہوا ہے
شورِ تپِ ہجرِ یار کا حال | اُس سے پوچھو جو مبتلا ہے
کب تک رنجِ فراق یارب | ہر بات کی آخر انتہا ہے
وصلت سے ہے ہر اک سرافراز | بہنے ترا یار کیا کیا ہے
جسکو نہین لطفِ عشقبازی | وہ کونسا بندۂ خدا ہے
زیبا ہے غرور آج یار کے | ثانی نہین کوئی دوسرا ہے
لب پہ ہے ہر دم ہجر ذکر گیسو | سودا تجھے کیا بلا ہوا ہے

ہجر یار سے بھی امیدِ وصلت
اے منشی تجھکو کیا ہوا ہے

آپ آئے تھے یہان جفا کے لئے | جائیے بھی کہین خدا کے لئے
پاؤن ہین گرچہ تو شل ہین | ہاتھ اُٹھتے نہین دعا کے لئے
تیرے بازار دہر مین گردون | ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لئے
آ کبھی تو مرے قفس کی طرف | اے نسیمِ چمن خدا کے لئے
ہجر تہِ خاک فرشِ خاک لگا | شاہ کے واسطے گدا کے لئے
سرد آہون نے اپنی گلشن مین | چھیڑ سے دامن صبا کے لئے

سر اُٹھائے ہین خارِ دشتِ جنون
منشی سے برہنہ پا کے لئے

آتش ہے عشق یار کے گھر گھر لگی ہوئی | یہ آگ ہے جہان مین برابر لگی ہوئی
بھیجا ہے خط مین وصل کا پیغام یار کو | ہے پیشِ شاہ فردِ مقدر لگی ہوئی
یہ دل نہ بجھے کہ صورتِ پروانہ جل بجھے | گو شمع رو سے ہے مری یکسر لگی ہوئی
ہے انتظارِ قاصدِ دلدار اندنون | [illegible] چھپیر لگی ہوئی
میخوار دن کا [illegible] | [illegible] منشی [illegible] اکثر لگی ہوئی

وہ بات کیا ہے جسکے سبب در پہ آپکے
زنجیر دیکھتا ہون مین اکثر لگی ہوئی

جب پھیرتا ہے چشم مروت وہ بیوفا
رکھتا نہین کسی کی وہ تل بھر لگی ہوئی

کھو سکتا کون ہے تپ الفت کو یار کی
بجھتی نہین کسی کی برادر لگی ہوئی

برق نگاہ یار کا مدت سے دہیان ہے
اک تیغ تیز ہے مرے دل پر لگی ہوئی

بولے وہ ہنسکے عاشق شیدا کو دیکھ کر
دہونی تری کہان ہے قلندر لگی ہوئی

ہم دیکھتے ہین قامت رعنائے یار کو
ہے آنکھ اپنی سوئے صنوبر لگی ہوئی

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو لکھا کیا
تہمت ہے پھر جہان کی سر پر لگی ہوئی

عازم ہے دل یہان رخ رنگین کا دیدکا
وہان گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی

جیتون قمار عشق مین ناصح مین کس طرح
اس گنجفے مین بازی ہے ابتر لگی ہوئی

بوئے صنم بھری ہے ہر اک کے دماغ پر
یہ تاج ہے جہانکے سر پر لگی ہوئی

بنتے ہین قصر و باغ پئے عیش منعمی
وہان موت گھات مین ہے برابر لگی ہوئی

ممکن اسیکی ہمکو شب و روز دید ہے
نظرون سے اک جہان کے جو ناپدید ہے

وہ دے اثر زبان کو مری کیا بعید ہے
قفل در قبول کی یہ ہی کلید ہے

خال سیہ نہین ہے رخ شوخ شنگ پر
آشوب دہر کا کوئی فتنہ مرید ہے

کہنے لگا وہ شب کو سر بزم زاہدا
عاشق ہے وہ مرا جو ازل کا سعید ہے

سنکر شب فراق کے صدمونکو یون کہا
ذکر قدیم ہے کہ بیان جدید ہے

سو بار بعد مرگ مری آیا گور پر
اتنا کبھی کہا نہ یہ میرا شہید ہے

شب کو شراب ناب مجھے دیکے یہ کہا
دارو ہے اسکا نام نہایت مفید ہے

جوش بہار ہے چمن روزگار پر
یعنے شباب یار ہے ہنگام دید ہے

لیتا ہے کون یہان سر عشاق باوفا
جنس گران بہا کی کہان پر خرید ہے

یہان جامہ حیات کی اوڑہنی ہین دہجیان
جب سے قبائے یار کی قطع و برید ہے

کیا وصف روئے یار ہو صورت ہے نور کی
ذکر کلام یار کلام مجید ہے

پردہ نشین یار سے کہیو تو قاصدا ۔ بندہ کمال آپ کا مشتاقِ دید ہے
اِس بت کو چھوڑ کر حرم و دیر میں ٹی ۔ عقلِ شریف سے یہ نہایت بعید ہے
طاقت گھٹی شباب مثا بال پک گئے ۔ اب بھی وصالِ یار کی مجکو امید ہے

کہنا دکھا کے نامہ اعمال منتھی
جو کچھ کہ لکھدیا تھا یہ اُسکی رسید ہے

شبِ وصل یار نصیب ہو غم و رنج دل سے بعید ہے
یہ جو رات ہے شب قدر ہے یہ جو روز ہو دم عید ہے

وہ اُٹھا کے خنجر تیز دم لگا کہنے مجھسے یہ ہو بہم
اِسی مُن بے میرے اسیرِ غم در عشق کی یہ کلید ہے

ہوں خراب عاشقِ باوفا کریں چین فاسق و بے حیا
تری عقل کے یہ خلاف ہے تری شان سے یہ بعید ہے

میں دکھا کے خطِ عمل دلا یہ کہونگا حشر میں برملا
وہ جو لکھا تھا ازل کے دن سو یہ پڑھ لو اُسکی رسید ہے

یہ کہونگا عاشقِ زار سے اُسے پوچھ لے تو ہزار سے
کہیں عشق گیسوئے یار سے تجھے زہر مار مفید ہے

یہ بشر ہے شعبدہ جہان یہ جہان ہے بزم مسافران
یہ مکان دھوکے کا ہو مکان یہ زمانہ قابلِ دید ہے

جو تمہارا منتھی زار ہے یہی کہتا لیل و نہار ہے
اُسے ذوق طاعتِ یار ہے جو ازل کا نیک و سعید ہے

سامنا جو ہوا جام سے مئے آلود سے ۔ آنکھ لڑی مدتوں اخترِ مسعود سے
دولتِ وصلت میں یار رہا ٹکا کھٹکا ہو گر ۔ جس سے ہویدا ضرر فائدہ اُس سود سے
خالِ لبِ یار سے اور دلِ مغرور ڈر ۔ کیا کیا کچھ ہے خبر نتیجے نے نمرود سے
گرمی سادہ رخان دلکو کریگی کباب ۔ چاہئے کرنا حذر آتشِ بے دود سے

عاشقی یار سے ہاتھ اُٹھانا نہ دل
منھ نہ کبھی پھیرنا طاعت معبود سے

کر دیا فرمان پذیر بندۂ ناچیز کا
ایسی ہوئی کیا خطا عشق کی محمود سے

خشک و تر دہر سے ہوگی نہ فرصت کبھی
ہے مری مٹی گندھی آب گِل آلود سے

حسن کی جلوہ گری دید سے میرے ہوئی
عشق نے پائی نمود ایک مری بود سے

عاشقی یار کا ناصحا مانع نہ ہو
آدمی لاچار ہے عادت معہود سے

دولت وصل صنم کب ہو گوارا تجھے
شاد تو ہوگا فلک لب مرے بہبود سے

گرد رخ آتشیں ہے جو خط عنبریں
ربط یہ کیونکر ہوا آتش و بارود سے

دانت دئے بھر دیا نعمتوں سے منھ مرا
دانت نہ تھے جبکہ ہی سیر کیا دود سے

یار کی تقریر سے آپ بھی کچھ ہیں خبر
پوچھونگا اک دن ضرور حضرت داؤد سے

دولت وصل صنم ہوتی ہے کیونکر نصیب
پوچھونگا اک دن ضرور طالع مسعود سے

نہ خواہش مسند جم کی نہ مطلب فرش قالی سے
گدا کو بوریا بہتر ہے شاہوں کی نہالی سے

لگایا اُس نے منھ جام شراب پرتگالی سے
ہوئی ہر موج مے کی شاخ گل ہونٹوں کی لالی سے

کوئی جا کر کہے اتنا ہمارے لاؤبالی سے
مزے لوٹے ہیں ہمنے تیری تصویر خیالی سے

نہ رکھ سر غیر کا زانو پہ اپنے او بت ناداں
مقابل کا نشہ چینی نہ کر جام سفالی سے

توقع کب ہو دست بے کرم سے مرد عاقل کو
امید بار کب ہو باغباں کو خشک ڈالی سے

ریائی نقش سجدہ داغ پیشانی سمجھتے ہیں
تنفر دل کو رہتا ہے ہمارے مُہر جالی سے

حذر رہتا ہے چشم بے مروت سے مجھے ہردم
تنفر جس طرح ہو میکشوں کو جام خالی سے

خم مے جسکو چاہے بخش دے او ساقی گردوں
ہمارا چلو بھی بھر دے شراب پرتگالی سے

جفا و جور سے ڈرتے نہیں ہیں خاکسار اے دل
زمیں دبتی نہیں ہے اک جہاں کی پائمالی سے

بھوؤں کو تانتا ہے ہر گھڑی ظالم سر محفل
کریگا قتل عاشق کو مگر تیغ ہلالی سے

نہ مانع گرمی عشاق کا ہو موسم گل ہیں
خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو خشک سالی سے

دلائے عشق جاناں کے صفت کرتے نہیں شاعر
لگاتے منہ نہیں میکش کسیدن جام خالی سے

شباب آخر ہوا ہر عضو تنکی گھٹ گئی طاقت مگر ہم چوکتے اب تک نہیں ہین دیکھا بھالی سے
اُسے زنجیر پہنائی گئی منت کے چھلے سے
رہا ہے عشق جانان منتہی کو نوبرس کی سے

قاتلِ عالم سے کیا یارانہ ہے دل چراغ گورکا پروانہ ہے
ہر مکان مین جلوۂ جانانہ ہے عاشقون کا ہر جگہ افسانہ ہے
چھین لیگا پھر زلفِ عنبرین یہ دلِ صد چاک رشکِ شانہ ہے
لوگ کہتے ہین جسے پیرِ مغان یار کا کیا جلوۂ مستانہ ہے
حلقۂ اعدا مین ہے وہ سیم بر گنج ہے جسجا وہان ویرانہ ہے
جس جگہ چلتے تھے کل جامِ شراب آج وہان اُلٹا ہوا پیمانہ ہے
بیعتِ دست سبو سے یہ کھلا سب سے بہتر مشربِ رندانہ ہے
کیون نہ پھانسے دولتِ دنیا ہمین ہے وہان پر دام جسجا دانہ ہے
مردِ آخر بین کے آگے منعمون کثرتِ ہستی بھی اک ویرانہ ہے
کام کیا ہے اُسکو ملک و مال سے پاس جسکے ہمتِ مردانہ ہے
ہجر مین اشکِ مسلسل زاہدا عاشقون کا سبحۂ صد دانہ ہے
منتہی زیرِ قدم اُس یار کے
سر کٹانا سجدۂ شکرانہ ہے

دولتِ وصلت نہ ہاتھ آئی اگر تدبیر سے ایکدن بگڑونگا جا کر کاتبِ تقدیر سے
کوئی کہدے جا کے چپٹ واعظِ بے پیر سے مار ڈالین گے کمان ابرو نگہ کے تیر سے
عاشقِ جانباز ہون شیدا ہون معشوق صنم آپ کیا واقف نہین ہین اس مری توقیر سے
جی ہی دیتا ہے نگاہِ یار کا مارا ہوا سچ ہے ناصح کون بچتا ہے قضا کے تیر سے
خواب مین وصلت ہے بیداری مین فرقت ہے نظر تنگ آیا ہون مین ایسے خواب کی تعبیر سے
مانی و بہزاد نے دیکھا مرقع جب ترا
بنگئے بت ہوگئے خاموش وہ تصویر سے

کشش عشق پہ قادر جو مرا دل ہو جائے — فاش پردہ ترا اے صاحب محمل ہو جائے

دولت حسن سے اسکے جو مقابل ہو جائے — چشم دیدار طلب کاسۂ سائل ہو جائے

عہد پیری مین رہین یار ہین ہوش کہان — صبح کیا جانے کیا حالت محفل ہو جائے

دم نکل جائے تو ہر عضو بدن کو ہو سکوت — شمع بجھ جائے تو خاموش یہ محفل ہو جائے

یار اٹھ جائے بغل سے جو دم بادہ کشی — شیشۂ دل صفت آبلۂ دل ہو جائے

ولہ

حسن کی دل مین مری جلوہ گری رہتی ہے — بند اس شیشۂ نازک مین پری رہتی ہے

دل وہان کھلتا ہے جسجا کہ رہے جام شراب — دانہ وہان اگتا ہے جسجا کہ تری رہتی ہے

طفلی و عہد جوانی کا نہ پوچھو احوال — بیخودی آگئی تھی اب بے خبری رہتی ہے

باغ عالم مین نہین دست کرم کو ہے زوال — شاخ یہ وہ ہے جو ہمیشہ ہری رہتی ہے

یاد مین جام و صراحی کے ترے اے ساقی — دل بھر آتا ہے آنکھون مین تری رہتی ہے

مے و معشوق ہے دولت سے بہار گل مین — چسکیان رہتی ہین یارونکی جری رہتی ہے

ہر گھڑی رہتا ہے خال رخ محبوب کا دھیان — آج کل سامنے کوتہ نظری رہتی ہے

بھیڑ سی بھیڑ لگی رہتی ہے کوچے مین ترے — جنس الفت کی مگر وہان پہ کھری رہتی ہے

نقد دل لیتے ہو ہر ایک کا لے بوس و کنار — آپکے دھیان مین کیا مفت بری رہتی ہے

ہاتھ پکڑا ہے مرا دست جنون نے جب سے — ہر گھڑی مد نظر جامہ دری رہتی ہے

بال کھولے نہین پھرتا ہے اگر وہ سفاک — پھر کہو کیون مجھے آشفتہ سری رہتی ہے

رند وہان بستی ہین جسجا ہو خم و خمخانہ — نیسر وہان رہتی ہین جسجا کہ تری رہتی ہے

جگہ چمن مین جو دی ہمکو آشیان کے لیے — پڑا کے ہاتھ قدم ہمنے باغبان کے لیے

کمال بد رہے ہر وقت آنکھ پڑتی ہے — تڑپ رہا ہون مین اک یار نوجوان کے لئے

بوقت نزع کھلا ہم کو یہ ہزار افسوس — جہان ہمارے لئے تہا نہ ہم جہان کے لئے

اسی حسین سے ہین عشاق شہرۂ آفاق — فروغ ہو گیا یوسف سے کاروان کے لئے

بلند رتبہ دلا بیقرار رہتے ہین | نہ مضطرب ہو کہ گردش ہے آسمانکے لئے

کبھی چمن مین کبھی اس گلی کا پھیرا ہے | زمین پسند مین کرتا ہون اک مکان کیلئے

نکرسکا مین زرا عیب حسن سے فریاد | دہن کو کھول کے مین رہگیا فغان کیلئے

قفس مین حال ہے جو بلبل خوش الحان کا | وہی ہے حال دہن بن مری زبانکے لئے

فروغ خانۂ دلکو ہے داغ الفت سر | پکین نہ ہوئے تو رونق نہین مکانکے لئے

عصا ہے قد خمیدہ کے واسطے لازم | ضرور چاہئے چلا دلا کمانکے لئے

ولہ

جہان نظر مجھے ابر بہار آتا ہے | خیال رحمت پروردگار آتا ہے

چمن مین ساقی گلگون عذار آتا ہے | کہ کھیلنے بط مے کا شکار آتا ہے

وہ لیکے جام مے خوشگوار آتا ہے | میرا انیس مرا غمگسار آتا ہے

سوائے حکم ترے کب قدم ہلا کس کا | یہ کس حساب کو روز شمار آتا ہے

لپٹ کے روتا ہون کیا کیا لحد کی پہلو سے | کسی کا یاد جو بوس و کنار آتا ہے

خدا ہی جانے کہ کس ہجر حسن سے چھٹ کر | عدم سے آتا ہے جو اشکبار آتا ہے

اسی بھی برق نگاہ صنم نے پھونکا ہے | جو پیک یار بہت بیقرار آتا ہے

بجائے دیر مین ناقوس دی حرم مین اذان | کہان کہان تجھے عاشق پکارتا ہے

برنگ بوئے گل اسکا مزاج ہے لیکن | ہوا کے گھوڑے پہ ہر دم سوار آتا ہے

یقین ہوتا ہے مجکو مقام عاشق کا | جو روبرو مرے ویرانۂ دیار آتا ہے

جو دیکھتا ہون ترا عقدۂ شب گیسو | خیال نافۂ مشک تتار آتا ہے

اٹھایا سر کو افق سے جو ماہ نو نے | پکارا دل مرا گردون وقار آتا ہے

عذاب نزع سے چھٹ جائے منتہی دم مین
کہو پکار کے وہ تیرا یار آتا ہے

اور کس طرح سے یہ خواہش دنیا ہووے | قطع کس طرح مرا دست تمنا ہووے

طرح دل مین ہوا اس بحر لطافت کا خیال | بند اس کوزی مین کس طرح سے دریا ہووے

نظرِ بد سے جو اُس مہرِ لقا کو دیکھے — کور ہو جائے اگر دیدۂ بینا ہووے

جس سے جنبش سے کرتی ہے نہایت غیرت — جامۂ جسم گلی دامنِ صحرا ہووے

بزم میں عاشق و فاسق کا سمجھ اے دل — مجکو معلوم نہیں یار وہ کس کا ہووے

زخم وہ تیغِ تبسم کا لگا ہے دل پر — سی سکے اُسکو نہ گر سوزنِ عیسیٰ ہووے

ناز ذل کم نہ سمجھنا کبھی اے اہلِ نیاز — یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہووے

مے پرستی کا جو آئے مرے ساقی کو خیال — مے سے لبریز ابھی گنبدِ مینا ہووے

چھوڑ دے تیرا جلے آتشِ گل سے صیاد — پھر مرغانِ چمن خوب تماشا ہووے

بزم میں میری اگر ساقی مدہوش آجائے — پھر نہ خاموش کبھی شمعِ مینا ہووے

ہجر میں رہتا ہے اسقدر تہ مشتاق دلا — وصل ممکن ہو تو پھر حال ترا کیا ہووے

رخِ رنگین پہ نمو ہو نہ غبارِ خط کا — جامۂ گل نہ آبی کبھی میلا ہووے

ضبطِ گریہ رہے جبتک نہ کبھی آئے فغان — عقدۂ مہر و محبت نہ دلا وا ہووے

اُس سے ہو سکتی ہے تعریفِ بتِ پردہ نشین
منتظر جسنے کبھی آنکھ سے دیکھا ہووے

جاہ و حشم نہ ملکِ شہنشاہ لیجیے — جامہ جو ساتھ لائے تجھے ہمراہ لیجیے

عاشق ہوں یار تک کوئی للہ لیجیے — پیاسا ہوں میں کوئی طرفِ چاہ لیجیے

مے کو مریدِ میکدہ ہمراہ لیجیے — بنتِ عنب کو بندۂ درگاہ لیجیے

کعبے کو شیخ جائے کلیسا کو برہمن — ہم چلتے ہیں ادھر جدھر اللہ لیجیے

ان بے نواؤں کا خطِ تقدیر دیکھنا — بن عشق کے یہاں گدا لقبِ شاہ لیجیے

میں جانتا ہوں منزلِ مقصود سامنے — اُس راہ سے جو یہ دلِ آگاہ لیجیے

ہو توقف دیر پہ نہ کعبے پہ خدا دل — جس راہ سے ملے وہ اُسے راہ لیجیے

پوچھوں گا وقتِ نزع کسی خاکسار سے — کیا چھوڑا ملک و مال سے کیا ساتھ لیجیے

کتم عدم سے کھینچ کے لایا وجود میں — اب دیکھیے کہ ہر بتِ دلخواہ لیجیے

بازار دہر میں درہم آخر کو نا صحا — جو کچھ کہا گدا نے وہی شاہ لیجیے

صبح وصالِ یار ہمین بھی نصیب ہو تقدیر جانب کرۂ ماہ لے سے چلے

دل نا امید ہے راہ سے قاصد ہو نا امید
کوئی بتان مین اب ہمین اللہ لیجئے

یار و اغیار سے بگڑتی ہے آج تقدیر اپنی لڑتی ہے
جبکہ قاتل سے آنکھ لڑتی ہے ایک تلوار دل پہ پڑتی ہے
خاکساری پہ باندھتا ہون کمر میری قسمت زمین پکڑتی ہے
یہ وہ میزان چشم ہے اپنے جسمین دنیا کی چیز تُرتی ہے
پھونکتے ہین بتانِ گرم گرم کوہسارون سے آگ جھڑتی ہے
کرنہ یاد شباب پیری مین چیز جو بنتی ہے بگڑتی ہے
گوش گل کرے چشم نا بینا باتمین بلبل عبث تو گھڑتی ہے
میری آغوش سے وہ جاتا ہے روح قالب سے اب بچھڑتی ہے
آستین پھر صنم چڑھاتا ہے پھر کہین آجکل بگڑتی ہے
طاق ہوتی ہے طاقت ہر عضو کیسی بستی بسی اوجڑتی ہے
یاد آتی ہے جب وہ نوک مژہ پھانس سی اک جگر مین گڑتی ہے
گریہ سیان کرتے ہین بت کم سن سنگ ریزون سے آگ جھڑتی ہے
رعب سے جنکے کانپتی تھی زمین خاک آنکی پڑی لتھڑتی ہے

منتقی تری سخت جانی سے
موت بھی ایڑیان رگڑتی ہے

مصیبت مری جان پر ہو گئی تجھے دیر جب نامہ بر ہو گئی
شب ہجر اکثر ادہر ہو گئی اجل مجھسے تو بیخبر ہو گئی
کیا آہ نے میری پیدا اثر مگر خشک تھی شاخ تر ہو گئی
وہ کل کھینچ کر تیغ کو رہ گیا قضا میری مجکو سپر ہو گئی
مثالِ مہِ پیری کا داغ دلی خموشش اپنی شمع سحر ہو گئی

مٹے دل سے چھالے تپِ ہجر کے — یہ شاخ اجکل بے ثمر ہو گئی
لے آیا پیامِ وصالِ صنم — مری زندگی نامہ بر ہو گئی
ہوا پیری میں ہوشِ عہدِ شباب — کھلی آنکھ جب دمِ سحر ہو گئی
دکھاؤنگا ناصح تجھے حالِ یار — کشش دلمیں پیدا اگر ہو گئی
رہا دیو فرقت کا وہ سامنا — کہ اپنی طبیعت نڈر ہو گئی
ہوا مجکو تارِ نظر کا گمان — وہ نازک تمھاری کمر ہو گئی
بیاضِ سحر ہو گی فردِ عمل — اگر دل سے یہ چشم تر ہو گئی
کہا دردِ فرقت تو ہنسکر کہا — تمھاری بھی یونہیں بسر ہو گئی
خطِ شوق لکھ لکھ کے عاشق ہوا — عبارت بڑی مختصر ہو گئی
کیا کام دل کا جگر کا کبھی — نگہ تیری تیغِ دوسر ہو گئی
پھرے مردمِ دیدہ اُس تک کیا — خدائی ادھر سے اودھر ہو گئی
رگِ گل کا مجکو یقین ہو گیا — یہ اُس گل کی نازک کمر ہو گئی
عدم سے ہوا مجکو ممکن وجود — کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی
فغان کش ہے مضطر ہے عقل ولی — کسی بد نظر کی نظر ہو گئی

بچا شب مرے ہاتھ سے فتنہ جو
میاں منتہی خیر سے شر ہو گئی

عشق تو شایانِ دل ہے عشق کو دل چاہیے — می تو قابل منھ کے ہو منھ میکی قابل چاہیے
بادشاہوں کو مبارک تخت و تاج و ملک و مال — ہوں گدائے دہر مجکو نفسِ عادل چاہیے
دیر ہووے یا حرم یا ہو خراباتِ مغان — کوئی ہو بندہ کو راہِ عشق کامل چاہیے
انتظامِ مُلکِ وحشت کسکا عاقل کا نہین — اس علاقہ کے لئے دیوانہ عاقل چاہیے
دیکھتے ہو اک نظر سے عاشق و فاسق کو یاں — آدمی کو امتیازِ حق و باطل چاہیے
منھ مری جانب کو کر کے آج کہتا ہے وہ شوخ — بارِ الفت کا نہین بھی ایک حامل چاہیے
رکھیے آنکھوں پر اُسے دلمین جگہ پھر دیجیے — آمدائش محبوب کی منزل بمنزل چاہیے

بدندا قونکو ندینا ساقیا جام شراب / ایسے بے مغزون کو بیاری زہر قاتل چاہیے
جلوہ دیدار دکھلانیکو گر اٹھے نقاب / حال سے ہو جائے ہر اک اپنے غافل چاہیے

ولہ

جفا کی بے گنا ہون پر جفا کی / کہ جسنے عشق بازی کی بنا کی
نصیحت ہمکو پیر پارسا کی / مفید اک موج ہے باد صبا کی
رہی یہان فکر وصلت انتہا کی / وہان قسمت مری بیچ پہنسا کی
ہر اک حالت مین دل کا یا جگر کا / نگاہ یار کام اپنا کیا کی
نوشتہ عمر و قسمت کا مٹی کب / سپر ممکن نہین تیغ قضا کی
مٹا کر عاشق شیدا کو ظالم / جہان مین اپنے اوپر خود جفا کی
اوٹھا کر دشت وحشت سے یکایک / صبا سچ کہہ ہماری خاک کیا کی
ملائک تک لگے دم بھرنے اوسکا / مرے محبوب نے کل وہ ادا کی
کرون گلشن مین جا کر آہ گر سرد / بہت برباد ہو مٹی صبا کی
شب وصلت بڑہی بیماری عشق / عجب تاثیر دیکھی اس دوا کی
لپٹ کر آئی ہے کاکل سے اوسکے / بسی ہین مشک سے نعلین صبا کی
حریص چشم شاہنشاہ عالم / مری نظرون مین کشتی ہے گدا کی
جہان کی بحر مین سو بار دیکھا
نظر آئی نہ صورت آشنا کی

عاشق یار جفا کار ہوا چاہتا ہے / سر مرا اسکو مرے بار ہوا چاہتا ہے
دل کا ہر ایک خریدار ہوا چاہتا ہے / گھر مرا مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
دل رہ عشق مین ہوشیار ہوا چاہتا ہے / صفت دیدۂ بیدار ہوا چاہتا ہے
دل کو وحشت سے سرو کار ہوا چاہتا ہے / یہ تماشا سر بازار ہوا چاہتا ہے
آئینہ کا وہ طلبگار ہوا چاہتا ہے / حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ ہوتا ہے زلف بت ہر جاے کا / دل کو سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے

آئینہ رویوں کا رہتا ہے تصور مجکو — دل مگر طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے

نغمۂ بلبلِ گلزار پسند دل ہے — کس کا یہ مائلِ گفتار ہوا چاہتا ہے

دمبدم تولتا ہے تیغ نگہ کو اپنی — کس کا وہ مائلِ آزار ہوا چاہتا ہے

تاک جھانک اوسکی طبیعت کو لگی رہتی ہے — عاشقِ روزنِ دیوار ہوا چاہتا ہے

سُنکے احوالِ محبت مرا بولا وہ شوخ — کس لئے جان سے بیزار ہوا چاہتا ہے

شیفتہ دستِ حنائی کا وہ ہوتا ہے کبھی — دیدۂ دل مرا خونبار ہوا چاہتا ہے

اُسکی زلفون کا تصور مجھے رہتا ہے مدام
دل بلاؤں میں گرفتار ہوا چاہتا ہے

اسیرِ عشق کی اے دل رہائی مشکل ہے — یہ وہ مرض ہے کہ جسکی دوائی مشکل ہے

کمالِ عشق کی دل مین سمائی مشکل ہے — ہوا ثبوت کہ کارِ خدائی مشکل ہے

غبارِ خط نکل آیا ہے رُوئے روشن پر — کہو تو صاف کہوں مین صفائی مشکل ہے

مدام مین مئی عشرت سے چور رہتا ہون — مری سے شیخ تجھے پارسائی مشکل ہے

جہان مین شاہ کو ہر ایک شئی پہ قدرت ہے — تیرے گدا کی تو حاجت روائی مشکل ہے

غرور شاہ کو زیبا ہے جسقدر ہووے — مگر گدا کو ترے کج ادائی مشکل ہے

سلیم غرور تجھے عجز ہے مجھے زیبا — تجھے ہے سہل مجھے کج ادائی مشکل ہے

ذرا بھی تجھ مین محبت کی بو نہین پاتا — خفا نہ ہوئے تو کیون دلربائی مشکل ہے

فغان سوال ہے جسکا صدا ہے آہ دلی — تمھارے کوچے کی پیارے گدائی مشکل ہے

یقین ہے کوچہ کاکل مین دل کا رہ جانا — زیادہ اس سے سرِ مو رسائی مشکل ہے

حرم مین دیر مین ہے سہل تر تجھے جانا
مگر مرے درِ دل تک رسائی مشکل ہے

نفسِ سگِ پلید کو گر اپنے مارئے — مانند شیر دشت جہان مین ڈکارئے

اُس گل کو جوشِ گل مین یہ کہکر ابھارئے — گلشن مین عندلیب کو چلکر پکارئے

پھر مرغِ دل کو پھانسنے پھر جال مارئے — پھر ہو سکے تو اپنے گیسو سنوارئے

پیری مین کیف عشق سے توبہ تو کیجئے — منزل رہی ہے تھوڑی سی ہمت نہ ہارئے

گرداب بحر عشق کے چکر مین رات دن — کون آشنا ہے حال ہے کس کو پکارئے

دل دے کے جور و ظلم کا شکوہ نہ کیجئے — دو دن کی زندگی کسی ڈھب سے گذارئے

اہل ہوس کی دہر مین مٹی خراب ہے — گلیون مین خاک چھانتے ہین نیارئے

مانند زلف غیر کو کیون سر چڑہائے — آنکھون سے شکل اشک کے اوسکو اتارئے

پیدا کرین اثر جو ذرا اشک ناصحو — ان موتیون پہ ہنس کو سو بار وارئے

جسنہ میرے دال آپ کی گلتی نہین کہین — یون منہ سے جتنی چاہے شیخی بگہارئے

نالہ جو زیر تیغ کیا مین نے جس گھڑی — بولے کہ ایکدم کے لئے دم نہ مارئے

توبہ شراب عشق سے کس طرح کیجئے — کیونکر یہ جن چڑہا ہوا سر سے اتارئے

کیا کیا نہ دوست اپنے میان عدم گئے — کس کو تلاش کیجئے کس کو پکارئے

اس بت کے بحر حسن مین دل کو ڈبوئے — اس کشتی حیات کو یون پار اتارئے

منظور ہو جو راحت کونین منتہی
ہاتون کو کھینچ لیجئے پاؤن پسارئے

میٹھی ہے ایسی بات اسکی — لونڈی ہے اک نبات اسکی

سمجھا نہ مین ایک بات اسکی — بچہر کیا کائنات اسکی

عالم ہے بے ثبات اے دل — اک ذات کو ہے ثبات اسکی

مہ اسکا ہے آفتاب اسکا — دن اسکا ہے اور رات اسکی

کس منہ سے کرون مین وصف اسکا — ہے عقل سے دور ذات اسکی

ممبر پہ جو بک رہا ہے واعظ — کب سنتا ہون خیربات اسکی

ہے دولت حسن پاس تیرے — دیتا نہین کیون زکات اسکی

ہے جو کہ شہید تیغ تسلیم — ہے مثل خضر حیات اسکی

دم دیکے نہ نقد دل کو لیلی — چل جائے کہین نہ گھات اسکی

جو دل کہ ہے غرق بحر دنیا — کیونکر ہوگی نجات اسکی

دل جاتا ہے سوئے کوئے قاتل خالق رکھے حیات اُسکی
دم بسکے لے آیا یار کو دل کیا رہ گئی آج بات اسکی
تنہا نہین ملتفت کسی جا
تقدیر ہے اسکے ساتھ اُسکے

دشمن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے
تو دہ خاک ہے انسان کا جسم خاکی ایک جھونکے سے ہوا کی وہ ہوا ہوتا ہے
فرقت یار کا جو کچھ کہ صدمہ دل پہ لائے اسکو زبان پر تو گلا ہوتا ہے
عاشقون کو نہ ذرا حشر کے دلنے وعظ روز فرقت انہین روزِ جزا ہوتا ہے
بسر نوشتہ ازلی سے نہین پھر سکتا ہون پھر جو ہوتا ہے مرے حقمین بجا ہوتا ہے
دل جو رہتا ہے زمانے کی کدورت سے بری آئینہ سے بھی زیادہ وہ صفا ہوتا ہے
نقد دل دیتا ہون بوسے کے عوض میں اسکے جو بھلا کرتا ہے اوسکا بھی بھلا ہوتا ہے
زور و زر جسکو زمانے مین میسر ہوئے عشق کا فن اُسے البتہ روا ہوتا ہے
صدمہ جو وقت گذرتا ہے شب فرقت کا شب وہ ہوتی ہے مین ہوتا ہون خدا ہوتا ہے

ولہ

کلی جو گل کی چٹک رہی ہے طبیعت اپنی کھٹک رہی ہے
جہان مین وحشت ہیشک یہی ہے ہزار سر کو پٹک رہی ہے
چمن مین ہر جو کہ شاخ سنبل عروس گل کی وہ یا ہی کا کل
بجھے خبر ہے کچھ اسکی بلبل جو اسکے منھ پر لٹک رہی ہے
وہان مجھے شوق دل تو لیجا جہان نہ ساغر نہ ہوئے مینا
سرنگ ساقی ہر اک بیٹھا شراب خالص ٹپک رہی ہے
چمن مین بلبل یہی پکارے ی لو میکشون کی بھر آئی باری
زبان یہ شیشی کے ہی یہ جاری شراب لو یہان ڈھلک رہی ہے
کہین یہ مجمع ہے میکشونکا کہین اکہاڑہ ہے ان بتونکا

کہین برستا ہے بادلون کا کہین پہ بجلی چمک رہی ہے
مژہ کی الفت مین زار بنکر رہا ہون موی لگار بنکر
یہ سانس سینے مین خار بنکر جگر کے اندر کھٹک رہی ہے
نہ اسمین آئی ذرا کدورت گلون کی میلی نہ سباحت
صبا چمن مین پئے لطافت گلون کے جامے چھٹک رہی ہے
نہین بگولا میان ہامون جو مجھ سے پوچھو تو صاف کہدون
تلاش لیلی مین روح مجنون ہر ایک جانب بھٹک رہی ہے
غرور حسن اسے لگا رکب تک چمن کے اوپر بہار کبتک
رہو گے زیب کنار کبتک خزان ہر اک گل کو تک رہی ہے
جہان نہ بھٹی نہ میکدہ ہے عجب طرح کا مگر سما ہے
خم فلک مین یہ کیا بھرا ہے شراب صافی ٹپک رہی ہے
کہون مین فقرہ وہ ہے ہنسی کا چراغ محفل کا ہے فلیتا
چھٹا جو شمہ ہے جو شیخ جی کا یہ انکی شینچی لٹک رہی ہے
بہار لایا ہے ساغر گل بھرے ہین گویا پیالۂ مل
نہین ہے محفل مین شور قلقل چمن مین بلبل چہک رہی ہے
لڑائے کسی ہے آنکھ اوپر نگاہ اسکی ہے مثل خنجر
مین دیکھتا ہون کہ چشم اختر فلک کے اوپر جھپک رہی ہے
ہمارے دل مین نہین ہر کینہ کہ جیسے بیجرم ہو نگینہ
یہ بحر ہستی کا ہے سفینہ اسی پہ دنیا پھڑک رہی ہے
بہار ہر دور میکشی کی گلون کی رنگت ابھی ہے پھیکی
عجب حالت ہے منتہی کی ابھی سے چھاتی دھڑک رہی ہے

بغل مین یار رہے جام آفتاب رہے عدو کا آتش حسرت سے دل کباب رہے
دہرا ہے جب سے قدم کوچۂ محبت مین بہت تباہ رہے خانمان خراب رہے

وفورِ نور ہوا مانعِ نظارۂ مہر — فروغِ حسن کا رخ پر ترے حجاب رہا
کھلے جو دفترِ طولِ عمل مرا واعظ — جزا کے روز ہر اک شخص بے حساب رہا
فروغِ حسن ہے پردہ مین چھپ کے کہین دل لیا — کہو تو کیا ہوا گر یار بے نقاب رہا
رہین شگفتہ مرے دل مین داغ عشق مدام — چمن مین جیسا کہ پھولا سدا گلاب رہا
قدم یہ تاکی رہے کوچۂ محبت مین — ہزار طرح کے دل پر مرے عذاب رہا
ہوئی کبھی نہ زمانی مین آبرو ریزی — گہر کی طرح سے ڈوبے میان آب رہا
فروغِ حسن وہ مجکو دکھا دی پردیسے — کہ جس سے یار مرے نورِ آفتاب رہا

وله

شب کو نہ چین ہے نہ تو دن کو قرار ہے — قابو مین دل ہے اپنے نہ پہلو مین یار ہے
نظارہ حسن کا ہی شبِ وصل یار ہے — ممکن خدا کے فضل سے سیر و شکار ہے
سنتا ہون اُسکی نغمہ سرائیکی رسوم دام — موسم مین گل کے دیکھنا مین ہون ہزار ہے
آغازِ خطِ سبز ہے روئے نگار پر — گویا کہ صحن باغ مین ابرِ بہار ہے
بس دل وہی کدورتِ دنیا سے دور ہے — آئینہ وار ہے وہ جو اس سے دوچار ہے
مرتے ہین اُسپہ عاشق و معشوق ابتدا — جو بن پہ اُس پری کے عجائب بہار ہے
ایک ایک عقد موئے معنبر پہ یار کے — صدقے ہزار نافۂ مشک تتار ہے
وہ آشنائے حال ہین وہ ہین شفیق حال — غصہ ہے درد و غم ہے شبِ انتظار ہے
اغیار کا تو یار سے اپنا دل گلا نہ کر — اُسجا پہ خار جا پہ اُسجا بہار ہے
اُسکے سمند ناز سے اُٹھا تھا ایکدن — جسکا بگولہ نام ہے اپنا غبار ہے
آئی بہار پھرتے ہین دیوانگانِ عشق — ہر سمت اونکا شور ہے ہر سو پکار ہے

فرزند ارجمند سے ہے یار منتقی
دنیا مین نام نیک بڑا یادگار ہے

اسیرِ عشق صنم کی رہائی مشکل ہے — ملے جو شیر و شکر پھر جدائی مشکل ہے
دعائے دولت و صلت تو مین کرون لیکن — درِ قبول تک اُسکی رسائی مشکل ہے

کلام یار سر بزم سن کے آیا ہون — چپ عندلیب چمن خوش نوائی مشکل ہے
مرید پیر خرابات مین ہوا تو کھلا — اے شیخ شہر بہت پارسائی مشکل ہے
کھونگا بلبل باغ جہان سے مین چلکر — خموش رہئے بہت خوشنوائی مشکل ہے
خبر ہے تجکو اگر یار سخن اقرب کی — یہ وصل وہ ہے کہ جسکی جدائی مشکل ہے

کھلا یہ کوئے محبت کے رہنے والونپر
تری گلی کی نہایت گدائی مشکل ہے

ہوا ثبوت جہان مین بہار آتی ہے — کہ ہر طرف سے مجھے بوئے یار آتی ہے
چمن مین آج مئے خوشگوار آتی ہے — مری انیس مری غمگسار آتی ہے
ہمارے پاس مئے خوشگوار آتی ہے — کہون مین رحمت پروردگار آتی ہے
چمن مین جبکہ عروس بہار آتی ہے — ہزار طرح کا کر کے سنگھار آتی ہے
کہ ہر سو موج نسیم بہار آتی ہے — ہزار جانسے جو سینہ فگار آتی ہے
عجب شان سے فصل بہار آتی ہے — لئے ہوئے بط مے کا نکار آتی ہے
کمال ضبط طبیعت پہ اپنی رہتا ہے — کمال خواہش دل ہمکو مار آتی ہے
دل و جگر کا عیان حال کچھ پہ رہتا ہے — تمام دن خبر ہر دیار آتی ہے
اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ تاکہ ہو مقبول — یہ بات ہاتھ کہین بار بار آتی ہے
چلے ہی جاتے ہین ذرات یار سوئے عدم — ہماری دیکھئے کس روز بار آتی ہے
یہ سب نشان ہین نیرنگ ساز عالم کا — نظر جو صورت نقش و نگار آتی ہے
نکلتی آہ جو ہے منھ وہ شرر افشان — جو شمع آتی ہے وہ اشکبار آتی ہے

عروس گل پہ پڑی اوس منھ تکی شاید
جو شبنم آج بہت اشکبار آتی ہے

وہی جنون سے بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی
وہ مجبوری وہ ناچاری جو آگی تھی سو اب بھی ہے

وہی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہ اُس مہ سے چھپی یاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
خفی دلکی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

برہِ الفت کا جویان ہون اُسی کوچیکا پویان ہون
وہی گردش وہی خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گریبان چاک رکھتا ہون پریشان حال رہتا ہون
جنون کی وہ جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی لپکا ہے ان آنکھون کو اپنی دیدبازی کا
نہایت سخت بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے انتظار اُس یار پردہ پوش کا ہر دم
وہی آنکھون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے روز فرقت شکل عزرائیل کے ہم کو
وہی شب موت سے بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پیام وصل ہے انکا وہی انکی محبت ہے
وہی راہِ وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

شمشیر ناز یار کی جسدم اوگل پڑے — اس رشتۂ حیات مین کیونکر نہ بل پڑے
اللہ رے خوشی تھین عاشق کے قتل کی — فوارہ خون کا دیکھ کے صاحب اچھل پڑے
وعدہ خلاف یار دل بیقرار کو — ہر دم کے انتظار مین کس طرح کل پڑے
یاد آئے جس گھڑی دردندان تری صنم — بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اس جذبۂ دلی سے مین جسوقت کام لون — پردہ نشین یار وہ باہر نکل پڑے
کیا کیا نہ پیچ پانچ کئے ہم سے یار نے — کیا کیا نہ اپنے رشتۂ الفت مین بل پڑے
پست و بلند عشق کی منزل نہ پوچھئے — کیا کیا نہ سامنے مرے دشت و جبل پڑے
نظارہ کرتے ہی مین گرے دلسے یار کے — اشک تھے کہ آنکھ سے اک پل مین ڈھل پڑے

کیون دل صفائی عارضِ جانان کو دیکھکر ۔ بے اختیار آپ ایکایک پھسل پڑے
بیخود سے شباب سے رہتی ہو جانِ جان ۔ شمشیرِ ناز ایسا نہ ہووے اگل پڑے
گذری ہین انتظار مین کئی بیقراریان ۔ یارب کسیطرح سے مجھے آج کل پڑے
کوسون کبھی ہماری طبیعت سے دور ہے ۔ یہ تیغ وہ نہین ہے کہ کچھ بھی بل پڑے

خالی رہے کبھی نہ شراب وکباب سے
اوقات منتقی مین نہ یارب خلل پڑے

نقشِ حُب جب کوئی دکھاتا ہے ۔ نام تیرا ہی یاد آتا ہے
دردِ فرقت کا جب ستاتا ہے ۔ وصل کا روز یاد آتا ہے
ہمنے دیکھا ہے روئے تابان کو ۔ پھر نظرون مین کب سماتا ہے
شعلۂ آتشِ غمِ فرقت ۔ آگ دل مین مرے لگاتا ہے
دردِ دل انتظارِ جانان کا ۔ گہ اٹھاتا ہے گہ بٹھاتا ہے
فرقتِ مہروش مین عاشق کو ۔ کس طرح سے قرار آتا ہے
میرا چلو ہی مے سے بھر ساقی ۔ اور ونکو جام تو پلاتا ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے یار ۔ نغمۂ بلبل عبث سناتا ہے
بھیجتا ہے نہ وہ پیامِ وصال ۔ نہ لگی کو مری بجھاتا ہے
بہرِ تسکین یہ دل سے کہتا ہون ۔ یار آتا ہے یار آتا ہے
اتنا کہیو پیامبر اُس سے ۔ دیوِ فرقت ہمین ستاتا ہے
آئینہ ہون غبارِ دنیا کا ۔ خاک مین کیون مجھے ملاتا ہے
سرمہ چشمِ سیاہِ جانان کا ۔ کیا مجھے دور کی سجھاتا ہے

دیوِ غمِ ہجرِ یارِ جانی کا
منتقی کیا مجھے دکھاتا ہے

کہہ دیا ہے جو تونے ہوتا ہے ۔ وہی اگتا ہے جو تو بوتا ہے
وقت پیری ہوا تو رہ رو تا ہے ۔ آج فردِ عمل کو دہوتا ہے

دل کو دیتا ہے کیون پئے دنیا — موتی کانٹون مین کیون پروتا ہے
یاد آتی ہے کاوش مژگان — کانٹے دل مین کوئی چبھوتا ہے
پیری آئی شباب چل نکلا — چیت کس نیند یار سوتا ہے
نقد دل دیتا ہے پئے دنیا — دولت لازوال کھوتا ہے
دل کو کرتا ہے غرق بحر ہوس — ایسی کشتی کو کیون ڈبوتا ہے

ولہ

وصال یار مین فقرے بڑے بلا کے چلے — چمن مین رات کو جھونکے بہت ہوا کے چلے
عدم سے لائے تھے آئینہ وار اپنا تن — غبار ہستی ناشاد مین ملا کے چلے
ہمارے دل پہ یہ داغ فراق یار لگے — بہ رنگ سرو چراغان اسے بنا کے چلے
جہان کی بزم مین سوز غم محبت سے — مثال شمع ہر اک استخوان جلا کے چلے
برنگ عارض دلدار رنگ لاتے ہین — گلون کے منھ پہ تماچے بہت صبا کے چلے
منشی نے آپ کی پامال کر دیا دل کو — چلے تو آپ مگر خاک مین ملا کے چلے
تلاش یار کو آئے تھے ملک ہستی مین — کہ ذرّے اپنے بہت تہمتین لگا کے چلے
صبا یہ کہیو تو اس شہسوار عالم سے — سمند ناز سے دل کو مرے بچا کے چلے
عدم سے آئے تھے دنیا مین سیر کی خاطر — ہزار بار راسی یار آزما کے چلے
کدورت دل عشاق جس سے اوڑ جاتی — نہ ایسے جھونکے الٰہی کبھی ہوا کے چلے
مرے طرف سے فقط پھیر کر وہ منھ بیٹھا — کبھی جو بزم مین سب نے کری حیا کے چلے

رہ گئے اشکون مین لخت جگر آتے آتے — ٹک گئے بحر سے لعل و گہر آتے آتے
تھم گئے قطرۂ خون جگر آتے آتے — رک گئے مجمر دل سے شرر آتے آتے
ہوتے ہوتے نہ ہوا مصرعہ رنگین موزون — نہ یہ کیون ہو گیا خون جگر آتے آتے
تھم گئے اشک مرے آنکھ سے ڈھلتے ڈھلتے — رہ گئے چشم صدف سے گہر آتے آتے
رہ گیا کھنے پہ چھا ز رنگ سے حسن کے مرے — پھر گیا یار مرا راہ پر آتے آتے

دیدیا نقد دل اُس تبکو بغیراز جائے
ہو گیا راہ مین کیسا ضرر آتے آتے

دیکھتے دیکھتے دیکھین گے مرے جوہر طبع
آئین گے آئین گے اہل نظر آتے آتے

کیا بھر ا زنگ کدورت سے یہ آئینہ دل
جو نظر آئے نہ وہ پھر نظر آتے آتے

گردش چشم نے کس کو تہ و بالا نہ کیا
ہو گئے زیر و زبر راہ پر آتے آتے

اشک خونی نہین آتے ہین جو آنکھون سے ترے
کیون رُکی منتخب دل کی خبر آتے آتے

اوتارا مرا اسنے سر آتے آتے
یہ قصہ کیا مختصر آتے آتے

رہا آہ مین کیون اثر آتے آتے
نہ آیا مجھے یہ ہنر آتے آتے

ہوئے سدرہ تیرہ بختی ہماری
پھرا راہ سے شب قمر آتے آتے

یہان تک کہ ہے آمد و شد نفس کی
کدہر گم ہوا نامہ بر آتے آتے

چلے راہ وہ بیچ کی اپنے گھر سے
سحر ہو گئی میری گھر آتے آتے

کدہر گم ہوئے میرے ہمراہی یارب
کدہر کو گئے ہم سفر آتے آتے

صفا کیسا تھا آئینہ دل کا اپنا
نظر کیون نہ آیا نظر آتے آتے

یہان فرد عصیان کی دہونیکے خاطر
لے آیا ہون مین چشم تر آتے آتے

ہوا غیر کا وہ مرا ہوتے ہوتے
ملا خاک مین وہ گہر آتے آتے

گئی جان پیری مین فرقت سے پہلے
ہوی صبح وقت سحر آتے آتے

طبیعت تھکی شعر لکھ لکھ کے شب کو
نہ آیا یہ خون جگر آتے آتے

جدا وہ ہوا دل لگاتے لگاتے
پھرا وہ مری راہ پر آتے آتے

ہوئے منتخب راہ قاصد کی تہک کے
ہوئے بے خبر تم خبر آتے آتے

ہر جدا گانہ طبیعت کافر و دیندار کی
ایک سے حالت نہین ہر غافل و ہشیار کی

باغ عالم سے اوڑ رہے باد بہاری یا خدا
چل بسے دیوانگان رونق گئی گلزار کی

دور کی مجکو سجھاتا ہے مثال دوربین
کیا کرون تعریف اپنے دیدۂ بیدار کی

بحرِ حسنِ یار کے لاکھوں ہوئے ہیں آشنا
ابرو باقی نہیں اس چشمِ دریا بار کی

دھیان ہے اسمیں بہت چشمانِ مستِ یار کا
دل نہیں پہلو میں بستی ہے کسی مےخوار کی

شہرۂ تیغِ تبسم ہے جو اسکا اسقدر
ہے سراسر شکل میرے زخمِ دامندار کی

اسقدر اسمیں بھرا ہے نور حسنِ یار کا
صاف انجم کی ہے صورت روزنِ دیوار کی

یار ہرجائی سے نفرت ہو اسے پرہیز ہو
دل نہیں پہلو میں اک گٹھری ہے ننگ و عار کی

ہے تپِ عشقِ صنم خورشید کو ثابت ہوا
زرد ہو جاتی ہے رنگت مردمِ بیمار کی

رہتا ہے اسمیں تصور آتشیں رخسار کا
ہو ہمائے دل پہ پھبتی مرغِ آتشخوار کی

بوسۂ عنابِ لب ہیں یار کے حبِ شفا
چاہتا ہوں جلد تر صحت دلِ بیمار کی

جسکو راہِ راست کہتے ہیں جہاں میں ناصحو
تیز تر میں جانتا ہوں باڑھ سے تلوار کی

جوش پر ہے جوشِ گل میکش پیکش کرتے ہیں
بن پڑی ہے آجکل کیا ساقیِ سرشار کی

فردِ قسمت دیکھکر کیوں رو رہا ہے آج تو
منتہی یہ بات تھی روزِ ازل تکرار کی

جہاں میں تا کہ رہے آبِ آبجو باقی
ترے کرم سے رہے میری آبرو باقی

یہاں بتوں سے رہی ہے جو گفتگو باقی
کہونگا حشر کے دن تیرے روبرو باقی

ہر اک گلی میں تری تیغ چل چکی قاتل
رہا ہے ایک مرا کوچۂ گلو باقی

تلاشِ طلب و علم شاہ کو مبارک ہو
جہاں میں مجکو رہے تیری جستجو باقی

دل و جگر تو لیا سر بھی لو جو ہو منظور
کہ پھر مجھیں نہ رہے کوئی آرزو باقی

برنگِ جامۂ گل ہے ہمارا پیراہن
کہ اب نہیں وہ جنون لایقِ رفو باقی

ہمارے داغِ جگر سے ہے اس حسین کو فروغ
مدد سے مہر کی ہے نورِ ماہ تو باقی

فسانہ وامق و منصور کا ہے دنیا میں
جہاں کے باغ سے گل اڑ گئے ہے بو باقی

برنگِ دانۂ مرجان ہے خشک دل میرا
نہیں ہے اسمیں کہیں بوند بھر لہو باقی

یہ عندلیبِ چمن گل تمام کہتے ہیں
کہ منتہی سا نہیں اور خوش گلو باقی

دے کے دم چھین لیا دل بت ہرجائی نے
کام کچھ بھی نہ کیا اس مری دانائی نے

مجکو رسوا کیا میرے دل شیدائی نے
تجکو برباد کیا تیری خود آرائی نے

خواہش وصل نہ کی قیس سے سودائی نے
داغ اچھا نہ کیا لالۂ صحرائی نے

زلف پر پیچ کے پھندے لیے چھٹے ہین ال زار
یہ خبر جھوٹ اوڑائی کسی سودائی نے

میرے نالون سے ہوا یار ترے حسن کا شور
تجکو پھندے سے پہ چھڑایا تری رعنائی نے

میرے تقدیر کے لکھے کو مٹایا شاید
قدم یار پہ رکھا اس مری جبین سائی نے

پردہ اٹھتا مری آنکھوں سے دوئیکا جبتے
وہ مدد کی مجھے اس گنبد مینائی نے

روز وصلت تو کہر ہے مرے امداد کو آ
زندہ درگور کیا ہے شب تنہائی نے

رحمت حق مجھے ہر صبح ملا کرتی ہے
شاد رکھا ہے مجھے آمد بالائی نے

قیس نے داغ دکھائے ہین فرقت کے مجھے
آنکھین دکھلائین مگر آہوی صحرائی نے

تپ دوری نہ ہوئی دور ہماری اُنسے
کیا کیا کام مسیحا کی مسیحائی نے

عالم عیب کو دیکھا کر یار کو کیا
بخدا کام کیا ہے مری بینائی نے

ہو کے مجنون وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹا
کام اچھا کیا دیوانیکے دانائی نے

نہ مٹا منتہی تقدیر کا لکھا اپنا
وحشت دکھلایا مرے آبلہ فرسائی نے

کس بشر کو عشق بت کا مدعا معلوم ہے
کونسے انسان کو اپنی قضا معلوم ہے

کس بشر کو راز عشق دلربا معلوم ہے
کونسے انسان کو اسرار خدا معلوم ہے

کس کو احوال گدائے بے ریا معلوم ہے
کس کو تاثیرات عشق بوریا معلوم ہے

عیسی مریم سے ایکدن چلکے پوچھونگا ضرور
تجکو بیمار محبت کی دوا معلوم ہے

جو کرم پیشہ ہو دل وہ ہر مرض کی ہے دوا
خوب اثر تیرا مجھے حسب مقتضا معلوم ہے

کون یکتائے زمانہ کون ہو وحدت پرست
اس دورا ہے مین کسی راہ خدا معلوم ہے

بحر مین ہستی کے کی ہین برسون ہی غوطے کھائیان
آشنا معلوم ہے نا آشنا معلوم ہے

خاک بر سر ظاہرا باطن مین ہین آئینہ وآ
خوب احوال دل اہل صفا معلوم ہے

کیون جو آیا پانی شبنم نے دہن مین گل کی رات / حال کچھ اسکا تجھے باد صبا معلوم ہے
زاہدا اہلِ نظر کے اہلِ ہمت کے حضور / ہے گل کا سر ترا دستِ دعا معلوم ہے
آہ و گریہ باعثِ افشائے رازِ عشق ہے / خوب مجکو کلفتِ آب و ہوا معلوم ہے
زاہدا برسون ہی گذری ہین دیارِ عشق مین / جو کہ ہر معلوم مجکو تجکو کیا معلوم ہے
آزمائش برسون ہی کی ہو دیارِ عشق مین / بیوفا معلوم حالِ باوفا معلوم ہے
عاشقِ شوریدہ سر کا جسقدر تجکو ہے دہیان / جسقدر ہے تیرے دل مین اسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بیتامل کوچۂ سفاک کو / کیا دل شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے
صورتِ برگِ خزانے منتشر تھے عندلیب / جن دونون مین تھی نہ دہی تری ہوا معلوم ہے
گل ہنسا کیون عندلیبِ زار کیون نالان ہوئے / کچھ خبر اسکی تجھے باد صبا معلوم ہے
کیون گلون پر روتی ہے شبنم ہمیشہ رات بھر / باغبان کچھ اسکا تجکو ماجرا معلوم ہے
عاشقِ شوریدہ سر کا جسقدر رہتا ہے دہیان / جسقدر ہے تیری دل مین اسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بیتامل کوچہ سفاک کو / کیا دلِ شیدا تجھے اپنے قضا معلوم ہے
رندمی آشام ہون آتی ہے موج بوئے گل / ساقیا میرا بھی تجکو مدعا معلوم ہے
سایۂ بالِ ہما کس کے ہین سائے کو ترے / جو قناعت پیشہ ہین تجکو ہما معلوم ہے

باوفا معشوق پر کرتا ہے نقدِ جان نثار
منتقی تیری تو مجکو انتہا معلوم ہے

تیغ کو کھینچے ہوئے وہ آجکل جانا نہ ہے / دل مین اپنے بھی خیالِ ہمتِ مردانہ ہے
رہنے والا اسکا جو ہوشیار ہی دیوانہ ہے / ساقیِ گردون نے کس سے بھر خمخانہ ہے
انکو نفرت ہے مرے جا ملال انگیز سے / ہے ابکار خود بہت ہوشیار جو دیوانہ ہے
توبہ کی مینائے مے سے دل ہوا اپنا بے ملال / شمع تو گل ہے سلامت آجکل پروانہ ہے
خال ظاہر رخ پہ ہے پوشیدہ ہے خطِ سیاہ / دام ہے نیچے زمین اوپر زمین کے دانہ ہے
چھوٹ جاتا ہے دو عالم کے بکھیڑے سے کمال / جو یہان دیوانہ ہے اپدل وہان فرزانہ ہے
دہو چکی ہے اسکی کدورت آبِ عشقِ یار سے / دل ہمین پہلو مین اپنے گوہر یکدانہ ہے
ہو جبین پر تیغ کی دہسہ نماز نور کا / میری پیشانی پہ نقشِ سجدۂ شکرانہ ہے

رند مے آشام کیا اس دور مین پیدا نہین
ساقی گردون کا جو الٹا ہوا پیمانہ ہے

پنجۂ شل سے بھی کار بستہ ہوجاتا ہے وا
دیکھ دل عقدہ کشائے زلف جانان شانہ ہے

جستجو دنیا کی اوسکو بھی ہو با ہمہ وقار
جانشین شیشہ ہے کیون گردش مین پیمانہ ہے

مصحفی پیر مغان نے یہ نصیحت کی مجھے
یاد رکھنا سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے

دل جگر صاف کئے مین نے بھی کب کے ایکے
آئینے صفت نہ تو تکا مین جلب کے ایکے

دیکھے دل بیٹھ رہون اور مین جھگڑونسے چھٹون
ہاتھ آئین کوئی دلبر میری ڈھب کے ایکے

عشقِ سفاک ترے ہاتھ سے گر ابکی بچون
نہ رہون پھر مین کسی سے کبھی دبکے ایکے

طفلی و عہدِ جوانی کا کہون کیا احوال
عشق بازی مین بہت فرق ہے جھک کے ایکے

پھر کسی شب شب وصلت جو میسر ہووے
شکوے انسے نہ کرون مین کسی ڈھب کے ایکے

بند شیرینی سے گو ہووے زبانِ خامہ
وصف لکھون گا مقرر ترے لب کے ایکے

غم غلط ہووے اگر ہجر مین مین یاد کرون
چین ایجان جہان وصل کی شب کے ایکے

کھینچ کر بھیجتا ہون یار کے رنگ کے تصویر
شیشہ کر بھاگ ہی جائینگے حلب کے ایکے

خوف غماز نے روکا انہین شاید ورنہ
آچکے ہوتے مرے پاس وہ کب کے ایکے

غم دنیا نہ رہے دہشت عقبیٰ سے چھٹون
نام گر ورد کرون اپنے مین رب کے ایکے

جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر ہو سوخت
لکھون احوال اگر ہجر کی شب کے ایکے

میرے خالق نے مرے حال پہ کچھ رحم کیا
خط جو وہ بھیجتے ہین میری طلب کے ایکے

چشم و رخ وہ لب لالین وہ ہلال ابرو
کئے معشوق نظر آتے ہین ڈھب کے ایکے

کوہِ غم جو کہ مری جان پہ گذرا گذرا
کس سے احوال کہون رنج و تعب کے ایکے

جنت و باغ ارم خلد برین راحت جان
مصحفی وصف یہ لکھ انکے لقب کے ایکے

دست جنون سے جب جگر و دل بدل گئے
دونو جہان کے دور سے باہر نکل گئے

لیلے ملی نہ قیس نہ شیرین نہ کوہ کن
دیوانہ وار جانب دشت و جبل گئے

اس مہ جبین یار کے در پر ہزار بار
مانندِ آفتابِ فلک سر کے بل گئے

ترچھی نگاہِ یار تھی سیدھی نہ ہو سکی
ہرگز اصیل تیغ کے ہم سے نہ بل گئے

بادِ خزان چلی چمنِ روزگار مین
اچھا ہوا مرے جگر و دل سنبھل گئے

جتنے حسین ہوے مرے نا آشنائے حال
آنکھوں سے اپنے صاف اشک کی صورت ڈھل گئے

مجپر جنونِ عشق کا احسان کمال ہے
جنگل کو لیگیا جگر و دل بہل گئے

رُوٹھے حسین پہ حسرتِ دل لوٹ پوٹ ہین
لڑکے تجھے دیکھ کر یہ کھلونہ مچل گئے

جاتے ہین قافلے پہ چلے قافلے تمام
کتنے عدم کو آج گئے کتنے کل گئے

جا پہنچے ادب ہی ملکِ عدم یار تیغ سے
جتنے گئے ادھر سے ادھر سر کے بل گئے

کہین جو ذکر ترا خوش جمال ہوتا ہے
ہمارے حال کا کچھ اور حال ہوتا ہے

نمودِ خطِ سیہ کے نہین ہے زینہ ترے
غرورِ حسن کا یہ انفعال ہوتا ہے

مزا وہی کچھ اٹھاتا ہے خاکساری کا
جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتا ہے

بھلا نچا نہیو پیری کو اے دلِ نادان
جسے کمال ہے اسکو زوال ہوتا ہے

ذلیل سے نہین پھبتی شریف کی صحبت
نصیب دردکشو نکو زلال ہوتا ہے

تلاشِ یارِ وفادار دل تو کرتا ہے
جنون و خبط مین ایسا خیال ہوتا ہے

زوالِ حسن مین جاتا ہے دل پئے جانان
غریب کند چھری سے حلال ہوتا ہے

گلی مین اس سے ہوئی سخت گفتگو ایسی
لحد مین جیسے جواب و سوال ہوتا ہے

فلک پہ کانپتا رہتا ہے پنجۂ خورشید
کبھی جو غصے مین وہ لال لال ہوتا ہے

دکھاتا ہون مین اسے صاف آئینہ دل کا
جہان مین جو کہ حسین بے مثال رہتا ہے

بہارِ خلد کا سنتا ہون وصف مین جس دم
تمھارے رخ کا مجھے احتمال ہوتا ہے

لگائیے دل کو وہی گیسوئے شکن زدہ سے
کہ جسکو شغلِ جینا وبال ہوتا ہے

راہ تب کوئے خرابات کی پہچانی ہے
خاک برسون ہی درِ عشق کے جب چھانی ہے

جمع ہین لخت جگر جوشش پیہم خون جگر — خانۂ دل مین غم یار کی مہمانی ہے

جھگڑی بار محبت کا اٹھایا مین نے — نہ سکے بولا کہ یہ عاشق نہین شیدائی ہے

مجکو سکتا ہے وہ مصروف ہو آرائش کا — آئینہ دیکھتا ہے وہ مجھے حیرانی ہے

حسن کا ناز اُسی عجز پہ ہو مجکو غرور — مین بھی بے مثل ہون گر یار وہ لاثانی ہے

جو دم ذبح تھا عالم مری ناچاری کا — شاہد اُسدم کا خدا ہے دم قربانی سے

کوچۂ یار کی جانب کو کھنچا جاتا ہے — دل ہے دیوانہ طبیعت نہین دیوانی ہے

زن دنیا سے سروکار نہین رکھتا ہون — شکر خالق کا طبیعت مری مردانی ہے

ناصح اُس بزم مین مدت سی قدم ہے میرا — میرزائی نہ وہان ہے نہ وہان خانی ہے

بی ثباتی ہے نمایش چمن عالم کی — دیکھ لو چشم حقیقت سے جہان فانی ہے

دختر رز کو مین رکھتا ہون بہار گل سبز — مولوی کہتے ہین مجکو یہ بڑا زانی ہے

حرکتین دیر مکافات مین جو جو کی ہین — شاہد اُس حال کا اپنا خط پیشانی ہے

بستر خاک پہ اہل قناعت منعم — راحت افزا صفت مخمل کا ثانی ہے

اسقدر خوان قناعت نے مزا بخشا ہے — ہے زبان منھ مین کہ تر لقمۂ بریانی ہے

مرغ جان تو قفس تن مین نہ گھبرا اتنا — ایکدن دیو غم عشق کی مہمانی ہے

منتہی صدمۂ فرقت نہ بیان کر او سکے
عمر کوتاہ ہے قصہ ترا طولانی ہے

کرتے ہین چین بہت حسن وجمال والے — پھرتے ہین مارے مارے کیا کیا کمال والے

میری طرح سے ایکدن بازار سے جہان کے — جاوینگے ہات خالی جتنے ہین مال والے

دم دیکے پھانستا ہے عشاق کے دلون کو — مین جانتا ہون تمکو زلفون کے جال والے

محشر کا معرکہ ہو جسدم جہان کے اندر — اسدن ہمین بچانا او لمبی ڈھال والے

بلبل ہین تیرے ہم بھی باغ جہان کے اندر — او گل سے گال والے سنبل سے بال والے

تنہا لحد کے اندر ہونگے گدا کے صورت — جتنے ہین اس جہان مین جاہ وجلال والے

زلف شب جدائی تیری بڑی بلا ہے — اسکا خیال رکھنا او لمبی بال والے

عاشق ہین ہم بھی تیرے ابرو کے اور رخ کے
ہمکو بھی یاد رکھنا بدر و ہلال والے
بھولے ہین دو جہان کو شیدا نہین کسی کے
جو جو ہین اس جہان مین تیرے خیال والے
صیاد نے بچھایا گلشن مین دام و دانہ
سن گلعذار والے او خط و خال والے
میری طرح سے اکدن بازار سے جہان کے
جائینگے ہاتھ خالی جتنے ہین مال والے
منصور و قیس و وامق فرہاد و منتقی سے
کیا کیا گئے جہان سے فضل و کمال والے

بے رخ ماہ وش جو آتی ہے
شب مہتاب کس کو بھاتی ہے
جب صبا بوئے یار لاتی ہے
جان تازہ بدن مین آتی ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے صنم
نغمے بلبل کسی سناتی ہے
یار ہے باغ مین نہ دور شراب
فصل گل یون ہی آتی جاتی ہے
طپش غم ہر استخوان کو مرے
شمع کیطرح سے گھلاتی ہے
داغ دل پر ہین مین فرقت کے
موت آنکھین مجھے دکھاتی ہے
صبح کرتی نہین گریبان چاک
یار جاتا ہے جان جاتی ہے
شب فرقت مین یار جانی کے
زندگی کس شقی کو بھاتی ہے
شاخین ہلتی ہین نخل گل کی تمام
فصل گل یا پچھاڑین کھاتی ہے
آمد آمد نہین ہے پیری کی
موت آتی ہے موت آتی ہے
ہے نہ ساقی نہ قلقل مینا
کیون تو بلبل دماغ کھاتی ہے
آتش گل بغیر روئے صنم
آگ دل مین مرے لگاتی ہے
اسکے تیر نگاہ کے آگے
شہر سے جو وہ ہماری جھاتی ہے
تپ ہجر صنم کا حال نہ پوچھ
کھا چکی دل کو جان کھاتی ہے
صحبت غیر سے کرو پرہیز
کون صاحب برے کا ساتی ہے

کس پہ یہ و کا آ الٰہی دل مرا دیوانہ ہے
کچھ نہین معلوم یہ کس شمع کا پروانہ ہے

کیا کہوں میں کس گلستاں میں مرا کاشانہ ہے — آشنائے حال جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

یہ کیا تعلیم کل پیر دبستاں نے مجھے — سب سے اچھا و بہتر مشرب رندانہ ہے

مجھ گدا سے بے سر و ساماں کا یہ ساماں ہے — آہ سوزاں شمع ہے داغ جگر پروانہ ہے

کثرت زہاد سے ہے کعبہ دین کو فروغ — مجمع زنار پوشاں رونق بتخانہ ہے

کو بکو ہے جو پے دنیائے دوں خانہ خراب — اک دیوانہ ہے و بلکہ سگ دیوانہ ہے

حال دہلی شاہ دہلی کو کروں میں کیا رقم — گنج تھا جس جا پہ اس جا آجکل ویرانہ ہے

عاشقی کہتے ہیں جسکو نقد جاں ہے اسکا مول — جسکا جی چاہے وہ پے لے زہر کا پیمانہ ہے

سر کا دیدینا تمہارے عشق میں آساں نہیں — ہوں وہ عاشق میرے آگے نازی طفلانہ ہے

راتدن رہتے ہیں عاشق ہیں یہ اسکی دو ہوس — آئینہ ہے روبرو زلف سیہ میں شانہ ہے

جو کہ مرتا ہے فروغ ہستی گمراہ پر — میں سمجھتا ہوں چراغ غول کا پروانہ ہے

ہر لباس فقر پہنے جو گدا دنیا پرست — شیر کے مرقعہ میں گویا وہ سگ دیوانہ ہے

خاکساری میں ہے ایدل عشق کامل کا کمال — جطرح سے گنج کا مرکز دل ویرانہ ہے

عیب بھی جائے ہنر ہوتا ہے اپنے حال پر — بہر شانہ کسقدر زیبا مگر دندانہ ہے

جسقدر علمائے دیں تھے لکھنؤ کے مٹ گئے — جس جگہ گنج معانی تھا وہاں ویرانہ ہے

آہ سوزاں سے مرا جس مرتبہ جلتا ہے دل — شمع رو اسکا گواہ حال ہر پروانہ ہے

کیا مقابل ہوگی افواج غم دنیائے دوں — پاس میرے ایک تیغ ہمت مردانہ ہے

وہ پری بولا بہار حسن اپنی دیکھکر — منتہی سا اپنا کوئی اور بھی دیوانہ ہے

خواہان وصل یار مرا بند بند ہے — ہر ایک عضو تن کو یہ راحت پسند ہے

اہل جہاں کے ہاتھ سے اسکو گزند ہے — منصور کیطرح جو یہاں حق پسند ہے

خال جبیں ہے اور رخ آتشیں یار — مجمر عجیب ہے یہ عجائب سپند ہے

میں بھی ہوں خاکسار در دوست انفلاک — تو سر بلند ہے مرا رتبہ بلند ہے

راضی ہیں ہم اسمیں ہیں کہ ہو جسمیں رضائے دوست — ہمکو ہے وہ پسند جو اسکو پسند ہے

خالِ جبین یار سے تشبیہ جبکہ دے
ثابت ہوا زحل کا ستارہ بلند ہے

شکوہ ہوا سمین یا کہ شکایت جہان کے
اپنا سخن ہر ایک نصیحت ہے پند ہے

اس قالب تہی میں ہنسی روح ہے مری
اچھا ہوا رکاب میں پائے سمند ہے

رنج شبِ فراق کو سن سن کے یہ کہا
اس سے بیان کرو جو کوئی دردمند ہے

دنیائے دون کے پاس نہ پھٹکیگا وہ کبھی
اس دہر بے ثبات میں جو ہوشمند ہے

منصور تجکو دار ملی گوہ کن کو کوہ
خاصان ذوالجلال کا رتبہ بلند ہے

عشق بتان ہند مرے دل میں ہے مقیم
اس گنبدِ گلی میں بڑا دیو بند ہے

روزِ فراق اور شبِ وصلِ عاشقان
دیو سفید یہ ہے وہ مشکین پرند ہے

چاہے ہما کو بامِ فلک سے کھینچ لائے
آہ دلِ غریب رسا وہ کمند ہے

بعد از فنا کرینگے تجھے یاد منتھے
کسواسطے کہ خلق تو مردہ پسند ہے

گیسو ہون جبکہ ترے زہر اگلنے والے
جگر و دل یہ نہیں ہم سے سنبھلنے والے

اٹھ گئے خاک نشین جب تری در کے اوپر
صفتِ نقش قدم پھر نہیں ٹلنے والے

یار و اغیار کا اسوقت کھلیگا احوال
جگگڑی ہووینگے جو ہین تری ڈہلنے والے

بزم میں شعلۂ رخسار نظر آتا ہے
شمع سان ہونگے جگر و دل یہ پگھلنے والے

دل سے جب لکھونگا مضمون قدِ زیبا کے
شعر ہو وینگے مرے سانچے میں ڈہلنے والے

مار گیسو کی مرے دل میں جگہ ہوتی ہے
آستین کے یہ ترے سانپ ہین پلنے والے

چشمۂ چشم سے یہ اشک تجھے دیکھیں گے
چہرِ سیماب کی صورت ہین اوبلنے والے

بند ہوتا ہی نہیں ملک عدم کا رستہ
رات دن چلتے ہین اس راہ کے چلنے والے

فصل گل آتی ہے جلد ہی کرو اصلاح مزاج
پھر سنبھالے سے نہیں ہم ہیں سنبھلنے والے

تو کدہر جاتا ہے لے جوش جوانی ہتلا
ٹھہر جا ٹھیر کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

خون عاشق کے لئے ملتے ہین مہندی جو آج
کفِ افسوس وہ کل ہونگے ملنے والے

جو کہ آزاد ہین اس باغ جہان کے اندر
صورتِ سرو نہین پھولنے پھلنے والے

عشق نیرنگ سے اس بت کے خبردار اے دل — آسمان وار یہ ہین رنگ بدلنے والے
صاحب ظرف ہوا ہین کہ کوئی ہو کم ظرف — گور کے سانچے ہین اکر وہ ہین ڈھلنے والے

منشی کیون کیا افسوس گئے یارونکا
کس لئے ہم بھی ہین اس راہ کے چلنے والے

سنا ہے یار وہ مجھ سے خفا ہے — مرے قسمت کسیکا اسمین کیا ہے
اگر وہ بت عبث ہم سے خفا ہے — نہین کچھ غم ہمارا بھی خدا ہے
یہ دنیائے دنی دار فنا ہے — کہ جسکا نام باقی ہے بقا ہے
ترے عناب لب میرے مسیحا — مریض عشق کی اچھی دوا ہے
سمجھ لے مسند شاہی سے بہتر — جو تیرا بوریا ہے بے ریا ہے
نہ کر جسم گلی پہ ناز نادان — یہ مشت خاک ہے اکدن ہوا ہے
نہین ملتا لب شیرین کا بوسہ — مزا کیسا دہن کا بدمزا ہے
کھنچا جاتا ہے یہ دل سوئے قاتل — خدا ہی جانے اسکو کیا ہوا ہے
وہ بولا نالہ پر درد سنکر — عجب یہ عندلیب خوشنوا ہے
سمائی روح ہے جسم گلی مین — کہ مشت خاک کے اندر ہوا ہے
اسے تو دولت وصلت سے کر شاد — ترا عاشق ہے یہ مسکین گدا ہے
طمانچون سے کیا ہے گل کا منہ لال — تعدی پر مگر دست صبا ہے

مغان کے ہاتھ سے اے رند بیار
مے گلرنگ پے پچلے شفا ہے

نہایت تنگ آیا ہون بتون کی بے نیازی سے — کرونگا ایکدن توبہ مین آخر عشقبازی سے
بہت پرہیز کرتا ہون جہان کی امتیازی سے — خدا محفوظ رکھے مجھکو دنیا کے نمازی سے
گدا کو شاہ کرنا شاہ کو مثل گدا صاحب — یہ بندہ خوب واقف ہے تمہاری کارسازی سے
پھنسانا طائر دل کو بنا کر حلقہ گیسو — مین واقف ہوگیا ہون ان بتونکی جالسازی سے
جسے عشق ولی ہو نہ اس محبوب کا زاہد — خدا راضی نہین ہوگا کبھی ایسے نمازی سے

سواریٔ ابلقِ ایام رہتا ہوں نہیں روز و شب
تمنا ہے نہ مجکو ترکی کی نہ مطلب مجکو تازی سے

کبھی سرمہ لگاتا ہے کبھی مِسّی کبھی مہندی
زمانے کو لبھاتا ہے تو اس نیرنگ سازی سے

بٹھا کر پاس ہمکو غیر سے گرمِ سخن ہونا
میں باز آیا تری ای یار ایسی سرفرازی سے

عبورِ زورق دل کس طرح ہو بحرِ دنیا سے
اسے پوچھو لگا میں اکدن کسی کامل حجازی سے

قناعت پیشہ کو انکار ہے دنیا کی عشرت سے
تنفر ہے حقیقت کوش کو عشقِ مجازی سے

غنی کر دی گدا کو پادشاہی دیکر دنیا کی
نہیں یہ دور اے صاحب تری بندہ نوازی سے

ہر اک حالت میں جو اصلاح پر رکھتا ہے عالم کو
وہی اے منتہیؔ واقف ہے اپنی کارسازی سے

توبہ کی جب سے آشنائی کی
دہوم ہے اپنی پارسائی کی

کعبہ و دیر میں رسائی کی
خوب ہی سیر کی خدائی کی

تجھ سے او پیرِ چرخِ ناہنجار
کس کو امید ہے بھلائی کی

ہم نے جوشِ بہار میں اکثر
دخترِ رز سے آشنائی کی

اس شہِ حسن کا ہے دل میں خیال
جو بغل میں ہے بادشاہی کی

مفلسی میں رہا ہوں مستغنی
کیا گدائی میں بادشاہی کی

رند کو ہے تلاشِ میخانہ
شیر کو فکر ہے ترائی کی

جو ہیں بیمارِ عشق اوس جیسے
انکو حاجت نہیں دوائی کی

اسکو مارا جلا دیا اسکو
ان بتوں نے بھی اک خدائی کی

مجکو بتلا زمانۂ غدار
تو نے کس سے نہیں برائی کی

قاصد آج آ کے رہگیا در تک
میری قسمت نے نارسائی کی

شبِ وصلت نہ کیجئے تکرار
بات اچھی نہیں جدائی کی

ہو مبارک اسے بہارِ چمن
جس کو امید ہو رہائی کی

عشق کے کوچہ لوگ میں
دہوم ہے اپنی بے نوائی کی

حسرت میں دنیا ہی منتہی پیارے

قدر کھوتی ہے میرزائی کی

جو شخص مست بادۂ کبر و غرور ہے
اسکو کہان مذاق شراب طہور ہے

مسجد مین خانقاہ مین شیخ کی دکان مین
جس جا پہ دیکھتا ہون اسیکا ظہور ہے

دنیا مین راز عشق سے آگاہ کون ہے
اس بحر موج خیز سے کس کو عبور ہے

مردہ دلون کے راز سے آگاہ کون ہے
کس شخص کو جہان مین کشف قبور ہے

سرمہ سی زیب چشم خدا بند زیب ہست
کس درجہ میرے یار کو مشق فتور ہے

پابند کچھ وہ سبحہ و زنار کا نہین
اے شیخ و برہمن وہ بہت کیسے دور ہے

نفس سگ پلید پہ جو اپنے شیر ہے
مین جانتا ہون اسکو بہادر ہے سور ہے

جسکی ہے آنکھ چشم حقیقت سے آشنا
وہ یار پردہ دار تو اسکے حضور ہے

پاتا ہون یہان ہر اک کو گرفتار رنگ و بو
انسان ہین کہ مجمع وحش و طیور ہے

تھوڑا کفن زمین بھی تھوڑی سی چاہیے
شاہ و گدا کو اور یہان کیا ضرور ہے

یہ شیخ بے وقوف بھروسہ پہ زہد کے
خواہان ارم کا اور طلبگار حور ہے

ہو نان نعمت اسمین کہ نان جوین تر
دن رات گرم یان فلک کا تنور ہے

ایسی بسی ہے گیسوے عنبر شمیم سے
روح لطیف جسم مین ہے یا بخور ہے

ہوتا ہے بے نقاب جو وہ ماہ بام پر
کہتے ہے اوسکو خلق کہ وہ شمع طور

یاران رفتگان کی جو ملتی نہین خبر
شاید مقام انکا بہت یہانسے دور ہے

پیری مین ڈھونڈتا ہے عشق یار باوفا
اس منتقی سا آج کوئی ذی شعور ہے

ناصح ہے کون رندی آشام کے لئے
بخیہ نہین ہے جامۂ احرام کے لئے

آئے ہین لوگ چین نہ آرام کے لئے
تقدیر راہی ہے فقط الزام کے لئے

رکھتا نہین ہے پردۂ ناموس کی خبر
مرتا ہے کیون جہان مین بدنام کے لئے

خوشبوے رنگ غنچہ ہوا ہے دہن مرا
بوسہ ہے جب اسکے چہرۂ گلفام کے لئے

کعبے گیا کبھی مین کبھی دیر کی طرف
پیدا ہوا ہون گردش ایام کے لئے

نقد دل و جگر نہین پہلو مین آج کل | قاصد اڑا ہے یار کا انعام کے لیے
افسوس ہے کہ ہمکو درم واپسین کھلا | کیا کر چلے ہین آپ تجھے کس کام کے لیے
کہتے ہین جس کو صبح جہان خراب مین | ہے شہسوار ابلق ایام کے لیے

نام انکو بلند ہو دنیا مین منتہی
اونچا نشان قبر نکو نام کے لیے

نفرت ہے اُنکو عاشق بے نام و ننگ سے | جلتے ہے شمع بزم سراسر پتنگ سے
ساقی سے میکدہ مین اُٹھا تھا جنگ سے | دریا مین رہکے بیر نکونا نہنگ سے
سنبل ہے منتشر تری گیسو کے ڈھنگ سے | ہوتا ہے زرد گل ترے چہرے کے رنگ سے
اکدا آپ ہین کہ مرگ پہ عاشق کے شاد ہین | کیا شمع روئی رات کو سوز پتنگ سے
تر چھے نگاہ یار ہو تھی خدا نگہ | کچھ کم زبان سخت نہین خشت و سنگ سے
تھا گل مین رنگ و بو وہ فلک پر تھا نور ماہ | دکھلائے شکل یار نے ہر ایک رنگ سے
ممکن ہو بوریا بھی اگر بے ریا مجھے | باز آؤن اس جہان کے مین نام و ننگ سے
نکلا ہو خط سبز رخ سرخ یار پر | آلودہ تیغ ناز ہوئی ہے یہ زنگ سے
جس روز سے ہے صحبت آوارگان | نفرت ہو مجکو نام سے بہ ہین ننگ سے
جس روز سے ہے دلکو خط و خال کا خیال | رغبت کمال رہتی ہو تریاک و بنگ سے
مشہور دہر مین قدر انداز ہو بہت | طوطا نہ اوڑ سکا کبھی تیر تفنگ سے

برسون بہادرون سے رہا ربط منتہی
اُلفت دلی ہے اسلئے شمشیر جنگ سے

دکھلائی جب سے یار نے نازک کمر مجھے | درپیش ہو رہا ہے عدم کا سفر مجھے
ملک عدم سے کھینچ کے لایا ادہر مجھے | لیجائیگا یہان سے مقدر کدہر مجھے
البتہ ہو عزیز بہت مال و زر مجھے | آنا اگر ہو دہر مین بار دگر مجھے
کیون کرتی ہو حقیر تبار و کے پیش یار | کسواسطے ڈبوتی ہے او چشم تر مجھے
کیا دیکھتے ہین میٹھی نگاہو لنے جبین | کہنے نظر لگاتے ہین اہل نظر مجھے

آہ و فغان کو سنکر مری یار نے کہا
بہتا تا نہیں ہے آپکا یہ کر و فر مجھے

بزمِ صنم مین سر کو کٹا دون مین مثلِ شمع
سرکارِ عشق سے جو ملے اور سر مجھے

آنکھون مین جب سے جلوۂ جانان ہے آنکا
ذرے دکھلاتے ہین شمس و قمر مجھے

بوسے ملین گے کب دُرِ دندانِ یار کے
کب دیگا بحرِ حسن وہ لعل و گہر مجھے

دو دن کی زندگی کے لئے اس جہان مین
حرص و ہوس پھراتی ہے کیون دربدر مجھے

پیری مین داغِ عشق فروزان ہے کسقدر
تقدیر نے بنایا ہے شمعِ سحر مجھے

ہر شعر یادگار رہے میرا جہان مین
اللہ نے عطا نہ کیا گو پسر مجھے

بیمارِ عشق ہون نہ طبیبو کرو علاج
مانو خدا کو چھوڑ دو اللہ پر مجھے

دیکھا جو اس دوراہی مین ہستی کے غور سے
ہر اک دکھاے دینے لگا رہگذر مجھے

اس دل نے راہِ عشق مین کیسا بھلا دیا
مانندِ غولِ دشت ہوا راہبر مجھے

بے شبہہ قدر شاہ کی ہوتی ہے شاہ کو
اہلِ ہنر سمجھتا ہے اہلِ ہنر مجھے

دلمین ہے اُس نگار کے جا میری منتہی
اللہ نے دیا ہے عجب گھر مین گھر مجھے

بدمغز دل زبان سے مری ثناد کیا کرے
نامرد لیکے خنجرِ فولاد کیا کرے

دانا ہے یار عاشقِ ناشاد کیا کرے
ہو صید ہوشیار تو صیاد کیا کرے

ناقدردان کسی کا بھی دل شاد کیا کرے
نامرد مرد کی کوئی امداد کیا کرے

دیوانگانِ عشق کا عالم ہی اور ہے
کیا ہو سکے طبیب سے فصاد کیا کرے

نیرنگ حسن کا جو طلبگارِ دید ہو
کتنے وہ سیر عالم ایجاد کیا کرے

گاہک ہی جان کا جگر و دل تو لے چکا
اسنے زیادہ وہ ستم ایجاد کیا کرے

دنیا کا مال و زر بھی دیا اپنی جان بھی دی
قسمت مین ہو نہ دید تو شداد کیا کرے

ہمکو تو کیفِ عشق نے مدہوش کر دیا
عاشق غریب نالہ و فریاد کیا کرے

نقدِ دل و جگر تو وہ مدت سے لے چکا
ہون منتظر کہ اور وہ ارشاد کیا کرے

وصلِ جمالِ یار کی گر انتہا نہیں
پھر لیکے کوئی خانۂ فولاد کیا کرے

کونین سے جدا ہے اگر طالب وصال پھر لیکے مال و زر ترا آزاد کیا کرے
لکھا ہوا ہے کاتب قدرت کے ہاتھ کا اصلاح خط پہ یار کے حداد کیا کرے

ہوتا ہے اہل زر کا ہر اک سیج ہی منشی
مجھسے غریب کی کوئی امداد کیا کرے

الفت ازل سے دی مجھے حسن شریر کی باران غم سے کیوں نہ مری مٹی خمیر کی
سنتا نہیں وہ عاشق مفلس حقیر کی چلتی نہیں ہے شاہ کے آگے فقیر کی
بلبل چہک رہے ہیں گلستان میں اندنون آواز آ رہی ہے مرے ہمصفیر کی
چین جبین شاہ مبارک ہو شاہ کو میں جانتا ہوں موج ہے میرے حصیر کی
جدل دلی کو میرے خدا جانے کیا ہوا اب کے شب وصال نے کیوں آتے دیر کی
پر چھوڑنگا چلکے اہل قناعت سے ایکدن لذت ہے کیسی آپ کے نان شعیر کی
لکھے تھی جب نصیب میں بندگی عاشقی اسدم کہاں تھی عقل ہمارے دبیر کی
ماہ تمام دیکھکے دل نے مرے کہا تصویر یہ تو ہے کسی روشن ضمیر کی
گاہے قفس میں ہے کبھی پھندے میں دام کے مٹی خراب رہتی ہے تیرے اسیر کی
دیر و حرم میں ڈھونڈتے ہیں شیخ و برہمن ماری پڑی ہے عقل صغیر و کبیر کی

منہ پھر گیا ہے نعمت دنیا سے منشی
لذت ملی ہے جب سے کہ نان شعیر کی

حال گل بلبل و صبا جانے میرے دل کی لگی خدا جانے
وہ رہے کوچہ توکل میں نقش جب نقش بوریا جانے
عاشقی کی خبر ہے عاشق کو مدعا اہل مدعا جانے
کوچہ زلف کا جو پوچھا حال ہنسکے بولے مری بلا جانے
مرض عشق کی حقیقت کو کوئی بیمار لا دوا جانے
نعیم عاشق سے کیا خبر اسکو درد فرقت مسیح کیا جانے
کار دنیائے دون پرست د لا کوئی بے ننگ و بے حیا جانے

عشق بازی مین وہ قدم کو دہری — اس خبر کی جو مبتدا جانے
اثرِ رازِ گریۂ عاشق ہے — چشم جانے یہ ماجرا جانے
حالِ دیوانگانِ عشقِ صنم — چمنِ دہر کی ہوا جانے
جو گدائے درِ محبت ہو — رنج کو اپنا پیشوا جانے
دل سے آئینہ کا ہمارے حال — ہے کوئی صاحبِ صفا جانے
رنج و راحت کی قدر عالم مین — شاہ کیا جانے کیا گدا جانے
حال اہلِ جہان کی طینت کا — جو کہ ہو صاحبِ دغا جانے
حالِ جانبازی کا تری فرہاد — جو کہ ہو صاحبِ وفا جانے

جسکو ہووے عبورِ بحرِ سخن
منتہی کی وہ انتہا جانے

قعرِ دنیا مین جو صفا دل ہے — چاہِ نخشب کا ماہِ کامل ہے
مائل ہے وفا اگر دل ہے — نقش جب اسکا نقشِ باطل ہے
اُس شہِ حسن کا جو مائل ہے — شاہ اُسکے گدا کا سائل ہے
خوش ہے موجِ ہوا میانِ بہار — بہرِ دیوانگان سلاسل ہے
جو کہ ہے فنِ شعر سے آگاہ — شخص فاضل ہے مرد قابل ہے
بحرِ ہستی مین جو ہے دریا دل — خشک و تر لب مثالِ ساحل ہے
کیا دکھاتا ہے دیکھئے اُسکو — آئینہ یار کے مقابل ہے
ترک جسنے کیا ہے دنیا کو — مرد دانا ہے شخص عاقل ہے
سہل تر ہے تمام کارِ جہان — دل لگا کر چھڑانا مشکل ہے
جسکے دل مین نہین ہے جائے کرم — گویا بے آب چاہِ بابل ہے
دور ہے کلفتِ زمانہ سے — فضلِ حق جس کسی کے شامل ہے
موت سے کم نہین ہے رخصتِ یار — نزع کا دم کمال مشکل ہے

اُسکے کوچے مین جمع ہین عاشق — باغ مین مجمع عنادل ہے
یہ مرقع جہان کا ایدل — چشم بینا مین نقشِ باطل ہے
قتل کرتا نہین وہ عاشق کو — یارِ نادان اپنا قاتل ہے

عشق کے فن مین ضبط رکھتا ہو
عاشقی کو کمال حاصل ہے

نہ مارا کس لئے عاشق کو او بیداد گر پہلے — کیا تو نے نہ کیون قاتل یہ قصدِ مختصر پہلے
شکایت بعد کرنا کثرتِ عشاق کی غافل — تو حسن خوبی پر اپنے تو کر جانی نظر پہلے
نظارہ بعد کر اُس تیغ ابرو کا دل نادان — اگر عاشق بہادر ہو تو کر سینہ سپر پہلے
نکرتا قصد جانے کا کبھی سوئے عدم عاشق — خبر لاتا جو وصلت کی اگر تو نامہ بر پہلے
سنا ہے منزلِ جانان نہایت دور ہے غافل — جو ہے دانا تو پیدا کر دلا زادِ سفر پہلے
اسی سے عاشق جانباز کو بیدل ہے گنتی مین — کوئی گذرا ہے شاید اپنا ہی مفت سر پہلے
نہ کرکے صبر اسد دل نے مجھے کیا کیا کیا رسوا — نہ مرتا تشنہ لب پیتا اگر خونِ جگر پہلے
کبھی رکھتے ہین قاصد بعد دینا خطِ شوقیہ — قدم پر یار کے رکھنا میری جانب سے سر پہلے
صفِ مژگان اشک آلود کے آگے وہ جب آئے — سیاہی اپنے منہ کی چھوڑ آئے ابرِ تر پہلے
نہ اس پست و بلند عشق کی یون ٹھوکرین کھاتے — دل نادان کو کرتے جو ہم زیر و زبر پہلے

نہ پھرتے منتقی در در نہ دہشت حشر کی ہوتی
جو ہم اس منزلِ ہستی سے کر جاتے سفر پہلے

نمودِ خط یہ دکھاتے ہو تم جمال مجھے — کروگے کند چھری سے مگر حلال مجھے
مین تشنہ لب مئی وحدت سے ہون زخود رفتہ — پکڑ لے ہاتھ مرا ساقیا سنبھال مجھے
زبان راست میری منہ مین دی ہے خالق نے — ہزار شکر دیا لقمۂ حلال مجھے
فغان و نالہ و دیوانگی و جامہ دری — یہ فنِ عشق مین حاصل ہوا کمال مجھے
نڈالا سایہ قدِ سروِ ناز نے مجھپر — کیا نہ باغِ جہان مین کبھی نہال مجھے
تپِ فراق کی جھیلی ہین گرمیان برسون — دکھائے دیگا نہ اسدن رخِ ہلال مجھے

گدا نظر مجھے آتا ہے رشک زیبا دا / دکھائے دیتا ہے شیر ژیان شغال مجھے

نمود خاک سے میری ہے مثل نقش قدم / ہون بے ثبات فلک کرتا پائمال مجھے

کسی کے دولت وصل ہو کس طرح ممکن / وہ نا دہند ہے آتا نہین سوال مجھے

دو کان پیر مغان تک مین صرف کردیتا / کیا نہ ساقی گردون نے کیون کلال مجھے

الٰہی وان مجھے قید حیات مین کچھ / شباب عود کرے پھر نہ ہو زوال مجھے

مین رند پیر خرابات کا ہون دیوانہ / ہر ایک کہتا ہے احباب باکمال مجھے

درازیان شب فرقت کی بسکہ جھیلے ہین / دکھا نہ اپنے صنم لمبے لمبے بال مجھے

سنو مین شیخ و برہمن کی تا کجا یارب / بکھیڑے سے حرم و دیر کے نکال مجھے

مرید پیر خرابات رند مشرب ہون / جو بدخصال ہین کہتے ہین بدخصال مجھے

خدا ہی جانے کہ مین حال اپنا کیا کرتا / دکھائے دیتا جو اسے منتہی مآل مجھے

کاتب اعمال ناحق در پئے تقدیر ہے / دیدۂ انصاف مین ہر ایک بے تقصیر ہے

ایک مدت سے نہین اسمین خیال ہو ہو دوست / دل ہے پہلو مین وہ یا اوجڑی ہوئی جاگیر ہے

لکھ لیا ہے اپنی خاطر خواہ اسنے مجکو کیا / ایکدن محشر مین مین ہون کاتب تقدیر ہے

بیٹھ ہر کہ دل دوڑتا ہے کوچۂ سفاک مین / ان دنون مین موت اسکی کیا گریبان گیر ہے

کسقدر ایذائے فرقت دی ہے مجکو عمر بھر / حشر کا میدان ہے مین ہون وہ بے پیر ہے

مد بسم اللہ ہے ابرو نہین اس یار کا / گرد رخ کے خط نہین قرآن کی تفسیر ہے

پاس ہے روئے صبیح یار کے زلف سیاہ / یا برابر مار کے لبریز قدح شیر ہے

ہے یقین اسکو نشانے تک خدا پہنچائیگا / آہ بے تاثیر اپنے گو ہوا سے تیر ہے

نیک و بد تونے جو لکھا تھا وہی مین نے کیا / کاتب تقدیر اسمین کیا مری تقصیر ہے

دولت وصلت طلب کرتا ہون اس سے دیکھئے / بھیجتا قاصد تو ہون آگے مری تقدیر ہے

کون سے دل مین نہین ہے عشق کی جانا صحو / کیا صفت اسکی کرون مین شاہ عالمگیر ہے

دل اگر ... آہ ... / بھیجتا ہے ... خاک ایسا کون سا دلگیر ہے

کون پہنچائے گا اوسکو منزل مقصود تک — یہ دل شیدا بہت نادان ہے بے تدبیر ہے

ولہ

گر ہوس کو دل شیدا مین مرجا دی ہے — تیغ چوبے سے جڑا قبضۂ فولادی ہے
مرغ مضمون کا پکڑنا بڑی استادی ہے — شاعری بھی مگر اک پیشۂ صیادی ہے
کیا کیا مجکو نہ ستایا ہوس دنیا نے — نفس امارہ نے کیا کیا نہین ایذا دی ہے
دست بستہ ہے جنون وحشت دل حاضر ہے — عشق کامل مرا جسد لنے ہوا ہادی ہے
دور ہے خط سیہ فام ترے چہرے سے — آج تک فرد عمل یار تری سادی ہے
ہوگیا آنکھو لنے معدوم جہان کے اکبا — کوچۂ یار مگر گلشن شدادی ہے
کون عاقل رہے کس کو کرے دیوانہ بہار — کون آباد ہو کس کے لیے بسادی ہے
حسن نیرنگ نے جلوہ وہ دکھایا ظالم — جسکے ہاتو لنے زمانا ترا فریادی ہے
کونسا رند نہین تابع فرمان اسکا — دختر رز بھی آلہی کوئی شہزادی ہے
دیکھ کر جیتیا تھا صیاد حسین کی صورت — اس گرفتاری سے بدتر سری آزادی ہے
کھینچے ہے خاک کی تصویر جو اس خوبی سے — کار مانی ہے نہ یہ صنعت بہزادی ہے

مجکو معلوم ہوا عاشق دنیا کے حضور
منتقی نفس کشی پیشۂ جلادی ہے

تمھاری جو عادت ہے جور و جفا کی — ہماری بھی خصلت ہے مہر و وفا کی
دیا ایک بوسہ نہ عناب لب کا — مریض محبت کی اچھی دوا کی
بتون نے لیا مفت مین دل کو مرے — دوہائے خدا کی دوہائی خدا کی
کہون کسطرح مین خرابات کو بد — یہ بستی بسائی ہوئی ہے خدا کی
مکر جاتا ہے کرکے اقرار وصلت — بگڑ جاتی ہے بن کے صورت صفا کی
رہا کرتے ہو سر بزانو شب وصل — ہٹا ہے لیے تم ہو گٹھری حیا کی
مرا جسم خاکی بنایا ہے صانع — کہ صنعت سے باندھی ہے گٹھری ہوا کی
مین لکھا کیا خط نشو قیمہ اسکو — مگر میری تقدیر مجھ پہ ہنسا کی

وہ عطرِ گلاب آئے گلشن میں ملکر — بن آئیگی بلبل کی باد صبا کی

تجھے منتظر شاہ کو نہیں سمجھوں
اگر تو نے اُس شوخ کے دل میں جا کی

دل اگر طالب وصلِ بتِ ہرجائی ہے — مجھکو معلوم ہوا اسکی اجل آئی ہے
شیفتہ ہوئیگا گر ہے یہی تحریرِ ازل — آئیگی آئیگی جسکی کہ قضا آئی ہے
عشق بازی جسے کہتے ہیں جہاں کے اندر — خصمِ جان عقل کی ہے دشمنِ دانائی ہے
حوصلہ چاہیے منھ چاہئے لینے کو اُسے — مے صافی سے بھرا گنبدِ مینائی ہے
ڈھونڈھتا یار وفادار جہان میں ایدل — میری دانست میں دیوانگی دانائی ہے
پاس ہے پردہ نشین یار تری اوغافل — غور سے دیکھ اگر قوتِ بینائی ہے
جلوۂ حسن مگر پھونک رہا ہے دلکو — دشمنِ جان کی ہمارے تری رعنائی ہے
چشمِ وحشی کو تری ڈھونڈھ رہا ہے دلِ زار — آجکل مدنظر آہوئے صحرائی ہے
آئنہ پیشِ نظر رکھتا ہے ہردم شاید — اندنوں یار مگر محوِ خودآرائی ہے
جان تو بھول بھلیاں ہے دلا کوچۂ عشق — بچکے چل اس سے اگر دعوۂ دانائی ہے
آہ اظہارِ محبت سبب فرقت ہے — تیری بدنامی بھی میرے لئے رسوائی ہے
خوبی و مہر مکافات ہے زہرِ قاتل — دشمنِ عاشق شیدا تری رعنائی ہے
نہ ڈرا شیخ عذابِ لحدِ تیرہ سے — اپنی جھیلی ہوئی برسوں شبِ تنہائی ہے
جو دکھانے کے لیے پڑھتا ہے دنیا میں نماز — ورنہ ابلیس کے کرتا وہ جبیں سائی ہے
جب سے رکھا ہے قدم دشتِ جنوں کے اندر — خار ہیں میں ہوں مری آبلہ فرسائی ہے
موجِ گل آئی ہے شاید چمنِ عالم میں — جانبِ دشت طبیعت میری لہرائی ہے
خوبیِ حسن پہ اپنے اُسے رکھتے ہے نگاہ — اندنوں یار وہ وابستۂ رعنائی ہے

منتظر جو کہ گدا ہے پے دنیائے دنی
تیرے برتے میں گویا سگِ سودائی ہے

یہ روح سگِ نفس کے حلقے میں گھری ہے — کس دیو کے پھندے میں گرفتار پری ہے
بیجان دم بہ دم ہے سبھی درد جگری ہے — غفلت ہے وہاں اور بہت ملے خبری ہے

ہستی ہے مے ناب جہان رہتا ہو وانئے
مسکن ہے وہان شیر کا جبجا کہ تری ہے

دنیائے بدانجام و بداطوار کو دیکھو
اچھو نسے بری رہتی ہے کھوٹو نسے کھری ہے

باریک سر مو سے سوا ہے کمر یار
یا عاشق جانباز کی کوتہ نظری ہے

ہو پیر نود سالہ کہ ہو مرد جوان سال
ہر دیدۂ بینا مین چراغ سحری ہے

دیکھا نہین تو نے نگہ مہر سے اسکو
یہ لوح دل اپنی تری فرد نظری ہے

لوٹا ہے اِن آنکھون نے مری مزرعۂ دلکو
کھیتی مری تیار تھی ہرنون نے چری ہے

فصلِ گل و مل آئی ہو آتی نہین آواز
شاید بطِ مے طاق پہ نسیان کے دہری ہے

معدوم جو نظرو نسے مری ہستی ہو ہر دم
ہے تار نگہ یا تری نازک کمری ہے

بھڑکے کا تھا ترے حسن کا جو طور پہ شعلہ
پیارے دل شیدا مین وہی جلوہ گری ہے

محتاج نہین منزل ہستی سے عدم تک
داغ جگری عشق کا زاد سفری ہے

اس منزلِ ہستی مین بہت آ کے گئے ہین
ہر ایک مقامی ہے ہر اک یہان سفری ہے

گر وا نہین وہان زلفِ مسلسل پہ شانہ
کیون عاشق جانباز کو آشفتہ سری ہے

کیون زاہد و ابلیس سے نیکی کا ہو جویا
اے منتقیٔ پیارے یہ تری بے بصری ہے

عشقبازی سے جسے پرہیز ہے
وہ ہے خوش قسمت نصیبہ تیز ہے

حق مین مجھ سے عاشق ناشاد کے
روز فرقت روز رستخیز ہے

گردش چشم بتان سے بھی
ابلق ایام سے بھی تیز ہے

ٹھیرتے اسکو نہ دیکھا ایکدم
عمر کا توسن نہایت تیز ہے

پھونکا جس آتش نے کوہ طور کو
خاک مین اپنی وہی آمیز ہے

آہ اپنی گر نہین شاخ چنار
اسقدر پھر کیون یہ آتش ریز ہے

پھول جھڑتے ہین زبان سے ہر گھڑی
کس قدر یہ شاخ بھی گلریز ہے

کاوش مژگان تری اے شہسوار
عمر کے شبدیز کو مہمیز ہے

سرو قامت کی یہ رکھتا ہو تشبیہ
مصرعۂ برجستہ مضمون خیز ہے

توسنِ دیوانگانِ عشق کو — خارِ صحرائے جنون مہمیز ہے
جانتا ہون مین دمِ اخلاصِ یار — ہر سخن صاحب کا دل آویز ہے
عشق کا صحرا جسے کہتے ہین یار — اک بلائے بد ہے آفت خیز ہے
برسون کوئی عشق مین چھانی ہے خاک — دامن دل اپنا آفت خیز ہے
کیا عمل پوچھین گے میرے روزِ حشر — پاس میرے انکے دستاویز ہے
بزم مین اسکو لیا آغوش مین
منتہی تو بھی نہایت تیز ہے

جو تعلق سے جہان کے دور ہے — شاد ہے آباد ہے مسرور ہے
حرص رفعت جسکے دل سے دور ہے — زیر پا اسکے سرِ فغفور ہے
وہ بلائے دو جہان سے دور ہے — جو شرابِ عشق سے مخمور ہے
حاملِ بارِ زمانا ناصحا — جان سے کئے بیکار کا مزدور ہے
جو کہ اس دارِ فنا مین حق کہے — وہ بھی اپنے وقت کا منصور ہے
سن کے وہ آہ دل کہنے لگا — خوش صدائے کاسۂ تنبور ہے
نانِ نعمت دے کہ دے نانِ جوین — ہر طرح بندہ ندامت شکور ہے
سنگِ راہِ عشق جانان سے مگر — شیشۂ دل اپنا چکنا چور ہے
جذبۂ دل گر بغل مین ہے مرے — پاس ہے وہ یار جو کہ دور ہے
نغمۂ بلبل فراقِ یار مین — باغبان مجکو صدائے صور ہے
کرتے ہین مضمون تراوش دمبدم — شاعری کا دل مین اک ناسور ہے
جو کوئی ہے طالبِ دنیائے دون — مکر کا پتلا سراپا زور ہے
ہے برابر عیب کے اسکا ہنر — جو کہ اس دنیا مین بے مقدور ہے
بہرِ عاشق یار کا گیسو دراز — مار ہے زلفِ شبِ دیجور ہے
صدمۂ فرقت ہو یا ہو عیشِ وصل — جو اسے منظور ہے منظور ہے
سکۂ داغِ محبت گر نہین — بزم مین رندون کی بیقدر ہے

شرمگین ہے کیون رخ روشن ترا | جھلملاتا کیون چراغ طور ہے
قہر ہے کم ظرف کو نعمت کمال | سم پر پروانہ بہر مور ہے
جلوۂ جانان اگر ہر شے مین ہے | تجکو ہر ذرہ چراغ طور ہے
ہر امید وصل جسکی ساقیا | وہان مئے غفلت سے وہ مخمور ہے

قدر دان اوسکا زمانے مین نہین
منشی جس بات پر مغرور ہے

کیون کھینچتے ہو غیر پہ تلوار کس لئے | حاضر ہے آپکا یہ گنہگار کس لئے
اپنے مریض عشق سے ہنس ہنس کے یہ کہا | فرمائیے تو آپ ہین بیمار کس لئے
بکا ہے کو دل کسی سے لگاؤ نہین ناصحو | بیٹھے بٹھائے مول لون آزار کس لئے
سوئے کمر کا آپ کے لگتا نہین پتا | ہر روز مول لیتے ہو تلوار کس لئے
ظل ہما اگر نہ میسر ہوا نہ ہو | اس یار کا ہے سایۂ دیوار کس لئے
گاہک نہین جو تم سے ہر اسد لگے مال کے | آباد ہے یہ دہر کا بازار کس لئے
گر تاک جہانک کی نہین عادت ہی انکو | ہے جان جان یہ رخنہ دیوار کس لئے
فریاد میری وہ نہین سنتا نہین سنو | آخر بنی ہے عشق کی سرکار کس لئے
ہجر وصال عجب جو مین نے کیا کہا | کرتے ہو تم آپ مجھکو گنہگار کس لئے
مانا کہ دلکو ہے تمہین رسوائیون کا خوف | اے حیلہ جو بنی ہے شب تار کس لئے
گر دل ہے بے کرم تو شیشہ ہے بے محل | گر سر نہین ہے دوش پہ دستار کس لئے
گویا جو ہو لئے گیسوئے جانان تو پوچھا | کرتے ہو پیچ تم صفت مار کس لئے

دنیا کی ذلتون سے گرفتار منشی
یہ ننگ کسلئے تمہین یہ عار کسلئے

کل شب وصل گر اس سے لڑائی ہوتی | ملک الموت کی کیا آج بن آئی ہوتی
صرف مین ساقی بدمست کے آئی ہوتی | رند میخوار کی گر نیک کمائی ہوتی
یار جو ہوتی محبت کبھو مجھ سے تجکو | اور حالت تری ابتک نظر آئی ہوتی

راز منصور کا کھلتا نہ کبھی تا دمِ زیست
مئے الفت کی اگر اسمین سمائی ہوتی

ایک عاشق کبھی زندہ نظر آتا نہ صنم
گر ترے قبضۂ قدرت مین خدائی ہوتی

اے شبِ ہجر مرے گھر تجھے آنا تھا اگر
بنکے صورت ملک الموت کی آئی ہوتی

ابرِ رحمت ہوا سیراب زمانہ تجھ سے
مگر اس دل کی لگی بھی تو بجھائی ہوتی

جنت و حور کا احوال عیان ہو جاتا
کوچۂ یار تک اپنی جو رسائی ہوتی

پاس سے میرے شبِ وصل اگر اٹھ جاتے
روح و قالب مین مری جان جدائی ہوتی

رنجِ فرقت کہ تجھے حال عیان ہو جاتا
گر طبیعت تری پیارے کہین آئی ہوتی

کی فلک ہمکو عطا چھٹکے بیماری عشق
ندیا ایسا مرض جسکے دوائی ہوتی

جنبشِ دل کا تھا طالب گا ربغیر از وصلت
مفت تب دیتے جو ہمنے پڑی پائی ہوتی

آہ مین بلبلِ بیدل کے جو ہوتی تاثیر
آگ صیاد کے گھر مین نہ لگائی ہوتی

کوچۂ یار مین بندھتی جو کبھی اپنی ہوا
خوب ہی خاک زمانے مین اڑائی ہوتی

اشکباری سے ڈبو دینی تھی یہ فردِ عمل
یہ عمارت ابھی تدبیر سے ڈھائی ہوتی

یار سنتا کہ نہ سنتا یہ خدا ہی جانے
بات مطلب کی تو منھ سے نکل آئی ہوتی

منتہی راحتِ کونین اگر تھی منظور
چھاؤنی کوئے خرابات مین چھائی ہوتی

ہمارا خونِ جگر پیے شراب کے بدلے
ہمارا لے دلِ سوزان کباب کے بدلے

دیا ہے درد فلک نے شراب کے بدلے
عطا ہوئے ہمین پیری شباب کے بدلے

سوال گور مین جسدم کرینگے آکے نکیر
دکھاؤنگا خطِ قسمت جواب کے بدلے

طلب جو تم سے کیا بوسۂ دہن ہم نے
ذرا سے بات پہ تیور جناب کے بدلے

ہزار بار شبِ ہجر مین ہوا بے ہوش
ہزار بار غش آیا ہے خواب کے بدلے

ہوا و حرص نے گھیرا ہے منتہی اسکو
خراب ہو دار، خانہ خراب کے بدلے

شیفتہ اُسکا دل بے باک ہے — جسنے بھیجا آئنہ لولاک ہے

آئینہ کیا جام سے پاک ہے — دل ہمارا جوہر ادراک ہے

جو ترا دیوانہ بے باک ہے — دوجہان سے کے مخمصے سے پاک ہے

گردش چشم صنم کے سامنے — اک تماشا گردش افلاک ہے

دیدۂ انجام بین کے روبرو — اک بگولہ گنبد افلاک ہے

عجب کیا ہا تونے تیرے اے جنون — دل جوانان چمن کا چاک ہے

رشک سے رخسار و کاکل کے ترے — سنبل ابتر گل گریبان چاک ہے

زاہدا اہل قناعت کے حضور — دولت دنیا خس و خاشاک ہے

عالم نیرنگ کہتے ہین جسے — جانتا ہون مین طلسم خاک ہے

حلہ ہائے خلد کہتے ہین جسے — یار کی اُتری ہوئی پوشاک ہے

عشق کی آتش کا اسکو دہیان ہے — دل بغل مین شعلۂ ادراک ہے

ابلق ایام کا ہون شہسوار — زیر ران اک توسن چالاک ہے

چاہئے سنبھلا رہے اسکا سوار — توسن عمر روان چالاک ہے

پیری آئی گی جوانی جائیگی — آگ جب تحلیل ہو گی خاک ہے

چادر مہتاب کہتے ہین جسے — یار کی اک ملگجی پوشاک ہے

لائے ساقی جوش گل آئے کہین
کب سے اس بنت العنب کی تاک ہے

اولٹے ہو آستین ہین تیور چڑھے ہوئے — آئے ہو تم کسی سے مقرر لڑے ہوئے

جاوے ہے کوئی حرم کو کوئی دیر کی طرف — بیٹھے ہین ہم تو یار کے در پر اڑے ہوئے

نوک مژہ پہ عاشق شیدا کے اشک ہین — کانٹون مین جوہری کے ہین موتی پڑے ہوئے

قطرے عرق کے روئے بت سبز رنگ پر — لوح زمردی پہ ہین ہیرے جڑے ہوئے

مملو ہوا ہے داغ محبت سے دل مرا — [illegible]

فقرون پہ مدتو ںنسے لگا یا ہی یار کو | بر سو ںنسے ہین وہ داؤن پہ اپنے اڑے ہوئے
زاہد تجھے گھمنڈ ہے خلد و بہشت کا | ہم بھی ہین اپنے یار کے در پر اڑے ہوئے
تیغ انگلی کا جب سے اُس شوخ کو خیال | کوچے تمام شہر کے ہین کیا شڑنے ہوئے
احوال سن کے شیرین و فرہاد کا کہا | مردے اوکھاڑتے ہو پرانے گڑے ہوئے
اللہ ری رعب حسن بت آتشین مزاج | دل موم ہوگیا جو ذرا وہ کڑے ہوئے
مجمع ہوا جو شیخ و برہمن کا روز حشر | بندے بیشک کے سب سے الگ جا کھڑے ہوئے

اس جنگ حسن و عشق کے میدان مین منتھی
یارون کے مدتو ںنسے ہین جھنڈے گڑے ہوئے

جب فصل بہاری مین زنجیر نظر آئی | دیوانۂ گیسو کی تدبیر نظر آئی
جو خواب عدم مدت آنکھون مین رہا پیکر | اُس خواب کی یہ دنیا تعبیر نظر آئی
دیکھا جو مہ نو کو کل شب سر گردون پر | طفلی کی تری گویا تصویر نظر آئی
خاموش ہوا کاتب اعمال کھلے میرے | جب فرد مقدر کی تحریر نظر آئی
عالم کا مرقع کیا مجمع ہے حسینو نکا | جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
بھولنگا دل دلبر کو بہیجا پیام وصل | اس آہ کی مدت مین تاثیر نظر آئی
ترغیب سے دنیا کی ہوتے ہین خراب اصحاب | یہ مجکو شیاطین کی ہمشیر نظر آئی
شاہونمین گدایونمین زہا دونمین زندونمین | جسجا پہ نظر آئی تقدیر نظر آئی
یہ برق فلک کیسی اسدل سے گری میرے | ابرو کی کبھی جبدم شمشیر نظر آئی

اس فرد مقدر کو اے منتھی جب دیکھا
مجکو نہ کوئی اپنی تقصیر نظر آئی

نہین مگر بھی ہی اُس مہ سے مسیحا سے لڑائی ہی | شب فرقت نہین آئی ہی اپنی موت آئی ہی
مگر اُسنے گلی مین ایسی کیا تیغ آزمائی ہی | جو وہا ںنسے جاریائی پر نکلتی جا رہائی ہی
نہ شیشے مین ہی مے باقی نہ کیسی مین زر خالص | دم گوشہ نشینی ہے یہ وقت پارسائی ہی
ادہر دنیا کا لالچ ہے ادہر عقبی کا کھٹکا ہے | یہ منزل دل کی ہی کونین کی جسمین سمائی ہی

ادھڑا لایا پریوش کو مٹایا ہجر کا صدمہ
بھلا ہو جذبہ دل کا میری بگڑی بنائی ہے

نہ وہاں خط رخ پہ نکلا ہے نہ یہاں آئین کدورت ہے
چلے آئے نہیں صاحب صفائی پر صفائی ہے

کیا ہے او فلک تو نے ہی پابند ہوس ہمکو
دیا ہے وہ مرض ممکن نہیں جسکی دوائی ہے

وہاں پر رند رہتے ہیں جہاں ہوتا ہے میخانہ
دلا تیر و نگہ کا مسکن ہے وہاں جسپہ ترائی ہے

کیا ہے کن کے کہنے سے ہویدا ایک عالم کو
مگر صانع نے کیا سرسوں ہتیلی پر جمائی ہے

مرے آہ دل سن سن کے وہ بیرحم یوں بولا
کسی ہے اعتماد اسکا کہ جو تیز ہوائی ہے

سخاوت کے سبب سے آشنائی ہجر وصلت ہوں
مری دریا دلی نے پار یہ کشتی لگائی ہے

کبھی دود دل ہوگا وہ آہ شرر افشاں
نہیں معلوم ہے کس لئے دھونی رمائی ہے

جتا کر راز الفت کو اٹھائے ہجر کے صدمے
بہت تھا سمجھے دانا مگر کیا منہ کی کھائی ہے

مر جائیے فراق میں اسدرجہ کہ روئیے
اس کشتی حیات کو ایکدن ڈبوئیے

اپنے کئے کو آپ دل زار روئیے
اشکوں سے اپنا نامہ اعمال دھوئیے

نظروں میں جا پہنچئے دردندان یار کو
تار نگہ میں آج تو موتی پیروئیے

ارمان دل نکالئے اب کی شب وصال
انکو نہ سونے دیجئے خود بھی نہ سوئیے

چالاکیاں شباب کی طفلی کی شوخیاں
ہر وقت یاد کیجئے اور خوب روئیے

جرات کو دل کی طاقت و ہوش و حواس کو
کس کس کو یاد کیجئے کس کس کو روئیے

کیوں نقد دلکو دیجیے بے وصل ناصحا
اس مال بیبہا کو کیوں مفت کھوئیے

رکھتے ہیں جو کہ کوچہ سفاک میں قدم
آپنے کہو کہ زیست سے بھی ہاتھ دھوئیے

دل دی کی ان بتوں کو جو ایذائیں جھیلئے
اس سے ہر اک پہاڑ کے پتھر نہ ڈھوئیے

رونے سے ہاتھ آئے اگر دولت وصال
یوں روئیے کہ زورق گردوں ڈبوئیے

ہاتھ آئے ہمکو گنج قناعت جو ملتی
پھیلائیے پاؤں چین سے تا زیست سوئیے

خائن ہین جمع ساری ریاست خراب ہے
ہر راشیون زور عدالت خراب ہے

جبدن سے دور ہے فلک دون پرست کے
حیران ہین شریف شرافت خراب ہے

پابند وضع ہو کے ہوا ہون ذلیل و خوار
مین خود خراب ہون مری محنت خراب ہے

بے ننگ و بے حجاب ہین دنیا مین سرفراز
اہل حیا و صاحب عزت خراب ہے

حصے مین اندنون ہے شریف نجیب کے
سنتا تھا عذ توبن سے مصیبت خراب ہے

دام بلا ہے حلقۂ تسبیح شیخ و شاب
ہا تو بنے ناکسون کی عبادت خراب ہے

ولہ

اس ایک جان زار پہ کیا کیا عذاب ہے
فکر معاش ہے کبھی روز حساب ہے

پیری ہی نہین ہے جان بشر کو عذاب ہے
کچھ لطف زندگی ہے تو عہد شباب ہے

ویران دل ہے جو نہین مسکن ہے یار کا
جسکا مکین نہین ہے وہ خانہ خراب ہے

رندون کو دے شراب جو ممکن ہو ساقیا
تشنہ لبون کو پانی پلانا صواب ہے

اک ہفتہ مین رقم ہوا احوال کائنات
دنیا تمام سات ورق کی کتاب ہے

تمنے تو سات پردون مین منہ کو چھپا لیا
معلوم یہ ہوا کہ کسی سے حجاب ہے

دم دیکے آج نقد دل و دین تو لے لیا
وہ دن بھی رکھو یاد کہ روز حساب ہے

دیتا ہے دمبدم مجھے جام شراب ناب
ساقی کا اندنون تو کرم بے حساب ہے

کس بحر حسن کا لب دریا گذر نہ ہوا
چشم حباب صورت چشم پر آب ہے

صورت تمام ہستی ناپایدار کے
دہوکا ہے نقش آب ہے موج سراب ہے

آتش شراب شوق کی بھڑکی ہے اسگھڑی
پہلو مین دل نہین ہے ہمارے کباب ہے

بازار مین جہان کے جو کچھ لیا دیا
اسکا حساب آپ سے روز حساب ہے

قابو مین ہے نہ دل نہ جگر پر ہے اختیار
اس سے منتھے سا کوئی بھی خانہ خراب ہے

ولہ

آہ جگر خراش کی تاثیر دیکھئے
اس دل کو میرے دیکھئے یہ تیر دیکھئے

جاتی پہ ہے وہ چاند سے تصویر دیکھئے
کس اوج پر ہے اختر تقدیر دیکھئے

سینے مین دل نہین نظر آتا ہے اندنون
اکروز اوسکی زلف گرہ گیر دیکھئے

ملک عدم کو کھچتی ہے وحشت دلی
کھتی ہے اب قدیم کی جاگیر دیکھیے

کھاتا ہے تیغ الفت جانانہ سے منتھے
رکھتا ہے پاس ہمت مردانہ منتھے

رکھتا ہے دل مین الفت جانانہ منتھے
بھرتا ہے کیف عشق سے پیمانہ منتھے

وصلت مین گاہ گاہ ہو فرقت مین مبتلا
ہوشیار ہو کبھی کبھی دیوانہ منتھے

کیا دیکھتا ہون رات کو بزم وصال مین
ہو شمع روئے یار کا پروانہ منتھے

سنکر پیام وصل یہ اس شوخ نے کہا
کیا ہوگیا ہے اندنون دیوانہ منتھے

بے دیکھے جلوہ یار کا دل شیفتہ ہوا
بے آگ کے جلا ہے مرا خانہ منتھے

آیا ہنوز ہے خط رخ رنگین یار پر
پہنچا زوال حسن کا پروانہ منتھے

نیرنگ حسن یار کا اس مین خیال ہے
سینہ ہے دل کا یا ہے پریخانہ منتھے

کیا میکدے مین دہر کے کٹتی ہے زندگی
بھرتا ہے اپنی عمر کا پیمانہ منتھے

اہل دول کو خیر سے نفرت ہے اندنون
جس جا ہے گنج وہان پہ ہے ویرانہ منتھے

قبضے مین جسکے دل ہو اسی کے فراق مین
پھرتا ہے صورت سگ دیوانہ منتھے

وہ نامہ بر مرا باغ و بہار آتا ہے
خوشی ہو دل کہ کوئی دم مین یار آتا ہے

مین تیر پیشۂ صدق و صفا سمجھتا ہون
اسے جسے کہ سگ نفس مار آتا ہے

اذان دی کعبہ مین ناقوس دیر مین پھونکا
ہر ایک جا تجھے عاشق پکار آتا ہے

غبار دشت سمجھتا ہے دیدۂ بینا
بلند اسکو نظر جو مزار آتا ہے

فزون ہے لحظہ بلحظہ وہ حسن روز افزون
دلا ہوشیار کہ وقت شکار آتا ہے

عدم سے عالم امکان مین منتھی پیاری
دہرا ہے کیا جو یہان بار بار آتا ہے

جہان مین کون مجھسا خوش بیان ہے
مری گھٹی مین بلبل کی زبان ہے

چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے

چھلکتا جو ہے اس دل مین شب و روز
کسی بلبل کا شاید آشیان ہے
نہ لاف زمزمہ کر دیکھہ بلبل
مری منھہ مین بھی آخر کو زبان ہے
برہمن دیر مین کعبہ مین ہر شیخ
جسے دل ڈہونڈہتا ہے وہ کہان ہے
مبارک شیخ تجکو جنت و حور
مرا سر اور اُسکا آستان ہے
چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے
بہت سے خوبیان ہین مہروش مین
مگر یہ عیب ہے نا مہربان ہے
سنبہل کر صحن دل مین یار جانا
یہ شاہِ عشق کا پیارے مکان ہے
کھلے ہین ہر طرف کو تختۂ گل
آلہی کون اِسکا باغبان ہے
عدو جو بے اثر کرتے ہین نالے
سمجھتا ہون مین غوغائے سگان ہے
جسے کہتے ہین خورشید قیامت
صف عشاق کا زرین نشان ہے

آلہی منشی اہل توکل
ترے خوانِ کرم کا مہمان ہے

آج کل حال ایسا ابتر ہے
زندگی موت کے برابر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب
کوئی دارا کوئی سکندر ہے
اک قطرہ ہے بحرِ الفت کا
مین سمجھتا ہون اک سمندر ہے
نالہ دل کھول کر کرون کیونکر
کہنہ سقف فلک یہ سر پر ہے
حور و جنت کو کیا کرون لیکر
دل مین بندہ کے یار کا گھر ہے
تیرے یاقوت لب کے آگے ماہ
لعل بھی ایک لعل پتھر ہے
عشق بازی مین ایک ہین دونون
اِسمین مفلس ہے یا تونگر ہے
آتش عشق سے بہت ہے شاد
دل بغل مین ہے یا سمندر ہے
دل اہلِ ہنر بھی دنیا مین
میری جانب مین معدن زر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب
کوئی دارا کوئی سکندر ہے

بعد مرنیکے منشی پیارے

عال شاہ و گدا برابر ہے

مستی ہی کیف عشق جناب امیر کی | بیہوشی ہو مجھے سے مے خم غدیر کی
آہِ دلِ غریب نکلتی ہے جسگھڑی | آواز آتی ہے مجھے ناوک کے تیر کی
سو داغ اسمین رہتے ہین ہاتو شہ یار کے | پہلو مین دل ہے یا کہ ہو گدڑی فقیر کی
عاشق کو پاس سے نہ جدا کر تو شاہ حسن | ہوتی بادشاہ کو حاجت وزیر کی
تشقہ جو کھینچا ہے ہمنے جبین نیاز پر | دنیا سے دونکے سینے پہ گویا لکیر کی
اقرار سے جو جمال کے دل شاد ہوگیا | کیا بات ہے صنم سخن دلپذیر کی
ہے ایک آرزو کا یہ مسکن ہے یا کریم | دل ہے ہمارا یا کہ ہے بستی فقیر کی

غافل ہے یار عاشق شیدا کے حال سے
صیاد کو خبر نہین مرغ اسیر کی

تمت

اعلان

اس دیوان منتخب کا حق تصنیف و تالیف نواب میر خیرات علیخانصاحب بہادر نے اس راقم کو عنایت کیا ہے اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی ہے کوئی صاحب انطباع و غیر مطابع قصد طبع نہ فرمائین بعوض نفع نقصان نہ اٹھائین جسقدر جلدین خریدنا منظور ہون راقم سے طلب فرمائین علاوہ اسکے ہر اک قسم کے کتب قلمی بمثل خوش خط و چھاپہ وغیرہ کے موجود ہین جسکی فہرست آدہ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے سے روانہ ہوسکتی ہے اور کل کیفیت و قیمت وغیرہ کا حال معلوم ہوسکتا ہے فقط

راقم

سید رستم علی تاجر کتب ساکن حیدرآباد دکن محلہ دار الشفا روبروے شفاخانہ سرکار عالی

علاوہ اسکے یہہ دیوان اور جملہ اقسام کے کتب مقام شہر مرادآباد محلہ بزار ضلع مرادآباد دوکان سید حسین صاحب سوداگر

قصیدۂ مدحیہ نواب مختار الملک بہادر مرحوم

قدم مہر سے روشن جو ہوا برج حمل — چمنستان میں بھڑکی لالہ و گل کی مشعل
گل پہ گل کھلتے ہیں ہر دم چمن ویرانہ میں — شجر خشک سے کونپل پہ ہے پھولی کونپل
باغبان پھرتے ہیں ہر سمت کو اینڈے اینڈے — پوچھتے پھرتے ہیں دہقان کہاں تھا جنگل
کثرت لالہ و گل ایسی ہی ہر سمت کو ہے — ڈھیر پھولوں کا ہے صحرا میں ہر اک سینۂ تل
کلیاں کھل گئیں غنچوں کی چلی باد بہار — جز مفصل نظر آتا نہیں مجکو مجمل
گل کئے غنچہ گل خوب نسیم سحری — وا کیا دل پہ مرے عقدۂ مالاینحل
چھو گئے اس باغ کا سنبل جو صبا خلد میں تو — گیسوے حور کے کھل جائیں ابھی سارے بل
حور بھی آئے اگر سیر کو اس گلشن کے — شکل اور پس پھر تجدا جائے مچل
گرد یون نرگس شہلا کے ہے سوسن کی بہار — چشم معشوق کا جسطرح کہ پھیلے کاجل
چھوڑکر آجکل ایسے چمنستان کی بہار — میں نجاؤں جو کہے کوئی مجھے خلد میں چل
زور ہے ابر کی تراوت کا زمانہ میں کمال — بھیگ جائے نہ کہیں باد صبا کا آنچل
آب پاشی کے لئے ہر روش گلشن کے — لگنہ ابر نے پانی سے بھری ہے چھاگل
یہ سمجھے ابر بہاری پہ یقین ہوتا ہے — حور آئی ہے کوئی اوڑھکے کالا کملی
داغ پر لالۂ حمرا کے یہ شوخی پھبتی — گویا آغوش میں مریخ کے بیٹھا ہے زحل
صبحدم جب گل خورشید فلک پر نکلا — میں یہ سمجھا کہ کسی جھیل میں پھولا ہے کنول
سبز و خرم یہ ہوا ہے کہ اثر سے اوسکے — شیشۂ سبز بنے شعلۂ نار منقل
ہے ہوا ایسکہ صفا خیز و کدورت رفتہ — صورت آئینہ روشن ہے زمین کا ہر دل
ہو نگس پردۂ فانوس سے جیسے ظاہر — یون زمین سے ہے عیان صورت فاروق غزل
نام بیمار نہیں بیٹھا ہے خاموش طبیب — درد سر دور ہے بیکار پڑا ہے صندل
لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے نسیم سحری — دہن غنچہ سے آتی ہے صدا دیکھو سنبل
استراحت ہو جو انان چمن کو جسمین — صحن گلشن میں بچھایا ہے صبا نے مخمل
سر دۂ غو [illegible] اسے صفانے اسکے — حال کیطرح سے ہے پیش نظر مستقبل

قوت نامیہ گو یوہین سہے گی ابدل
نخل نکلین گے زمین سے لئے ہر شاخ مین پہل

یہ صدا غیب سے آئی مجھے کل وقت سحر
جلد تو بھر خدا پردۂ غفلت سے نکل

کیا ارادہ تھا ترا اور کدہر جاتا ہے
منتقی ہوش مین مان کہا دیکھ سنبل

جب سنین مین نے یہ اس سرو سخنان دلخواہ
صورت مہر فلک جلد چلا سر کے بھل

مدح کر اسکی جو ہے مدح کے شایان نادان
رنج راحت سے ترا آن مین ناجائی بدل

آبلا ایکبار مرا دل تری مدحت کیلئے
گویا آمادہ تھا دعوت کو سلیمان کی نمل

حوصلہ تنگ ہوا قصد کیا جب مین نے
دل نے ایکبار کہا یہ بخداوند ازل

کیسا ہی علم ہو انسان کو نہ ہو مدح تری
لاکھ پر نکلین فلک پر کہان اوڑجائی نمل

جام جم سے ہے سوا صاف ترا آئینۂ دل
نور ایمان سے مگر اسکو کیا ہو صیقل

فہم بقراط ہے اک نقطۂ موہوم ترا
علم اشراق ہے تیرا سخن مستقل

آفرین کہتے ہین افلاک ملایک تحسین
دیکھکر دور زمانے مین ترا حسن عمل

کار خلقت سے ترے دیدۂ دلکو [illegible]
سبع سیارہ کی صورت سے نہین دم بھر کل

ناخن فکر سے اپنے چمن عالم مین
واکئے سیکڑون ہین عقدۂ مالاینحل

دہیان آیا جو ذرا عدل کی جانب تیرا
آشیان لیگیا گنجشک کا شاہین کی بغل

دہن گرگ ہوا ہے دہن ساغر گل
پنجۂ شیر بنا ہے صفت ناز دو مشتل

یون زمانے سے ترے دور ہوا مشق فجور
اہل اسلام سے جیسے شرف لات وہبل

عدل و انصاف سے معمور رہی یون دل ترا
جیسے خوشبو سے بھری رہتی ہی غنچے کی بغل

سر اوٹھایا ہے ترے دست کرم نے جب سے
آگیا حاتم طائی کی سخاوت مین خلل

ہو گئی ہمت عالی کا تقاضا ترے
ہاتھ تو آگے مرہو دولت قارون دغل

تیرا ثانی نہین مجکو نظر آتا ہے کہین
اسکا کچھ ذکر نہین جوکہ ہو مرد اجل

جاہئے تنگ اسمین نہین کچھ کہ عیان ہے جہان
سیکڑون مفلس و محتاج کئے اہل دول

عہد حاتم کا گیا دور فریدون گذرا
نام ہے آج سخاوت مین ترا ضرب مثل

ڈال ہے نخل شجاعت کے وہ تیغ براں
داغ خوں پھول ہیں جسکا سر اعدا ہیں پھل

سامنے اسکے وہ ہو سیر ہو جو جینے سے
منھ چڑھا ہے اسکے وہی جسکے پڑا ہو سر پہ اجل

جوہر اس تیغ دو دم میں جو نظر آتے ہیں
مرغ جان کے لئے اعدا کے وہ ہیں دام اجل

دم شورش یہ صدا اسکی زبان سے آئی
ایک ہے سامنے میرے خس و خاشاک و جبل

جب وہ کھچتی ہے کہیں رعب سے اسکے دم میں
ٹھسے ترچھوں کے رگ نیکے نکل جاتے ہیں بل

رعب ایسا ہی تری تیغ شجاعت کا ہوا
رستم گرد گیا موت کے حیلے سے ٹل

کیا بیان ہووے ترے اسپ کی چالاکی کا
ایک ہیں گر روئے زمین اور اسی پشت جبل

شوخیان کرتا ہے وہ چال میں ایسی ایسی
جیسے کم سن کوئی معشوق نہایت اچپل

باگ لے اسکی اگر راکب فرخندہ خصال
دامن زین سے تنگ اسکے کہان جائے نکل

جست و خیز اپنی دکھا دی وہ اگر شوخ مزاج
آسمان سر پہ ہو گہ زیر قدم ہو بادل

طور تمثال جو ہے فیل سواری کا تری
کوہ ہے جسکے مقابل میں بجائے خردل

چال وہ جلد کہ جیسے ہو شب عیش رواں
دوڑ وہ تیز کہ جسکے رہے پیچھے چنچل

خلق کہتے ہے عماری میں ترا دیکھ کے حسن
وہ ہے خورشید فلک اور یہ ہے برج حمل

ہے وہ خرطوم دیا جادۂ کوہ ظلمات
تمتق نور ہیں یا دانت ہیں پیدا نہیں حل

ہے وہ خرطوم سیہ گیسوئے جانانہ سے دونا
ساق معشوق ہیں وہ دانت کہ دل ہو بیکل

نصب تیرہ میں نہیں اسکو کسی شتی کی ضرور
سونڈ ہے جائے عصا دانت ہیں جائے مشعل

عرض یہ کرتا ہے اے خالق ہر جن و بشر
پیر ہفتاد و سہ ملت ہے عبد اقل

تا کہ ہیں حاکم و محکوم جہان کے اندر
تا کہ ہے عاشق و معشوق کا دنیا میں عمل

تا رہے عابد و زاہد سے زمانا معمور
تا خلا دور جہان میں نہو نہایت مشکل

تا کہ ہے کوئے خرابات میں رندوں کا ہجوم
تا کہ ہے مسجد عادینہ میں نیکوں کا عمل

مہر و مہ کی رہی جبتک کہ یہان آمد و رفت
سقف افلاک پہ جبتک کہ رہے برج حمل

پیچ میں اسکے رہے تا کہ دل عاشق زار
زلف مشکیں میں حسینوں کے رہیں جبتک بل

صاحب عز و شرف آپکا مختار الملک

قطعات تاریخ وفات جناب مرزا میتا بیگ صاحب متخلص بہ منتہی

از نواب میر خیرات علیخان بہادر متخلص بہ سخی رئیس دار الریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد دکن تلمیذ رشید منتہی مرحوم و مغفور

منتہی تیغ جفا سے ناحق ۔ ہو گئے حیف کی جا ہی بیدم
دہیان تاریخ کا ایا جو سخی ۔ لکھی تاریخ تو اریخ الم ١٢٨٨ھ

از لالہ انبا پرشاد صاحب بشر تلمیذ سخی

ازجہان صد حیف چون سوے جنان ۔ یک بیک آن شاعر یکتا برفت
سال تاریخش چنین گفتم بشر ۔ منتہی ایے وایے از دنیا برفت ١٢٨٨ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان

از نواب میر خیرات علیخان بہادر سخی شاگرد منتہی مغفور

شعر کیا کیا سخی ہین رنگا رنگ ۔ گل رنگین ہے منتہی کی بیاض
طبع دیوان ہوا یہ لکھ تاریخ ۔ قابل دید ہے یہ فکر ریاض ١٢٩١ھ

از حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکھنوی

منتہی جو حضرت آتش کے شاگردون مین سے تھے ۔ منتہی اہل سخن ہین سے تھے یہ ثابت ہے صریح
چھپ رہا ہے اونکا دیوان لکھدے سال اوسکا جلال ۔ یہ کلام منتہی سب سے انتہا کچھ ہے فصیح ١٢٩١ھ

از مرزا غلام علی صاحب جوش مندراسی

جان کلام منتہیان منتہی الکلام — ہر معنیش ظہیر دل و ظہر منتہی
تاریخ طبع گشت چہ مطبوع طبع جوش — دیوان منتہی بود از بہر منتہی ۱۳۱۱ھ

از مولوی آغا حسین مرزا صاحب ہجر لکھنوی حال وارد حیدرآباد دکن

تلمیذ رشید تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان اسیر لکھنوی

ان منتہی شاعر بے نظیر خیال و فکر — کان داشت شیشۂ می مضمون بطاق عشق
ہر ہفت طبع شاہد نظمش چو یافتہ — از بہر سال ہجر بگفتہ لی مذاق عشق ۱۳۱۱ھ

از میر ضامن علی صاحب ضامن لکھنوی شاگرد تعشق

زافضال حق ببلبل سدرہ ست ہمصفیر — بنگر عروج مرتبہ شان منتہی
نہ انضا بگذرم کہ نباشد مجال کس — وصف کمال رتبہ شایان منتہی
ہرگز من رقم سخن فصلی نمیشود — پیوند جان نمیشد اگر جان منتہی
جوشد می لطیف نشاط سخن مدام — شاعر پسند از لب دیوان منتہی ۱۳۱۱ھ

از میر نواب علی صاحب کامل لکھنوی حال ساکن حیدرآباد

یہ دیوان سید رستم علی صاحب نے چھپوائے — دکھایا زور کامل بحر امواج فصاحت کا
نگارش طبع کی تاریخ کہہ دو میں یہی تم جب — یہ دیوان منتہی کا ہے کہ جیحون ہے سلاست کا ۱۳۱۱ھ

از سید علی رضا صاحب فکر حیدرآبادی تلمیذ اشک لکھنوی

الغرض دیوان فزودہ زیب طبع — طبعزاد و فکر و شوق منتہی
راست میگویم نیامد در جہان — صاحب اشعار فوق منتہی
فکر چون در خواستم تاریخ طبع — گفت ہاتف سال لی شوق منتہی ۱۳۱۱

از میر مہدی صاحب ضیا لکھنوی

شایع کیے ہین خلق مین کیا گوہر ثمین | کیا پوچھنا ہے ہمت رستم علی کا واہ

کہی ضیا نے طبع کی تاریخ اسطرح | دیوان خوب طبع ہوا منتہی کا واہ ۱۳۱۱

از لالہ شنکر پرشاد صاحب افضل سر رشتہ دار توشکخانہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

چہپا کیا خوب دیوان منتہی کا دید کے قابل | مضامین علا سی رنگ ظاہری طبیعت کا

نکیون ہو عقل حیران اپنی فکر سال مین افضل | یہ دیکہا آئنا شفاف ہے حسن فصاحت کا

از میر زوار حسین صاحب وکیل متوطن بسری تلمیذ جلال لکہنوی ۱۳۱۱ھ

لوح دنیا سے مثل حرف کے جب | مٹ چکے منتہی کوکب طبع

حیف ای چرخ خصم اہل کمال | اونکا دیوان ہوتا ہے جب طبع

کہد و تاریخ طبع وارفتہ | سخن منتہی ہوا اب طبع ۱۳۱۱ھ

از میر ذاکر حسین صاحب یاس لکہنوی شاگرد جلال لکہنوی

طبع شد اکنون کلام بیمثال | ہست فیض عام از سعی سخی

بہر سیتابیگ نام نامیش | در دکن مدفون شد و بد لکہنوی

یاس از دل بہر سال طبع او | گفت فکر منتہای منتہی ۱۳۱۱ھ

از منشی دہنپت رای صاحب محقق لکہنوی

بحروف منقوطہ

گشت دیوان منتہی مطبوع | ای محقق چہ نادر و برجستہ

گوہر نادر ز معجمہ سالش | سخن عمدہ زبان اور ۱۳۱۱

از میر فیاض علی صاحب اثر تلمیذ سخی

شک اسکو نہین ہین کیون کسلی ہے حال برا | امین کیون کرتے ہو حیف یہ غم ہے کیسا

ای شادی ہے کہ مدت کے کہین بعد از آج | ای اثر منتہی مقتول کا دیوان چہپا ۱۳۱۱ھ

از حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی نبسہ میر علی اوسط رشک

چھپوایا سخی سنے منتہی کا دیوان   دنیا مین رہیگا نام اوستاد سخی
وہ طبع ہوا ضیا نے تاریخ کہی   لو اب دیکھو کلام اوستاد سخی

۱۳۱۱ھ

از انبا پرشاد صاحب ہنر تلمیذ ناسخی

ہین ہزارون طرح کی گلکاریان شعر مین   غور گر کیجے تو رشک جنت رضوان ہے یہ
فکر کی تاریخ کی جب بلبل دل نے ہنر   کہدیا اک بوستان بیخزان دیوان ہے یہ

۱۳۱۱ھ

از نواب مرزا مہدی حسین خانصاحب رفعت تلمیذ جلال

فی الحال طبع گشت چو دیوان منتہی   خوش فکر و نکتہ سنج و سخن فہم خوش بیان
رفعت نوشت مصرع تاریخ طبع او   دیوان بیمثال چہ مطبوع عاشقان

۱۳۱۱ھ

از اصحاب الدین صاحب رفیق تلمیذ سخی

کہلا ہے عجب گلشن منتہی   خزا نہین ہی جسکو نہین کچھ زوال
ثنا اسکی کیا مجھسے ہوای رفیق   فصاحت بلاغت کا ظاہر ہے حال
جو کی فکر دل نے زروسے بہار   کہا یہ چھپا نسخۂ بیمثال

۱۳۱۱ھ

از میر اصغر حسین صاحب ناجی حیدرآبادی

میر رستم علی پاک دل دخوش خو ہوئے   آج چھپوایا وہ دیوان کہ نہین جسکا جواب
منتہی کا ہے کلام اسمین نہین شبہ و شک   ہے ہر اک مصرع ترینگ لالی خوش آب
کیا در لفظ ہین کیا لعل معانی ہین واہ   نقد جانسی ہے خریدار ہر اک شیخ و شباب
ہو چکی طبع یہ نظم اب گل گلزار سخن   چمن دہر مین مہکین گے بلطف وہ اب
عندلیب چمن طبع نے فورًا ناجی   نام تاریخی دیوان کہا باغ شاداب

۱۳۱۱

ایضًا

دیوان منتہی فلک جاہ چھپ گیا   بے مثل و بے نظیر ہے گفتار منتہی
ناجی کہو یہ مصرع تاریخ طبع اب   زیبا چھپی نتایج افکار منتہی

اشتہار

ہماری دوکان واقع شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد اباد مین سواے کتب مندرجۂ فہرست مشمولہ دیوان منتہی ہر قسم کی کتب عربی و فارسی و اردو مطبوعہ ایران و مصر و ہندوستان وغیرہ کہ جسکی فہرست کلان مع فہرست سامان دیگر چہپ کر شایع ہوتی ہے موجود ہین حسب فرمایش خریداران بقیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پے ایبل روانہ ہو سکتی ہین اور سواے کتب ہر قسم کا سامان ساخت ولایت و ہندوستان وغیرہ تجارتی بہی موجود ہے اوسکی قیمت بہی بطریق مذکورہ لیجائیگی و نیز بطریق مذکور روانۂ خدمت طالب ہوگا — فہرست کلان مذکور ادہ انہ کا ٹکٹ بہیجنے سے مرسل ہو سکتی ہے اور جو سامان سامان مندرجۂ فہرست کے علاوہ جو صاحب طلب فرمائین گے وہ بہی بایں صورت مرسل ہو سکتا ہے کہ فی صدی تین روپیہ حق کمیشن لیا جائیگا — محصول ذمہ خریدار رہیگا

فہرست مختصر کتب منظومہ یعنی دواوین و مثنویات و قصائد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات سودا	عہ ۸ر	کلیات سلمان ساوجی	عہ ۸ر
کلیات قدر بلگرامی	عاں ۸ر	کلیات ظفر در چار جلد	عاں ۸ر
کلیات مومن	۱۰ر	کلیات انشاء اللہ خان	عہ ۴ر
کلیات میر تقی	عہ ۶ر	کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۴ر
کلیات نظام رعنا	۱۲ر	کلیات صنعت	۱۰ر
کلیات انوری	عاں ۴ر	کلیات بیدل	عہ ۸ر
کلیات سعدی	عہ ۱۰ر	کلیات عرفی	عہ ۱ر
کلیات جامی	عہ ۴ر	کلیات شمس تبریز	
دیوان رسوا	۸ر	دیوان غنی کشمیری	۸ر
[illegible]		دیوان شورش عشق	عہ ۸ر

۸ر دیوان سالک
۸ر دیوان مظہر جان جاناں
۱۰ر آفتاب داغ
۳ر دیوان ضامن
۱۰ر دیوان حضرت امیر المومنین علی
عـه ۸ر دیوان لطافت
عـه ۴ر دیوان فاخر
عـه ۸ر دیوان ریاض صابر دہلوی
عـه ر دیوان مسکین
۸ر دیوان قلق
۴ر دیوان غالب دہلوی
۵ر دیوان ذوق
۱۴ر چمن بے نظیر
۴ر دیوان سحر
۴ر دیوان عاشق
عـه ترجمۂ قصاید عرفی
۴ر دیوان جرار
۱۱ر دیوان امیر مسمی مراۃ الغیب
۳ر دیوان خواجہ میر درد
عاں دیوان ظہوری
عـه ۲ر دیوان حافظ چھاپ بمبئی
۱۰ر دیوان امانت
عاں ۸ر دیوان اشک جلد دوم

۸ر شرح رباعیات جامی
۸ر دیوان چمن
عاں دیوان محی الدین عربی
۱۰ر دیوان رفعت
۸ر دیوان وفائی
عـه ۴ر دیوان مہر بیان
عـه دیوان شاد
للعـه دیوان متنبی طبع کلکتہ
۱۲ر دیوان شاہ تراب
۴ر دیوان سخن
۷ر دیوان رند
۸ر دیوان جرأت
۵ر مجمع الاشعار
۱۰ر دیوان شائستہ
۱۰ر دیوان واسطی
۸ر بہارستان سخن
۳ر دیوان نیاز
۳ر دیوان لطف
سے دیوان جلد اول میاں رشک
عاں دیوان رطب العرب از مفتی سید محمد عباس صاحب مغفور
۴ر دیوان نعمت خاں عالی
۱۲ر دیوان گلزار خلیل
عـه ۸ر دیوان منتہی مرحوم تلمیذ آتش طبع تازہ
عـه بر کاغذ قسم دوم

مثنویات

قیمت	نام کتاب
عہ	مثنوی نیرنگ تقدیر
۱۲/ا	مثنوی مظہر العجایب تصنیف ضمیر
۸/	مثنوی تحفۃ الاسرار جامی
۴/	مثنوی عبرت افزا
۳/	مثنوی تحفہ جعفری
۵/	مثنوی طلسم جہان
۱۰/	مثنوی گلزار نسیم
۲/	مثنوی رموز العاشقین
۲/	گلدستہ معنی
۲/	مثنوی دریاے تعشق

قیمت	نام کتاب
۴/	مثنوی نان و حلوا و شیر و شکر
عہ۱۲/	مثنوی گل باغ ارم
۸/	مثنوی مہر و مشتری
۸/	مثنوی خسرو شیرین آصفی
۳/	مثنوی غنیمت
۸/	مثنوی شمس فیض
۴/	مثنوی امیر حسن دہلوی
۶/	مثنوی فرحت افزا
۱/	اندر سبھا امانت

قصائد

قیمت	نام کتاب
۶/	قصیدہ امالی
۱/	گلدستہ محمدی
۱۲/	قصیدہ نجم الضیا
۰/	قصیدہ در مدح علیؑ

قیمت	نام کتاب
۱۰/	قصیدۂ نظم الورع
۴/	گلدستہ دکن
۲/	گلدستہ نعت
۰/	قصیدہ قمر الذبیحان

فہرست کتب مطبوعہ مطبع یوسفی جو راقم سے مل سکتی ہیں

نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	قرآن شریف درجہ دوم	سے ر	۳۱	فیض عام ترجمہ سفینہ اردو	۵ر	۶۱	رسالہ اسرار حکمت	۴ر
۲	درجہ سوم	صہ ر	۳۲	ایضاً قسم دوم	۴ر	۶۲	خلاصۃ الطاعات	۶ر
۳	درجہ چہارم حنائی	للعہ	۳۳	ایضاً قسم سوم	۴ر	۶۳	فوائد بہتیہ	۶ر
۴	تفسیر عمدۃ البیان	[illegible]	۳۴	وقائع خلافت حضرت علی	۶ر	۶۴	گلدستہ نور	[illegible]
۵	درجہ سوم	[illegible]	۳۵	نان و نمک	[illegible]	۶۵	مثنوی فوائد آخرت	۴ر
۶	تحفۃ الاشعریہ کاغذ سفید	[illegible]	۳۶	تجہیز الموتے	[illegible]	۶۶	ارشاد النعیم لدرفع اللئیم	۱ر
۷	ایضاً حنائی	سے ر	۳۷	صراط النجات	۴ر	۶۷	غزوۃ الحیدریہ	۱ر
۸	معیار الہدے	۱۲ر	۳۸	جلاء العیون اردو	للعہ	۶۸	عقد المتعاقدین	۱ر
۹	آیات محکمات (اردو)	۶ر	۳۹	تبیان الایمان	۸ر	۶۹	تبصرۃ الاطفال	۱ر
۱۰	عمدۃ الانشاء (اردو)	۶ر	۴۰	ہدایۃ الصلوٰۃ	۲ر	۷۰	حسن اعتقاد	۲ر
۱۱	رمی الجمرات اردو	[illegible]	۴۱	حدیث نبوی	۴ر	۷۱	قرآن بمع ترجمہ اردو	[illegible]
۱۲	حد تحقیق مذہب سنی	[illegible]	۴۲	تنقیح المسائل	۲ر	۷۲	حیات القلوب اردو کامل	[illegible]
۱۳	مودۃ الاسلام	۸ر	۴۳	تنبیہ الاطفال	۱ر	۷۳	عین الحیات فارسی	[illegible]
۱۴	حجۃ القدیر در باب حدیث غدیر	۳ر	۴۴	تحفۃ الحاجت	[illegible]	۷۴	رسالہ سبعہ	۳ر
۱۵	بشارت احمدی	[illegible]	۴۵	مثنوی زاد آخرت	۲ر	۷۵	جنگ جمل	۲ر
۱۶	ردّ الاباطیل	۵ر	۴۶	عین الیقین	[illegible]	۷۶	تفسیر عفت (اردو نظم)	۶ر
۱۷	تنبیہ المنکرین عن حزن العزائی	۳ر	۴۷	اعمال الصالحین	[illegible]	۷۷	مجاریہ حق	۶ر
۱۸	سراج الایمان	[illegible]	۴۸	احکام الائمہ	۴ر	۷۸	[illegible]	۱ر
۱۹	دلیل الحسنات	[illegible]	۴۹	حلیۃ العرائس	۳ر	۷۹	مناقب اہلبیت اردو	۱ر
۲۰	انوار الہدے	[illegible]	۵۰	تذکرۃ المعصومین اردو	۱۲ر	۸۰	مثنوی گل باغ ارم	[illegible]
۲۱	شمس الضحے	[illegible]	۵۱	دفع المغالطہ فارسی	[illegible]	۸۱	مسالک الافہام	[illegible]
۲۲	فضائل قرآن مثنوی کلاں	[illegible]	۵۲	کھری بات اردو	۱ر	۸۲	زاد قلیل (عربی)	[illegible]
۲۳	ایضاً ۱۶ جزو پر	۸ر	۵۳	قصہ جمیلہ (اردو)	۱ر	۸۳	رسالہ آیہ تطہیر (اردو)	۴ر
۲۴	تحفہ جعفری	۳ر	۵۴	وظائف الابرار مترجم	[illegible]	۸۴	وائق نامہ جہان	۱۲ر
۲۵	بیاض نوحہ جات سفید	۱۴ر	۵۵	جادۂ حیدری اردو	[illegible]	۸۵	رسالہ احکام النساء	[illegible]
۲۶	ایضاً مجز نگا	عصہ ر	۵۶	صارم طلسمات فلاطیر	۱ر	۸۶	نخل ماتم	[illegible]
۲۷	توضیح عزا	[illegible]	۵۷	نوحجات خورد	۶ر	۸۷	شمس المشرقین	[illegible]
۲۸	سراج عجم جلد اول	۱۴ر	۵۸	بزم ماتم	۶ر	۸۸	ذخیرۂ آخرت	[illegible]
۲۹	ایضاً جلد دوم	[illegible]	۵۹	خلاصۃ المصائب	۱۲ر	۸۹	سیر الائمہ	[illegible]
۳۰	ایضاً جلد سوم	۱۴ر	۶۰	جامع عباسی اردو بیت بابی	[illegible]	۹۰	ریحان عجم	[illegible]

نوٹ۔ اس صفحہ میں چند کتابوں کے نام لکھے گئے ہیں باقی تمام کتب خانہ کی فہرست علیحدہ چھپی ہوئی ہے جو آئندہ محصول بھیجنے پر مطبع یوسفی دہلی سے روانہ ہو سکتی ہے ۱۲
(المشتہر میر رستم علی تاجر کتب حیدرآباد)